

خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيَاةَ لِيَبْلُوَكُمْ أَيُّكُمْ أَحْسَنُ عَمَلًا

آيَاتُ الْكِتَابِ

سِفْرُ آخِرَتِ

آيَاتُ الْكِتَابِ

فَخَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيَاةَ لِيُبَيِّنَ لَكُمْ أَيُّكُمْ أَحْسَنُ عَمَلًا

آيَاتُ الْكِتَابِ

سُفْرَةُ الْخَيْرِ

آيَاتُ الْكِتَابِ



فہرست

- ۱۔ روح کی حقیقت کیا ہے؟ کیا گئی روح واپس آ سکتی ہے؟
- ۲۔ موت انجام اور زندگی کا اس کی حقیقت کیا ہے؟
- ۳۔ موت کے وقت جان کنی کے عالم میں کیا گذرتا ہے؟
- ۴۔ موت کا عذاب کیا ہے؟
- ۵۔ کیا ہم موت کے عذاب کی سختی کو ٹال سکتے ہیں؟
- ۶۔ مرنے والے کو کیا موت کے پنجے سے بچا سکتے ہیں؟
- ۷۔ قبر کا عذاب کیا ہے؟
- ۸۔ قبر کے عذاب کو کیا ہم کم کر سکتے ہیں؟
- ۹۔ قبر کے عذاب تاریکی اور وحشت سے ہم کس طرح بچ سکتے ہیں؟
- ۱۰۔ حیات بعد الموت کیا ہے آخرت کیا ہے؟
- ۱۱۔ قیامت کے دن کیا ہوگا؟ قیامت کا منظر کیسا ہوگا؟
- ۱۲۔ قیامت کے دن کے محاسبہ اعمال سے ہم کس طرح اپنا بچاؤ کر سکتے ہیں۔
- ۱۳۔ طول اٹل کی امیدیں اور بڑھاپے کی مہلت کیا ہے؟

کتاب کے طے کرنے کا پتہ

2-D, 7/8، ناظم آباد نمبر 2 کراچی جناب مبارک علی صاحب

2-D, 13/12، ناظم آباد نمبر 2 کراچی سیف الدین تو قیر

ٹیلیفون نمبر 6608024



نُحْمَدُهُ وَنُصَلِّيْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ

وَرَقِ عَمَلُ

یہ زندگی سفر ہے۔ ہم سب ملک عدم کے راہی ہیں۔ ہم سب کو لوٹ کر اپنے پروردگار کے حضور جانا ہے۔ اور زندگی بھر کے اعمال و کزوت کا حساب دینا ہے۔ ہم جس طرح اس دُنیا میں غفلت اور لاپرواہی سے زندگی گزار رہے ہیں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ سامان زندگی سو برس کا ہے اور کل کی کچھ خیر نہیں ہے۔

یہ زندگی اللہ کی بڑی نعمت ملی ہے مگر مستعار ہے۔ زندگی اور موت کے درمیان فاصلہ عمر کے ساتھ گھٹتا جاتا ہے اور ہم بے خبر اللہ کے ناشکرے اور نعمتوں کے ناقدرے ہیں۔ اس زندگی کے کئی روپ اور بہروپ ہیں۔ ایک چہرے پر کئی چہرے لگائے پھرتے ہیں۔

۱۔ حسنُ جب غزہ کی کشاکش سے آزاد ہوا تو وہ عورت اپنا مرصع آئینہ ہاتھ میں لئے بائیں خوبہ کی چوکھٹ پر اس کو چڑھانے آئی۔ اور کہتی جاتی تھی کہ یہ آئینہ کل تک ہر وقت میرے حسن اور جوانی کی لگاتار تعریفیں کرتے نہیں تھکتا تھا اور اب یہ مجھے میری ایسی تصویر دکھا رہا ہے جسے دیکھ کر خود مجھے اپنے آپ سے نفرت ہونے لگی ہے۔ یہ اب میرے کس کام کا۔ اس کو لے کر میں کیا کروں گی؟

۲۔ پانچ ستاروں والا جنرل اپنے چاق و چوبند سینے پر تمغے حسن کارکردگی اور ہاتھ میں مرصع تلووار لئے ایک شہید کے مزار پر کھڑا رہا۔ ابھی فاتحہ کے لئے ہاتھ اٹھے



بھی نہ تھے کہ قبر کے اندر سے آواز آئی۔ اگر راہ خدا میں یہ تلوار کام آئی ہے تو اس کے ساتھ کھڑے رہو ورنہ یہاں سے پلٹ جاؤ۔ یہ مجاہد کی قبر ہے۔

۳۔ قبرستان میں ماں اور باپ اپنے اکلوتے معصوم بیٹے کی قبر پر غم زدہ بیٹھے زار و قطار رو رہے تھے۔ قبر کے سر پہنے جو کتبہ کھڑا تھا اس پر تحریر کندہ تھی۔ میرے لئے مت رو دو میں نے تو تمہاری دُنیا دیکھی ہی نہیں اور نہ اس میں رہا ہوں۔ میرے لئے آنسو بہانے سے کیا فائدہ؟ تم دونوں اپنے لئے اپنی مغفرت اور بخشش کے لئے جس قدر آنسو بہا سکتے ہو اس کو رو دو اور اُن آنسوؤں کو بھی سمیٹ کر اپنے ساتھ لیاؤ۔ اس لئے کہ دُنیا میں تم نے بھر پور زندگی گزاری ہے اور دُنیا کی طلب و حرص میں بڑی بڑی تکالیف اور مشقتیں برداشت کی ہیں۔ شاید یہ گرتے آنسو اس کا کچھ مدد ادا کر سکے۔ قبر کا عذاب بہت سخت ہوتا ہے۔

۴۔ یہاں سے آوازیں آرہی ہیں۔ دُنیا جسے کہتے ہیں قدرت کا کھلونا ہے جو پا جائے تو وہ کھونا ہے۔ جو کھو جائے تو وہ سونا ہے۔

یہ نسخہ کیسیا چاہیے تو قرآن پڑھو اس کی آیات میں غور و فکر کرو اور سمجھو کہ یہ دُنیا کیا ہے۔ قرآن کا کہنا ہے۔ ”وَالْعَصْرُ إِنَّ الْإِنْسَانَ لَفِي خُسْرٍ“ دُنیا گھائے کا سودا ہے۔

سب ٹھٹھ پڑا رہ جائے گا جب لا د چلے گا۔ بخارا

احقر العباد

جنوری ۲۰۰۵ء

سید بشیر الدین زمانی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

قرآن الکریم فرقانِ حمید کا نزول چھٹی صدی عیسوی میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت مکہ کے بعد شروع ہوا۔ اس سے پہلے کی اسرائیل کی ہزاروں سال کی تاریخ ہے جو حضرت ابراہیم علیہ السلام امامِ کائنات کی پہلی بیوی کی اولاد سے حضرت اسحاق اور یعقوب علیہ السلام سے شروع ہوتی ہے۔ ہزاروں انبیاء و مرسلین اور پیغمبر بنی اسرائیل میں ابتداء تاریخ سے آتے رہے اور دنیا کی قوموں کو اللہ کی یکتائی تو حید اور وحدانیت کا پیغام دیتے رہے کہ اللہ تعالیٰ ایک واحد ہے اللہ تعالیٰ سبے نیاز ہے اللہ ہی ہے احد ہے۔ اس کے ساتھ کوئی شریک نہیں۔ وہ اکیلا سب کا خالق اور رب سب کا مالک ہے۔ سب کی زندگی اور موت کا وہ اکیلا مالک ہے۔ اللہ اپنے بندوں کو رزق اوپر آسمانوں سے عطا کرتا ہے۔ لوگوں کی تقدیر اللہ بناتا ہے اور انسان کی پیدائش کے وقت ماں کے پیٹ میں جب وہ چار ماہ کا ہوتا ہے اس کی تقدیر اس کی موت اور حیات رزق سب کچھ اوپر آسمانوں میں لکھ دیا جاتا ہے۔

انسان کو جب اوپر آسمانوں میں تخلیق کیا گیا تو سب سے پہلے اس کو علم سکھایا گیا۔ علم سے انسان کو فضیلت ہے۔ اس کی عقل اور سمجھ اس کا ایمان اور یقین علم سے روشن ہے۔ علم سیکھو اور سکھاؤ۔ علم سے مراد قرآن کا علم سب سے پہلے سکھاؤ دین کیا ہے ایمان کیا ہے آخرت کیا ہے قیامت کیا ہے یوم الحساب کیا ہے انسان کی حقیقت کیا ہے اس کی زندگی کا مقصد حیات کیا ہے یہ دنیا کیا ہے انسان کی حقیقت کتنی ہے موت کیا ہے موت کیوں آتی ہے موت کے وقت مرنے والے پر کیا گذرتا ہے اور سرکرات کا عالم

تھا۔ جس میں آدمی نیم ہوش ہو کر بخود اور سنتہ کی حالت میں کئی کئی دن گزارتا ہے۔ دو خانہ میں انتہائی نگہداشت کا حجرہ کیوں بنایا گیا ہے۔ یہ سارے اور بہت سے سوالات جو برسوں سے انسان کے ذہن میں خیال میں اور وہم و گمان میں آتے رہے ہیں اور کسی کے پاس اس کے جوابات نہیں تھے۔ زمانہ جوں جوں آگے بڑھتا گیا دنیا کے علوم وسیع سے وسیع تر ہوتے گئے تو انسانی عقل و فکر وسیع بھی بڑھی اور علماء حکماء دانشور فلاسفر، حکیم اور فلسفی سب ہی نے ان سوالات کو اپنے طریقے اپنی اپنی عقل و سمجھ کے مطابق سوچا غور کیا اور اپنے اپنے نظریے اور خیالات بیان کئے۔ زمانہ گزرا جوں آگے بڑھا ان سوالات کے جوابات سے کوئی بھی مطمئن نہیں ہوا اور دوسرے طریقوں سے لوگ سوچنے اور فکر کرنے لگے۔

بنی اسرائیل کی تاریخ ختم ہوئی تو حضرت عیسیٰ مسیح علیہ السلام کی تاریخ شروع ہوئی اس دور کے آتے آتے سب ہی دنیا کے مختلف مذاہب اس بات پر متفق ہو چکے تھے کہ یہ زندگی جو انسان کو ملی ہے وہ بیکار اور محض کھیل یا تماشہ نہیں ہے۔ بلکہ اس کی حقیقت کچھ اور بھی ہے۔ موت ہر انسان کو ضرور آتی ہے اور انسان مرنے کے بعد دوسری زندگی میں منتقل ہو جاتا ہے اور وہاں آرام کرتا ہے اور پھر آرام سے اس کو جگا کر ایک دوسری زندگی میں منتقل کر دیا جائیگا۔ یہ فلسفہ "حیات بعد الموت" کا تھا اس پر سب مذاہب متفق تھے۔ سب نے اس کے الگ الگ طریقے مقرر کر لئے جیسا ان کی عقل و سمجھ میں آیا ویسا انہوں نے کیا۔

دوسری تیسری صدی عیسوی کا دور مخط یونان علم و فن کا شہر مشہور ہوا تو وہاں علم کی

شع جگہ جگہ روشن ہوئی۔ بڑے بڑے عقلمند دانشور، فلسفی، حکیم اور سائنس دان ملک یونان میں پیدا ہوئے انہوں نے علم کے لئے جگہ جگہ سیر و سیاحت کی علم کی جستجو میں حقائق تلاش کئے۔ مختلف لوگوں سے بحث و مناظرے کئے۔ اس کے نتیجے میں دنیا کا سب سے پہلا ہیوکرانسٹ یونان میں پیدا ہوا اس کا نام سقراط تھا۔ اللہ نے اس کو دماغ، فکر و سوچ کی صلاحیت بخشی تھی۔ وہ فلسفہ و منطق کا استاد تھا، پیشہ کے اعتبار سے حکیم تھا، علم الادویات سے جڑی بوٹیوں سے دکھوں اور بیماریوں کا علاج کرتا تھا، اس نے بہت سے لوگوں کو موت کے سکرات کے عالم میں دیکھا اور موت کے عذاب سے لوگوں کو مرتے دیکھا اور اس میں غور و فکر کرتا رہا۔ اس کے شہرت اس کی علم فلسفہ و منطق سے متاثر ہو کر بہت سے شاگرد اس کے گرد جمع ہو گئے۔ افلاطون، ارسطو مشہور شاگردوں میں سے تھے۔ سقراط اپنے شاگردوں سے پوچھتا تھا کہ انسان مرتا کیوں ہے؟ موت کی حقیقت کیا ہے؟ روح کیا ہے؟ کہاں سے آتی ہے اور کیوں چلی جاتی ہے اس کا اصل مقام کہا ہے؟ کیا تم اس کائنات کی حقیقت جاننے بغیر ان سوالات کا جواب دے سکتے ہو۔؟

سقراط اللہ کی یکتائی اور وحدانیت کا قائل تھا۔ اس کا نظریہ وحدت الوجود کا تھا کہ کوئی زبردست قوت ایسی ضرور موجود ہے جو اس ساری کائنات کو چلا رہی ہے۔ ابر کیا چیز ہے ہوا کیا ہے؟ سبز و گل کہاں سے آئے ہیں؟ بت پرستی کے عقیدے کے خلاف وہ لکچر سر بازار چوراہوں پر کھڑے لوگوں کو دیتا تھا۔ حکومت وقت نے جس کی سرپرستی میں شاہی بت خانے چلتے تھے سقراط کو لاندہب اور دھریا قرار دے کر زہر کا پیالہ اس کے ہاتھوں میں دے کر اس کو موت کی نیند سلا دیا۔ سقراط مرنے کے بعد بھی زندہ رہا اس کے

قابل اور لائق شاگرد سطور افلاطون نے اس کے فلسفے اور نظریے کو زندہ رکھا وہ اس کے لکچر اور مباحثے اپنے پاس لکھتا جاتا تھا اور ان پر غور کرتا رہتا تھا۔ جب افلاطون کے پاس اپنے استاد سقراط کے بہت سے لکچر جو مختلف موضوعات پر مثلاً مذہب، الہیت، توحید اور تکلیف جو رومن سلطنت کا سرکاری مذہب تھا، سیاست، عمرانیات، معاشیات، غرض جس قدر نئے نئے موضوعات زیر بحث ہوتے سقراط کے خیالات کو لکھتا اور جمع کرتا جاتا تھا اور ’کتاب‘ اس کے دماغ کی ایجاد تھی کہ ان سب کو ایک جگہ بند کر کے محفوظ کر دیا جائے اس طرح کتاب کی ایجاد ہوئی اس نے اس کا نام اپنی یونانی زبان میں ’فیڈرس‘ روز نامہ لکھتا تھا۔ زمانہ آگے بڑھتا گیا اور چھٹی صدی عیسوی میں جب انسانی عقل فکر سوچ اور سمجھ بخت ہو گئی تو معجزوں کی ضرورت نہیں تھی بلکہ دلائل منطوق علم اور فکر سے انسان کو سکھانا تھا اس طرح مکہ میں قرآن الکریم کا نزول شروع ہوا۔

قرآن آیا اور سقراط کے اٹھائے ہوئے ایک ایک سوال کا منطوق اور فلسفہ کے دلائل سے پرانے زمانے کے تاریخی حالات اور تصوف کو بیان کر کے پوچھے ہوئے تمام سوالات کے جوابات دیے۔ اس زمانے میں افلاطون کی ’فیڈرس‘ کے مضامین بھی زیادہ ہونے لگے تو ان سب کو ایک کتاب کی شکل ’بوطیقاً‘ کے نام سے لوگ جانتے اور اس کو پڑھتے تھے۔ چنانچہ قرآن مجید آیا آسمانوں کی کتاب سین سے آیات و دینیات کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے نازل کر کے ایک مکمل کتاب ’فرقان حید‘ کے نام سے لوگوں کو دیدی اور فرمایا: **اِنَّلْ مَا وُحِیَ اِلَیْکَ مِنَ الْکِتَابِ** پڑھو جو کچھ نازل کیا گیا آسمانوں سے اس کتاب کو اس میں تمہاری موت، زندگی، رزق اور تقدیر سب کو بیان کر دیا گیا

۵

ہے۔ سب سے پہلا انسان کون تھا۔ کہاں سے آیا اس زمین پر وہ اکیلا نہیں اتارا گیا بلکہ اس کے ساتھ شریک زندگی اس کی بیوی خواہی تھی۔ دونوں نے مل کر اسی زمین پر زندگی کی ابتداء کی ان سے نسل انسانی پھیلی۔

قرآن کا قانون یہ ہے کہ انسان اس زمین پر اللہ کی ہدایت اور اس کے احکامات اور اس کی مرضی اور مشیت الہی کے مطابق زندگی گزارے گا۔ ایک مدت تک اس کو یہاں رہنا ہوگا۔ اسکی زندگی موت اور تقدیر کا مالک اللہ رب العزت ہے۔ عمر کی مہلت سب کو مختلف دی گئی ہے جب زندگی ختم ہوگی موت ضرور آکر اس کو واپس اپنی اصلی جگہ جہاں سے زندگی آئی تھی وہاں پہنچا دے گی۔ روح زندگی ہے زندگی امر رب ہے۔ اللہ کا حکم ہے اللہ کے حکم سے زندگی انسانی جسم کے اندر آسمانوں سے آتی ہے اور وقفہ ختم ہوتے ہی روح واپس بلائی جاتی ہے۔ مردہ لاش انسان کی مٹی میں محفوظ کر دی جاتی ہے۔ مٹی اللہ کی اس امانت کو اپنے اندر چھپا کر محفوظ کر لیتی ہے اور جب اللہ کا حکم ہوگا اس کو جوں کا توں واپس کر دے گی۔ یہ ہے حقیقت روح اور موت کی جو قرآن جواب دیتا ہے۔

سِرِّ اَزَلٍ نَهْ تَوْ وَاٰنِ اَوْرَ نَهْ مَن
دین ایک حرف معنی نہ تو خوانی اور نہ کن
ہست است پس پردہ گفتگو مَن و تو
چوں پردہ بر افتد نہ تو مانی اور نہ مَن

اس پردہ زرنگاری کے اندر کوئی بھید ضرور ہے جس سے اس کائنات میں بالکل اور شعور ہے۔ وہ غیب کے پردہ میں ہے مگر عیان ہے ذرہ ذرہ کائنات میں جو کچھ ہے وہ اس کے حکم اور مصلحت سے ہوتا رہتا ہے۔ دل کے یقین کے اندر کی آنکھ اگر کھلی ہو تو بصیرت سے تم دیکھو گے کہ ”اللہ لطیف ہے“ اس کو ظاہری آنکھ سے تم نہیں دیکھ سکتے

(۶)

بصارت محدود ہے۔ ایمان تازہ نہیں ہے۔

اس کائنات کی جتنی مخلوقات نظر آتی ہیں وہ سب جوڑوں جوڑوں میں پیدا کی گئیں ہیں۔ اللہ کی یہ مشیت اور حکمت ہے۔ تمہا کسی کو رہنا نہیں ہے۔ ایک دوسرے سے اشتراک عمل کے ساتھ رہنا ہے تم غور کرو تو دیکھو گے یہ زمین اور آسمان پہلے دونوں ملے ہوئے تھے۔ اللہ کی مرضی تھی کہ وہ دونوں مل کر اپنے اشتراک عمل اور عملی تعاون سے اپنے بیج اللہ کی مخلوقات کو جگہ دیں انہیں زندگی اور موت کی سہولتیں مہیا کریں اور اللہ کی امانت کی حفاظت کریں۔ روز قیامت ان کو بھی فنا ہے زمین کو بالکل ہی بدل جانا ہے۔ دوسری زمین کے لئے جگہ خالی کرنا ہے کہ میدان حشر میں ساری مخلوقات کو مرنے کے بعد دوبارہ زندگی کے لئے دوبارہ آنا ہے اور وہ آخرت ہے۔ ہر مخلوق کو اس کے کام سنا دیئے اور بتا دیئے گئے ہیں کہ وہ اپنے ذمے حقوق اور فرائض کو پورا کریں اور اپنی زندگی کا مقصد اس دنیا میں پورا کریں۔ ہر ایک کا محاسبہ ضرور ہوگا۔ ہر ایک سے ضرور پوچھا جائیگا۔

اللہ کے ہاں روز حساب سزا اور جزاء کا قانون احتساب ہے۔ ذرہ ذرہ کا حساب لیا جائیگا۔ اعمال کا وزن کیا جائیگا۔ عمل اور اعمال کی جانچ پڑتال ہوگی۔ درجات اور مراتب بانٹے جائیں گے۔ کون علیین میں جائیگا اور کون سجدین میں ہوگا۔ کسی کو نہیں معلوم۔ جنت الفردوس میں باغات اور اونچے عالیشان محلات ہیں۔ حوروں کے خیمے پردے کے اندر بٹھائی ہوئیں کنواریاں منتظر ہوں گی۔ کون خوش قسمت ہوگا جن کے نام پکارے جائیں گے۔ دوزخ کی آگ کی شعلہ باریان دور سے تک رہی ہیں کہ کون ادھر آنے والا ہے کہ اس کی آگ کی تپش اس کو حاصل ہو۔

(۷)

انسان کی ہدایت و رہنمائی کے لئے انبیاء اور رسولوں کو آسمانی ہدایات اور صحیفے دے کر ان کے پاس بھیجے اور ان کو بہت سی باتیں جو وہ نہیں جانتے تھے سکھایا۔ صحیح راستہ دکھایا، انسان مذہب اور عقیدہ کے بغیر کبھی نہیں رہ سکا۔ اللہ کو نہ ماننے والا ملحد بھی اللہ کو مانتا ہے۔ موت کے وقت اللہ ہی کو پکارتا اس کو یاد کرتا ہے۔ سب سے بڑا منافق انسان ہی ہے۔ زمانہ قدیم سے دنیا میں مذاہب کا وجود رہا ہے اور لوگوں کی مختلف عقائد اور رسومات اور روایات قائم تھیں۔ مصری تہذیب و تمدن کا زمانہ فرعونوں کے وقت سے ہی تاریخ اور روایات میں مشہور رہا ہے۔ قرآن کے عہد کے آثار اہرام مصر جو آج بھی تاریخ و تمدن کا قدیم ورثہ موجود ہے یہ شاہی خاندان کا قبرستان تھا۔ بت پرستی کے عقائد پرستی کے ہر دور میں موت اور حیات پر انسان نے بہت غور و فکر کیا ہے اور کئی خداؤں کے مجسموں اور بتوں کو پوجا۔ کئی قوتوں سے ڈر کر ان کے آگے ماتھا ٹیک دیا تھا اور جھک گئے تھے پرستش کرنے لگے تھے۔ ایک فلسفہ اور عقیدہ پر سب متفق تھے اور وہ حیات بعد الموت کا عقیدہ تھا۔ سارے مذاہب میں یہ عقیدہ اور نظریہ کسی نہ کسی شکل و صورت میں موجود تھا۔ فرعونوں کے عہد میں جب کوئی فرعون مرجاتا تو اس کی مردہ لاش کو حنوط کر کے مردہ لاش کے اندر سے گندگی اور غلاظت دور کر کے ادویات جڑی بوٹیوں کے پانی سے دھو کر مردہ لاش کو ادویات لگا کر کئی کپڑوں کی تہوں میں لپیٹ کر مندروں کی مجلس علماء کے پنڈتوں پر ہشوں پچاریوں کے حوالے کر دیتے تھے کہ ان کے خداؤں کی آشریں باذان کی مہربانیاں اس کی موت اور مردہ لاش کو خراب ہونے سے بچائے اور آخری روز قیامت تک محفوظ کر دے۔

مندردوں کی مجلس پیشوا اور پردہت مرنے والے کی مردہ حنوط لاش کو اس کے اعمال سابقہ کے ساتھ اس کا محاسبہ کرتے اس کے اعمال کی جانچ پڑتال کرتے۔ اس پر لوگوں کی گواہیاں لیتے اور کئی مہینے اس کی جانچ پڑتال اور محاسبہ کے بعد مجلس فیصلہ دیتی کہ مرنے والے کی آخرت کی زندگی بہتر ہوگی یا ناکام خراب رہیگی۔

مندر کے اس فیصلے کے بعد مردہ حنوط میت کو اہرام میں لیجا کر ایک حجرہ میں رکھ دیا جاتا اس کے آخری رسوم ادا کئے جاتے تھے۔ اس کے حجرے میں اس کی زندگی کے روزمرہ کے برتن۔ اس کی استعمال کی اشیاء اس کے شوق اور عادت کی چیزیں غرض وہ سب کچھ جو اس کی زندگی میں اس کے استعمال میں ہوتا تھا ان کو اس کی میت کے ساتھ رکھ دیتے تھے۔ عورتوں کے ساتھ ان کی قیمتی زیورات جو اہرات بھی ان کے ساتھ رکھ چھوڑتے تاکہ ان کی حیات بعد الموت آخرت میں ان کے کام آئے اور ان کو زندگی کے استعمال کی تمام چیزیں مہیا ہو سکیں۔ یہ وہ تصور حیات بعد الموت کا قدیم سے چلتا رہا تھا جس کو قرآن نے صل کر دیا اور حقیقی صورت حال کو واضح کر دیا۔

نزول قرآن نے سارے سوالات کے جوابات مدلل اور تاریخی حوالوں سے مختلف سورتوں میں بیان کر دیئے۔ ابتدائی چھ سورتیں تو شریعت کے احکامات سناتی ہیں اور باقی سورتیں پیغمبروں کے نام سے بیان کرتی ہیں۔ اللہ زمین اور آسمانوں کا اور ساری کائنات کا مالک ہے۔ نظام زندگی اس کی مرضی حکمت و منشا کے مطابق صبح و شام ہوتا رہتا ہے۔ موت و حیات رزق اور تقدیر سب کا وہی مالک اور مختار اعلیٰ ہے۔ اسی کی مرضی اور حکم سے زندگی ہلتی ہے اور موت آتی ہے۔ صحت تندرستی شفاء سب کچھ اس کے اختیار میں

اور حکم سے لوگوں کو ملتی ہے۔ اس دنیا کی مختصر زندگی کے بعد سب کو اللہ ہی کی طرف لوٹ کر واپس جانا ہے۔ یہ زندگی اس لئے دی گئی ہے کہ یہاں پاک صاف اور سترے اخلاق، معاملات، معاہدات اور کاروبار زندگی سے پاک صاف ستھری زندگی گذاریں۔ انسان آزاد اور خود مختار پیدا کیا گیا ہے۔ اس کو اپنے عمل ارادے اور اپنی مرضی کی زندگی گزارنے کا اختیار دیا گیا ہے۔ وہ اپنے عمل کا خود تے دار بنایا گیا ہے۔ اس کی ہدایت اور رہنمائی کے لئے آسمانوں سے ایک مکمل دستور حیات اس کو دیا گیا ہے اور حکم دیا گیا ہے کہ اس آسمانی کتاب کو پڑھو اس کو سمجھو اور اس پر عمل کرتے رہنا۔ زندگی خوشگوار کامیاب گذرے گی۔ کتاب اور سنت رسول اللہ دو چیزیں منضبوط پکڑے رکھو اس کے مطابق زندگی گزارو گے تو کبھی گمراہ اور پریشان نہیں ہوں گے۔

انسان اپنی فطرت میں ضدی، خود غرض اور بہت جلد بھولنے والا بنایا گیا ہے۔ ہر انسان کے اندر مختلف قسم کی صلاحیتیں، طبعیتیں، میزان، پسند اور ناپسند، شوق، جستجو، عقل اور سمجھ سب کچھ مختلف ہے۔ مختلف چہرے ہیں مختلف عادتیں ہیں ان سب کے ساتھ رشتہ داریاں ہیں۔ تعلقات زندگی ہیں، کاروبار و معاملات زندگی، چہن انسانی معاشرہ میں سب کو مل جل کر ایک ساتھ ایک جگہ رہنا ہے۔ اس لئے ایک دوسرے کو قبول کروان کو برداشت کروان سے مطابقت، اتفاق اور دوستی رکھو، بُرائی کا بدلہ بُرائی سے دو گے تو جھگڑا و فساد ہوگا۔ بُرائی بردھتی جائیگی۔ اس لئے صبر سے ایک دوسرے کو برداشت کرو، قبول کرو، صبر کرو، ایک دوسرے کو مغاف کرو، بُرائی کا بدلہ نیکی سے احسان سے خاموشی سے اور برداشت سے دو۔ اسی میں دوستی اور رشتہ داری نبھاتے ہوئے چلنا

ہے۔ اسی کشمکش حیات کا نام زندگی ہے۔ اللہ تعالیٰ اوپر بیٹھا سب کو دیکھتا اور سنتا رہتا ہے۔ اللہ کہیں غائب نہیں ہوتا۔ اللہ ہر وقت ہمارے ساتھ رہتا ہے ہر طرف ہر جگہ ہر وقت اللہ موجود ہے۔ اللہ پر ایمان بالغیب رکھو۔ اللہ سے ڈرتے رہو۔ اللہ کو راضی اور خوش رکھو۔ رہنمائی کے لئے قرآن اذن رات پڑھتے رہو اس کی آیات میں غور و فکر کرتے رہو۔ انسان یہ خیال نہ کرے کہ ہم خود مختار اور آزاد ہیں۔ جو چاہیں کریں کوئی ہم کو نہ دیکھنے والا اور نہ پوچھنے والا اور نہ ہم سے حساب لینے والا ہے۔ ایسا نہیں ہے۔ ہر انسان کے ساتھ اللہ کے دو فرشتے کرنا و کاتبین اس کی حفاظت کے لئے مقرر کر دیئے گئے ہیں۔ ان کے پاس ویڈیو فلم کے کیمرے ہیں۔ آڈیو ویڈیو کا تمام سامان ساتھ رہتا ہے۔ صبح سے شام اور رات سوتے وقت تک انسان جو کچھ کام کرتا رہتا ہے جو کچھ اس کی زبان سے نکلتا ہے۔ نیکی کی باتیں اور تسبیح و ذکر اللہ کی حمد و ثنا سب کچھ اس کے کیمروں میں ویڈیو آڈیو میں محفوظ کر لیا جاتا ہے۔ روز قیامت ثبوت اور گواہ کے لئے ساری فلم زندگی کی آنکھوں کے سامنے آ جائیگی۔ انسان اللہ کی گرفت اور پکڑ سے بچ نہیں سکتا اور نہ کہیں بھاگ سکتا ہے۔

انسان کے اندر نفس رکھا گیا ہے جو دل کے پاس رہتا ہے نظر نہیں آتا ہے۔ نفس کے اندر اچھائی اور بُرائی دونوں باتیں ساتھ ساتھ رکھ دی گئی ہیں۔ انسان کو عقل، سمجھ اور تعلیم دی گئی ہے۔ انسان عقل سمجھ اور تعلیم سے فیصلہ کرے اور نفس کو قابو میں رکھے۔ دیکھے کیا اچھائی ہے اور کیا بُرائی اور خرابی ہے اور پھر سوچ کر عمل کرے روز قیامت نفس پڑا جائیگا اور دنیا کی زندگی نفس ہی کا امتحان ہے۔ قرآن کی ہدایت یہ ہے کہ

حق اور سچائی کے ساتھ رہو۔ سچ بولو، اچھے عمل کرو، حق اور سچ کا ساتھ دو۔

ہر آدمی اپنی اپنی عقل اور سمجھ کے مطابق اپنے علم معلومات اور تربیت کے مطابق عمل کرتا ہے۔ اس لئے اچھے لوگوں کی صحبت میں تعلیم و تربیت میں اچھے ماحول اور اچھے گھرانے میں دوستی رکھو۔ اچھے لوگوں کے ساتھ رہ کر سیکھو اچھی باتیں اللہ کے عبادت کے طریقے اللہ کو یاد کرتے رہو، قرآن میں سارے طریقے سارے عبادات اور سارے احکامات موجود ہیں۔ قرآن پڑھو، قرآن سمجھو، قرآن سے رہنمائی حاصل کرو تو پھر زندگی صاف ستھری رہیگی عمل و اعمال پاکیزہ ہوں گے۔ ہر شخص اپنے عمل اور اعمال کا خود ذمے دار بنایا گیا ہے۔ اللہ اس کے فرشتے گواہ ہوتے ہیں۔

یاد رکھو، یہ زندگی بہت چھوٹی ہے، بے اعتبار ہے، موت کسی وقت کسی کو آسکتی ہے۔ اس لئے موت کو مت بھولو، ہر وقت واپسی کی فکر اور اس کا خیال رکھو کہ واپس یہاں سے جانا ہے۔ قرآن اللہ کی طرف سے نعمت اور ہدایت ہے۔ اگر یہ نہ آتا تو دنیا میں کسی کو کچھ نہیں معلوم ہوتا۔ ہر شخص حیوانات کی طرح اپنی اپنی فطرت خواہش اور عادات کے مطابق جنگل کی زندگی گزارتا رہتا۔ اللہ کا بڑا احسان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہم کو رسول اللہ ﷺ کو دیا جن کی پوری زندگی پیدائش سے لے کر ان کے وصال تک ہمارے لئے شمع ہدایت ہے۔ ان کی تعلیمات ان کے اخلاق، سلوک و معاملات اور ارشادات ان کے کام ان کے اصول ان کے صحابہ سب کی زندگی ہمارے لئے اسوہ حسنہ بہترین نمونہ اور مثال ہے۔ قرآن کی تفسیر قرآن کے معنی و مفہوم کی پوری پوری تصویریں نمونہ رسول اللہ ﷺ کی زندگی ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی پوری زندگی کو سامنے رکھو ان کے صحابہ ان کے جاہل

ساتھیوں کی زندگی کا نمونہ دیکھو سب قرآن کی شریعت کی تعلیم دیتے ہیں۔ ہماری ہدایت کے لئے قرآن اور رسول اللہ ﷺ کی زندگی اور احادیث کافی ہے۔ ہم کو اپنی زندگی میں کسی اور کتاب کسی فقہ کسی اور امام کسی اور مکتب فکر کسی مسلک کسی جماعت کی اور گروہ کی طرف نظر کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اسلام اور شریعت قیامت تک وہی رہیں گے جو رسول اللہ ﷺ کی زندگی صحابہ رسول اللہ کی زندگی ہے اور قیامت تک وہی رہیگا۔ زمانہ کتنا بدل جائے دنیا کی تہذیب و تمدن اور جدید سائنس کی ترقی انسان کو چاند پر ستاروں پر سیر کرائے مگر قرآن کا حکم قرآن کی شریعت وہی چودہ سو سال پہلے کی رہیگی۔ اس میں نہ کوئی کمی ہمیشی ہوگی۔ نہ کوئی ترمیم و تحریف اور تبدیلی ہوگی۔

قرآن کے احکامات شریعت کبھی نہیں بدلے جاسکتے اور نہ کسی کو یہ حق دیا گیا کہ اسلام میں نیا طریقہ لائے۔ جو لوگ اسلام کو ترقی پسند دیکھنا چاہتے ہیں نئے زمانے کے مطابق قرآنی احکامات میں رد و بدل کرنا چاہتے ہیں وہ اللہ کے ہاں جواب دہ ہوں گے۔ قرآن کا حکم ہے ”اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول“ قیامت تک یہی قانون یہی حکم رہیگا۔ اللہ کے عذاب اور اللہ کی رحمتیں اوپر آسمانوں سے نافرمانوں اور سرکش باغیوں کے لئے آتے رہتے ہیں۔ اللہ سے ڈرتے رہو۔ اللہ کے عذاب سے پناہ مانگتے رہو۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو اختیار دیا ہے کہ غلطی ہو جائے اور بھول چوک سے گناہ ہو جائے جب دل کے اندر سے ضمیر کی آواز ملامت کرے اور شرم و اندام پیدا ہو جائے تو فوراً اللہ کے آگے سجدے میں جا کر توبہ کرو۔ معافی مانگو خیرات و صدقات دے کر اللہ کو راضی کر لو۔ اللہ سے وعدہ کرو کہ آئندہ ایسی غلطی ایسا گناہ دوبارہ نہیں ہوگا۔ اللہ تعالیٰ

(۱۳)

ہے اس لئے ہم کو عربی زبان سمجھنے قرآن پڑھنے میں مشکلات ہیں قرآن کو عربی میں پڑھیں اور اپنی اپنی مادری زبان میں اس کو سمجھیں تو سمجھ میں آجاتا ہے۔

قرآن کی اصل تعلیم بندہ کا اپنے خالق اور مالک کو پہچان لینا ہے۔ اس کو معرفت الہی کہتے ہیں۔ جب بندہ جان لے پہچان لے کہ اللہ تعالیٰ میرا خالق میرا رب ہے تو پھر وہ اپنے خالق اور مالک سے قریب آجائے اور ہر وقت اس کے ساتھ ساتھ رہے تاکہ اللہ اور بندہ کا رشتہ ہر وقت قائم اور جڑا ہوا رہے۔ بندہ کو جب کوئی ضرورت اور حاجت ہو تکلیف یا پریشانی دکھ درد یا مصیبت ہو تو وہ اپنے اللہ کو پکارے اس سے مدد لے۔ اس رشتہ کو قائم کرنے کے لئے قرآن نے نماز کا حکم دیا ہے۔ نماز قائم کرو نماز کے فرائض میں کھڑا ہو جانا ہے ادب سے احترام سے خاموشی سے ہاتھ باندھے نظریں جھکائے اور دل میں یقین کرے کہ اللہ اُس کو دیکھ رہا ہے سامنے موجود ہے یہ فرض ہے۔ قیام۔ کھڑا ہو جانا۔

دوسرا فرض اللہ کی یاد اور ذکر کے ساتھ اس کے آگے جھک جانا اپنے آپ کو اس کے حوالے کر دینا اور اس کا اظہار کرنا ہے۔ اس میں اللہ کی حمد و ثنا کرنا ہے۔

تیسرا فرض خود کو اللہ کے قدموں پر گر ادینا اور اپنے آپ کو اپنی خودی کو اس کے سامنے زمیں پر گرا کر اپنی عاجزی اور عبودیت کا عملی نمونہ پیش کرنا سجدہ ہے اس طرح قیام رکوع اور سجدہ فرض ہے اس کے بغیر نماز نہیں ہوتی۔

نماز کے ذریعے اللہ اور بندے کا رشتہ دن کے پانچ مختلف اوقات میں قائم رہنا ضروری ہے۔ اس کو بلا ناغہ اور وقت پر مسلسل زندگی کی آخری سانس تک ادا کرتے

رہتا ہے۔ نماز کسی کو معاف نہیں کی گئی، نہ مرد، نہ عورت، نہ بچہ، نہ بوڑھا، نہ بیمار، نہ پاچھ، نہ مسافر اور نہ مجاہد سب کے لئے نماز فرض ہے۔ نماز کا کوئی کفارہ بھی نہیں ہوگا، نماز خود پڑھتا ہے، خود اپنا رشتہ اللہ سے جوڑتا ہے، یہ عبودیت کی شان ہے، نماز کی حقیقت قرآن میں سورہ ہود کی آیت ۸۷ میں حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم کو سکھایا گیا ہے۔ نماز ایک عمل، ایک مشق، اٹھنا بیٹھنا، کھڑا ہونا کافی نہیں ہے۔ بلکہ ایک پورا عمل اور فلسفہ زندگی ہے جو پوری زندگی کو بدل کر رکھ دیتی ہے۔ پاکی اور صفائی ستھرائی کے بغیر نماز نہیں ہوتی۔ عقیدہ اور ایمان پاک صاف ہوئے بغیر نماز میں لطف نہیں آتا۔ حلال کھانا، حلال کمائی اور حلال جائز طریقے سے زندگی گزارنے والے کے لئے نماز ضروری ہے۔ جو زیادہ وزنی ہے، اللہ قبول کرتا ہے، پوری زندگی نمازی سے بدل جاتی ہے اس کے اخلاق، معاہدات، قول و قرار، کاروبار، تجارت اور لین دین اس کی اندرونی ایمان کی حالت میں تبدیل آجاتی ہے، یہ نماز اللہ قبول کرتا ہے۔ نماز کے بعد توبہ، استغفار اور اللہ کی یاد اور ذکر کر لیا کرو۔

تم کو ایک فرد واحد آدم سے پیدا کیا گیا۔ وہ جانتا ہے کہ تم کہاں قیام کرو گے اور کہاں سے لوٹ کر جاؤ گے اللہ تعالیٰ یہ سب پہلے سے مقرر کر چکا ہے۔

وَهُوَ الَّذِي أَنشَأَكُم مِّن نَّفْسٍ
وَاحِدَةٍ فَمُسْتَقَرٌّ وَمُسْتَوْدَعٌ قَدْ
فَصَّلْنَا آيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَفْقَهُونَ ۝
(سورہ الانعام آیت ۹۹)

(۱۶)

وَمَا مِنْ دَابَّةٍ فِي الْأَرْضِ إِلَّا عَلَيَّ
النَّسْأَةُ رِزْقُهَا وَيَعْلَمُ مُسْتَقَرَّهَا
وَمُسْتَوْدُهَا كُلٌّ فِي كِتَابٍ
مُبِينٍ (سورہ ہود آیت ۶)

اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے جو بھی اس زمین
پر بھیجا اس کا رزق پہلے سے زمین پر
انوار دیا وہ جانتا ہے کہ وہ کہاں سے
کھائے گا۔ کہاں مستقل رہے گا اور کہاں

سے کہاں واپس جانے والا ہے یہ سب ہر انسان کے بارے میں کتاب میں لکھ دیا گیا ہے۔
انکم مبعوثون من بعد الموت
لیقولن الذی کفر وان هذا
سحر مبین (سورہ ہود آیت ۷)

بیشک موت آنے کے بعد تم کو قبر سے
زندہ اٹھایا جائے گا۔ حیات بعد الموت کو
یہ کافر نہیں مانتے اور کہتے ہیں یہ جادو

سحر کی بات ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ایک فرد۔ آدم سے دُنیا کو پھیلا یا اس طرح کہ آدم کے ساتھ حوا کو
بنا کر اس کا جوڑا بنایا اور دُنیا میں ساری مخلوقات کو متضاد جنسوں کے جوڑے بنایا۔ اس کی
حکمت اور مصلحت کے سبب کام ہیں۔ مرد اور عورت کے جوڑے کو آپس میں محبت کے
لئے ملایا تو ان سے ان کی اولاد پیدا ہوئی عورت کا حمل ٹھرایا عورت مرد کی امانت دار اس
کا بوجھ لئے پھرتی ہے اور جب یہ بوجھ زیادہ ہوتا ہے تو دونوں میاں بیوی اللہ سے دُعا
کرتے ہیں کہ پروردگار اپنی رحمت سے اولاد کی نعمت عطا کر۔ تاکہ ہم تیرا شکر یہ ادا
کریں۔ اللہ ان کی دُعا میں قبول کرتا ہے ان کو نرینہ اولاد عطا کرتا ہے تو اللہ کو بھول جاتے
ہیں اولاد کو لے کر غیر اللہ کے ہاں جاتے ہیں اور ان کے ہاں نیا نذر اور منت کے
چڑھاوے چڑھاتے ہیں۔ ان کے نام پر بچے کا نام رکھتے ہیں جیسے کہ یہ ان کی طرف

سے عطاء ہوا ہے۔ ان کو شریک کر لیتے ہیں کیا غیر اللہ ان کو اولاد دے سکتے ہیں؟ ان کو رزق دے سکتے ہیں یا کوئی نفع یا فائدہ پہنچا سکتے ہیں؟ کیسے ناداں ہیں یہ لوگ! سورہ اعراف ۷ کی آیت ۱۷۵-۱۷۶ میں غور و فکر کرو۔

ایسے لوگ اپنی جانوں پر ظلم کرتے ہیں۔ اللہ جس کو ہدایت دے وہی ہدایت پاتے ہیں اور جن کو گمراہ کرے وہی گمراہی کی طرف چلے جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے جن کو انسان دونوں کو اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا ہے۔ دونوں میں بعض ایسے بھی ہیں جو اللہ کو نہ مانتے ہیں اور اللہ سے ڈرتے ہیں۔ آنکھیں دیکھتے نہیں، کان ہیں سنتے نہیں، دل ہے مگر اندر سے بند اس پر ڈھکن لگے ہیں انسان ہیں بے عقل جانوروں کی طرح۔ آخرت اور زندگی کے انجام سے بے خبر اور غفلت میں ہیں۔ (سورہ اعراف ۷-۱۷۹) آیت ۱۷۹ انسان کو اپنی تخلیق میں "أَحْسَنَ تَقْوِيمٍ" جہاں بہترین مخلوق بتایا گیا وہاں اس کو مشکل میں جانچا بھی گیا ہے۔ "لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ فِي أَحْسَنِ تَقْوِيمٍ" اس کی ہر گھڑی آزمائش ہوتی رہتی ہے اس کا امتحان قدم قدم پر لیا جاتا ہے۔ زندگی کھلونا ہے دل بہل جاتا ہے اور گناہ پلے میں بندھے جاتے ہیں۔

انسان کو سمجھادیا گیا ہے کہ خواص خمسہ دو طرح کے کام بیک وقت انجام دیتے ہیں۔ مثلاً دو آنکھوں سے اللہ کی قدرت کا مشاہدہ دیکھو یا آپس میں نظروں کی خیانت کے اشارے کرو محبت کے زبان سے ہونٹوں سے اللہ کی یاد اس کا ذکر تلاوت قرآن کر دیا شہوت کے چمکارے ہونٹوں سے پیغام بھجو یا استغناء بالیدگی کے لفت و نشر کو چوستے چاہتے رہو یا جنسی ترغیبات سے سکون لو بھوک یعنی اشتہا کی فطری خواہش اور انسانی حیات کی

ضرورت ہے۔ جائز حلال و طیب کمانی سے پوری کرو اور پاک صاف ستھرا کھاؤ اور ضرورت مندوں کو کھلاؤ۔ حدود شریعت میں سب کچھ کرنا ہے۔ اس کے باہر جاؤ گے آگ میں جھلس جاؤ گے اور جل کر خاکستر بن جاؤ گے۔ نہ زندگی مانگی اور نہ موت۔ بے موت عذاب النار میں پڑے رہو گے۔ فَالْهَمُّهَا فَجُورُهَا وَتَقْوَاهَا قَدْ اَفْلَحَ مَنْ ذَكَهَا وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسَّهَا (آیات ۷ سے ۹ سورہ الشمس ۹۱)

انسان جنسی خواہشات و ترغیبات کا پتلا ہے۔ نفس کی قوت اور دل کی اِرادت دونوں اس کے پاس ہے۔ عقل و فکر و سوچ کی آزادی دی گئی ہے۔ فیصلے کا اختیار بھی اس کے پاس ہے۔ اللہ کی کتاب کھول کر سامنے رکھ دی ہے۔ نمونہ زندگی سنت رسول اللہ ﷺ اور سنت صحابہ کے بارے میں سارے نمونے زندگی نظر آتے رہتے ہیں۔ سب کچھ اس کے پاس اس کے اختیار عمل میں دیدیا گیا ہے۔ ذمے داری جس کی ہے وہ جواب دے گا۔ مرد اور عورت انسان اور جنات ان سب کا محاسبہ ہوگا۔

اگر اللہ رَبُّ الْعَزْمَتِ چاہتا تو سب کو ایک ہی طرح کا بناتا ایک ہی قسم کی پسند سوچ و فکر عقل و مزاج اور طبیعت کا بناتا جس طرح حیوانات اور پرندوں کو اپنی اپنی فطرت میں ایک جیسا بنایا ہے۔ وہی کام کرتے رہتے ہیں جس مقصد کے لئے پیدا کئے گئے ہیں۔ ان کی مرضی عقل و جدان کے پابند ہے۔ پرندے سب ایک جیسے ہیں حیوانات ایک جیسے ہیں سب کے کام ہم جانتے ہیں اور ان سے وہی کام لیتے ہیں جن پر وہ پیدا کئے گئے ہیں۔ پرندے دان چٹکیں گے، حیوانات گھاس کھائیں گے، خونخوار گوشت اور خون پر زندہ رہیں گے۔ سب اپنی فطرت کے پابند ہیں۔

وَلَوْ شَاءَ رَبُّكَ لَجَعَلَ النَّاسَ أُمَّةً وَاحِدَةً ۚ اِنسا نوں کو عقل سمجھ دل اور نفس کی
 الگ الگ قومیں دے کر آزاد و خود مختار بنا کر دنیا میں لایا گیا انسان حاکم وقت ہے خلیفہ
 الارض ہے جو چاہے اپنی مرضی ارادے خواہش نفس سے کرے یا چھوڑے۔ اس کی مرضی
 اتنی پسند میں وہ آزاد ہے مرد اور عورت دونوں اپنی اپنی پسند میں مزاج اور طبیعت میں
 آزاد خود مختار اور خود پسند ہیں اور یہ اللہ کی مشیت الٰہی کے پابند بنائے گئے ہیں۔ سب مرد
 ایک جیسے نہیں سب عورتیں ایک جیسی نہیں۔ سب میاں بیوی مختلف ہیں سب کی اپنی
 زندگی اپنی اپنی پسند ہے۔ سب ساتھ مل کر رہتے ہیں اختلاف رائے اختلاف پسند کا اپنا
 اپنا حق ہے۔ وَلَا يَسْأَلُونَكَ مَخْلُوفِينَ اَلَا مَن رَّحِمَ رَبِّكَ وَلِذَلِكَ
 خَلَقَهُمْ (آیت: ۱۱۸-۱۱۹) ساری دنیا کے لوگ مختلف الخیال اور مختلف المزاج اپنی
 اپنی فطرت فصلت اور وراثت پر پیدا ہوئے ہیں سب مختلف سوچ کے اور ایک جیسے ایک
 مرکز پر نہیں آسکتے۔ یہ ان کا بنیادی فطری حق ہے اور وہ خود مختار آزاد ہیں۔ مل جل کر محبت
 سے زندگی گذاریں گے، الگ الگ اپنی پسند کی زندگی جہاں چاہیں وہاں جا کر رہیں
 گے۔ اللہ نے ساری دنیا کے انسانوں اور جناتوں کو خود مختار بنایا۔ آزاد چھوڑ دیا یہ مخلوق کا
 حق ہے۔ اگر اللہ کو واحد ماننے، ذواللہ سے محبت اور رشتہ قائم رکھنا منظور ہو تو پھر اللہ کے
 ”دینِ قیسم“ پر چلو جو حضرت ابراہیم علیہ السلام امام الانبیاء کا دین ہے۔ ریل کی پٹری کی
 طرح سیدھا راستہ صراطِ مستقیم کا توحید کا بنایا ہوا راستہ ہے اس کی گاڑی میں بیٹھ جاؤ جو
 صراطِ مستقیم پر چل کر منزلِ آخرت پر پہنچا دیتی ہے۔ دینا کا طریقہ دین کا راستہ کھلا ہے
 جس کا جی چاہے اللہ کا دین قبول کرے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ریل گاڑی میں

بیٹھ جائے اور اپنی آخری منزل پر پہنچ جائے۔ لَا اَكْسَرَاہَ فِی السَّبِیْلِ۔ دین میں زبردستی جبر اور سختی نہیں ہے۔ اپنا اپنا اختیار عمل ہے۔ اللہ کا بندہ بن کر رہنا چاہتے ہو تو اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول کے مطابق زندگی گزارو۔ سیدھی راہ منزل پر بحفاظت پہنچا دیتی ہے۔ دنیا کا بندہ بن کر اپنی اپنی راہ اختیار کر لو اور اپنی اپنی راہیں جدا جدا کر لو۔ جس طرح چاہو زندگی کا سفر مختلف راہدار یوں کو پھلا لگتے، کودتے، سمت بدلتے، منزلیں بدلتے گزارو اس کی آزادی ہے۔ دین حنیف ابراہیم بہت آسان اور سادہ ہے سیدھی ساوھی زندگی ہے اللہ کا خوف، تقویٰ دل کے اندر ہونا چاہیے اپنی آخری منزل کا پتہ معلوم ہونا چاہیے کہ جانا کہاں کدھر کو ہے۔ بے منزل راہی کی کوئی زندگی نہیں ہوتی جہاں رات گزرے وہی اس کی منزل ہے۔ وہ ٹھکانہ نہیں ہوتا وہ دوزخ کی آگ بن جاتا ہے۔ سڑکوں پر موت آتی ہے تو دوزخ کی طرف پہنچائی جاتی ہے۔ موت تو ہر صورت آتی ہے سب سے اچھی موت وہ ہے جو اللہ کی راہ میں میدان جہاد میں اللہ کی رضا کے لئے ہو۔

زندگی کی حقیقت

بَارَكَ الَّذِي خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيَاتِ لِيَسْلُوَكُمْ أَحْسَنُ
عَمَلَاهُ قرآن نے انسان کو مخاطب کیا اور بتایا ہے کہ اس کی حقیقت کیا ہے وہ اس دنیا میں کہاں سے آیا ہے اور اس کے دنیا میں بھیجے جانے کا مقصد اور مدعا کیا ہے۔ زندگی عدم سے وجود میں آئی ہے ان دونوں کے درمیانی فاصلے کا نام زندگی ہے اور یہ فاصلہ زندگی اور

موت کا گھنٹا بڑھتا رہتا ہے کسی کو نہیں معلوم کہ اس کی زندگی کتنی لمبی ہے یا کس قدر مختصر ہے۔ زندگی بے اعتبار اور بے بھروسہ ہے۔ کسی وقت بھی زندگی رُک جاتی ہے۔ سانس کا کھیل ہے سانس آنا بند ہوگی اور زندگی ختم موت حاضر ہے۔ سب کچھ اللہ کے اختیار میں۔ انسان بے بس بے اختیار اور مجبور ہے سب کچھ اللہ کا ہے لہذا زندگی اللہ کی مرضی کی پسند کی اس کے بتائے ہوئے طریقہ پر رکھو تو زندگی بہتر اور کامیاب رہے گی۔

زندگی نہ مانگے سے ملتی ہے اور نہ موت۔ جب زندگی کا مقرر کیا گیا وقت اوپر آسمانوں میں ختم ہو جاتا ہے موت کے فرشتے آسمانوں سے آتے ہیں اور روح قبض کر کے موت دے کر روح کو زندگی سے وصول کر کے اوپر لیجاتے ہیں۔ یہ حقیقت زندگی کی ہے۔ جب حقیقت کا پتہ لگا لیا گیا تو پھر زندگی کو اس دنیا کے لئے کامیاب بنانے کی کوشش کرو اور اس کا طریقہ قرآن نے سکھایا۔ سورہ واطور ۵۲ میں کہا گیا کہ قرآن الکریم کو روز پڑھا کرو اس سے ہدایات لو۔ زندگی کو دنیا کے لہو و لعب کھیل کو دماغ سے دیکھنے میں ضائع مت کرو۔ دنیا رنگ رنگیلی ہے گمراہ کرنے والی۔ مختلف ٹاپراستوں پر یہود و کافروں میں لگا دیتی ہے جس سے دین، ایمان، صحت، جوانی، دولت، عمر سب ضائع ہو جاتے ہے صحت و تندرستی بڑی نعمت ہے اس کو بچاؤ پاک صاف ستھری زندگی گزارو۔ اچھے پاک صاف ستھرے کام کرو۔ پیغمبر اسلام کی پوری زندگی بھر پور عمل کا مکمل نمونہ ہے وہ نمونہ اسوہ حسنہ سامنے رکھو۔ سیرت النبی کا مطالعہ کرو۔ قرآن پڑھتے رہو اس کی آیات میں غور و فکر کرو۔ صحیح سیدھا راستہ معلوم ہوگا۔ نیک متقی اور صاف ستھری زندگی گزارو گے تو موت بھی آسان اور آرام سے ہوگی۔ قہر کا عذاب بھی کم ہوگا۔ زندگی موت سے ختم نہیں ہوتی

بلکہ قبر کے راستے دوسری زندگی میں منتقل ہو جاتی ہے، اس لئے موت کو انتقال کرنا کہتے ہیں۔ ایک زندگی سے دوسری زندگی میں چلا جانا اور وہ آخرت کی ہمیشہ ہمیشہ کی زندگی ہوتی ہے۔ زندگی ایک سخت امتحان ہے اس کو ہمت سے تحمل و برداشت سے اور صبر سے گزارو۔ صبر اور نمازیہ و باتیں ایسی ہیں جو زندگی کو آسان اور کامیاب بناتی ہیں اللہ کی یاد میں اللہ کے ذکر میں مگن رہو دل کا سکون اور چین اللہ کی یاد سے حاصل ہوتا ہے۔

سورہ طہ ۲۰ اللہ کی بڑی بڑی نشانیوں اور آیات کا ذکر کرتے ہیں۔ فرعون مصر کی زندگی کی مثال دی گئی کہ اپنے زمانے کا طاقتور با اقتدار شہنشاہ مصر اس کا خاندان مصر میں برسوں حکمران رہا ہے اس کی مثال دیتا ہے کہ اس کی موت عبرت ناک ہوئی اس کا انجام غمور ہے۔ سقوت۔ اس کو مثال کے طور پر پیش کیا اور تنبیہ کی گئی ہے کہ اس دنیا میں دولت و اقتدار حکومت و بادشاہت کوئی اہمیت نہیں رکھتے؛ نیکی اچھے عمل، انصاف و عدل احسان اور امن و سکون اہم ہیں۔ انسان اپنے غلط اعمال سے اس دنیا کی زندگی کو خراب نہ کرے اور نہ غریبوں مظلوموں پر زیادتی ظلم کرے اس کی سزا ضرور ملے گی۔ آیات ۴۷ میں فرمایا جو شخص اس دنیا کی زندگی کے بعد اللہ کی طرف مجرم اور گنہگار بن کر واپس ہوگا اس کو سیدھا دوزخ کی آگ میں پہنچا دیں گے۔ اس کا ٹھکانہ وہی ہوگا جہاں ظالم لوگ رکھے جائیں گے۔

ایت ۷۵ میں فرمایا جو شخص دنیا سے کامیاب صاف ستھری اور متقی زندگی لے کر اللہ کا فرمان بردار نیک اللہ کا حکم ماننے والا فرمان بردار بن کر واپس آیا موت کے بعد اس کی قبر کی زندگی آرام و سکون سے بنائیں گے اور اس کا آخرت میں ٹھکانہ جنت کے باغوں میں ہوگا اس کے درجات بلند کئے جائیں گے کیونکہ وہ اچھے اعمال لے کر واپس ہوا۔ اِنَّہٗ مِنْ

يَاتِ مُجْرِمًا فَإِنَّ لَهُمْ جَهَنَّمَ لَا يَمُوتُ فِيهَا وَلَا يَحْيَىٰ ۝ (۴۴) وَمَنْ يَأْتِ مَوْثِقًا
 قَدْ عَمِلَ الصَّالِحَاتِ فَأُولَٰئِكَ لَهُمُ الْمَنَارُ الْجَانِبُ ۝ (۴۵)

موت کے بعد قبر کا عذاب ہوگا اور بہت سخت عذاب ہوگا۔ قبر کے بعد تیسرا
 مرحلہ آخرت اور قیامت کا ہوگا جب وہ روز قیامت قبر سے دوبارہ اپنی زندگی لے کر اٹھے
 گا اس کو اس کی ساری زندگی کے اعمال کے حساب کا پورا پورا ریکارڈ۔ آڈیو ویڈیو فلم اس
 کے ہاتھ میں دیدی جائیگی کہ وہ دیکھ لے اپنی پوری زندگی کا عمل کس طرح اس نے زندگی
 گذاری تھی۔ اس پر اس کی آخری زندگی کا فیصلہ سنایا جائیگا۔ قرآن کی سورت نمبر ۵۰ ق قبر
 کا حال سناتی ہے۔ جو لوگ مجرم بن کر مرے گئے قبر کی زندگی ان کے لئے عذاب بن
 جائیگی چنانچہ فرعون کو مثال کے طور پر پیش کیا کہ دنیا کے جس قدر مجرم اور ملزم اللہ کے
 ہوں گے جب وہ وہ قبر کے اندر آئیں گے تو قبر کے عذاب کے ساتھ صبح و شام قبر کے اندر
 دوزخ کی آگ کے شعلے ان کو دکھائے جائیں گے ان کی آگ کی تپش کے اثر سے ان
 کے بدن جھلس جائیں گے۔ یہ دنیا کے بڑے بڑے گنہگار مجرم اور ظالم اللہ کے نافرمان
 سرکش لوگ تھے۔ السَّارِعُونَ عَلَيْهَا غُدُوًّا وَعَشِيًّا وَيَوْمَ تَقُومُ السَّاعَةُ
 اُدْخِلُوا آلَ فِرْعَوْنَ أَشَدَّ الْعَذَابِ ۝ (آیات ۴۵-۴۶ سورہ المؤمن ۴۰)

میں بھی یہی مضمون فرعون جیسے ظالموں نافرمانوں کے لئے آیا ہے۔ اللہ کے
 ظالموں کو جو دنیا میں غریبوں کا حق چھین لیتے ہیں اپنے اثر رسوخ سے خود بچ جاتے ہیں
 اور معصوم لوگوں کو پھانس کر ظلم و تشدد کا شکار بناتے ہیں ایسے ظالموں کو اللہ قبر میں سخت
 عذاب دے گا۔ جہنم کی آگ میں ان کا ٹھکانہ ہوگا (آیات ۴۶-۴۷)

یہ دنیا کھیل کو دیکھنا اور زندگی رلیاں منانے کی جگہ ہے۔ وَمَا هَذِهِ الْحَيَاةُ
 الدُّنْيَا إِلَّا لَهْوٌ وَلَعِبٌ وَإِنَّ الدَّارَ الْآخِرَةَ لَهِيَ الْحَيَوَانُ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ (سورہ
 القصص ۲۸) اسی سورہ کی آیات ۶۰-۶۱ میں بتایا گیا کہ زندگی اللہ کی طرف سے انعام
 ہے کہ اس کی قدر کرو۔ اس کو سمجھو اگر اس کو دنیا سے کامیاب اور صاف ستھری بنا کر واپس
 لاؤ گے تو تم کو آخرت میں اس سے زیادہ انعامات ملیں گے۔ ہمیشہ ہمیشہ کی آرام کی زندگی
 ہوگی۔ وَمَا أُوْتِيتُمْ مِنْ شَيْءٍ فَمَتَاعُ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَزِينَتِهَا وَمَا عِنْدَ اللَّهِ خَيْرٌ
 وَأَبْقَى أَفَلَا تَعْقِلُونَ (آیت ۵۹-۶۰)

روح کی حقیقت

روح کی حقیقت کے بارے میں قرآن کی ۱۷ اویں سورت بنی اسرائیل میں
 صراحت آتی ہے کہ: قُلِ الرُّوحُ مِنْ أَمْرِ رَبِّي وَمَا أُوتِيتُمْ مِنَ الْعِلْمِ إِلَّا
 قَلِيلًا (سورہ بنی اسرائیل ۱۷-آیت ۸۵) اللہ کا حکم ہے: امر رب ہے۔ اس سے زیادہ
 اس کے بارے میں کسی کو علم نہیں دیا گیا ہے۔ روح کا مقام انسان کے قلب میں بتایا گیا
 ہے جو جسم انسانی کا درمیانی مرکز اور ضلع حیات ہے۔ اس کا تعلق جسم کے اوپر نصف حصہ
 سے قائم ہے اور اس کی گردش انسانی بدن کے ہر حصے میں خون کی شریانوں کے ساتھ
 دوڑتی پھرتی تو انسانی اور قوت فراہم کرتی رہتی ہے۔ یہ بہت ہلکی نرم ملائم اور صاف شفاف
 ہوتی ہے۔ زمانہ قدیم میں فلسفی دانشور اور علماء تصوف جن میں مشرق کا حکیم ابن سینا اور
 مغرب کا حکیم ابن ماجہ مشہور ہیں۔ جنہوں نے ایسے علم و جستجو سے روح کے متعلق اپنے

اپنے معروضات لکھے ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ رُوح دھنوں کی شکل کی بھاپ ہے جو دل کے اطراف سفید جھلی میں رعتی اور حرکت پذیر رہتی ہے۔ خون کی شریانوں کے ساتھ صاف خون کی لہروں کے متوازی پورے جسم میں دماغ کے نازک نازک گوشوں کی لہروں میں خیال و ذہن کے باریک باریک تاروں کو حرکت دیتی ہوئی سارے جسم میں پاؤں کے انگوٹھوں تک جہاں جہاں خون کی گردش رہتی ہے وہاں سیرسپائے کرتی رعتی ہے۔ اس کو جس قدر پاک صاف اور ستھرا رکھو یہ ہلکی نرم اور شفاف رہیگی اس کی اثر پذیری کی صلاحیت بڑھتی رہتی ہے اور وہ روحانی سفر کے قابل ہو جاتی ہے۔ روح کو پاک صاف اور شفاف بنانے کے لئے مراقبہ اور تصوف کی مشقین طریقت میں علماء نے مقرر کی ہیں۔ روح کی اصلاح و تربیت کا ایک علیحدہ نظام ہے اور یہ روحانی تربیت کا مقام شریعت کے بعد ہوتا ہے جس میں انسانی نفس کی اصلاح و تزکیہ و تربیت ہوتی ہے۔ شریعت اور طریقت لازم و ملزوم ہے۔ اس کو قرآن سے حاصل کیا جاسکتا ہے۔ قرآن کی روز آ نہ تلاوت اور آیات و چینات میں غور و فکر اور معنی مفہوم کو سمجھنا اور اس پر عمل کرنا ضروری ہے۔ روح کا علاقہ جسم کے اندر اور جسم کے باہر انفس سے بھی اور عالم ارواح سے بھی بیک وقت جزا رہتا ہے۔ انسان جب خود شناس ہو جائے اور اپنی حیثیت اور وجود کو جان لے تو پھر اس کو اللہ تعالیٰ کی پہچان ہونے لگتی ہے۔ مَنْ عَرَفَ نَفْسَهُ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهُ حدیث نبوی کے الفاظ میں قرآن کی بنیادی تعلیم اوقات کی پابندی سے نماز کا مستقل قیام ہے اس سے بندہ اپنے خالق اور رب سے قریب آجاتا ہے اور اس پر قدرت کے راز اور بھید کھلتے جاتے ہیں۔ اس کو روحانی مکاشفات حاصل ہوتے رہتے ہیں۔

(۲۶)

روح اللہ کی امانت ہے جو انسان کے جسم میں رکھ دی گئی ہے۔ اللہ کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ اپنی امانت انسان سے جب چاہے جس وقت چاہے اچانک اس کو انسان سے واپس لے لے اور یہ بات انسان کو بتادی گئی ہے کہ ہر انسان کی زندگی بہت مختصر اور محدود ہے۔ کسی وقت بھی انسان کو موت آسکتی ہے۔ اس کا وقت پہلے سے آسمانوں میں لکھ دیا گیا ہے وہ مقرر ہے۔ اس وقت میں کمی یا زیادتی نہیں ہوگی اللہ کو اختیار ہے کہ اپنی امانت جب چاہے واپس لے لے۔ رات سوتے وقت کسی لمحے یا دن کو جاگتے ہوئے۔ کھیلتے کودتے باتیں کرتے ہوئے۔ اچانک وقت آجائے تو روح کی واپسی اسی وقت ہو جاتی ہے۔ روح اپنے مبداء کی طرف روانہ ہو جائیگی جہاں سے وہ اللہ کی اجازت سے آئی تھی۔ پھر اسی جگہ اوپر آسمانوں میں چلی جاتی ہے اور وہاں علیین یا تحیین کے دو مقامات میں کسی ایک جگہ وہ قیامت کے دن کے انتظار میں ٹھہری رہتی ہے۔ روح آسمانوں کی امانت آسمانوں میں رہیگی۔ خالی جسم مٹی کی امانت تھا موت کے بعد مٹی، مٹی کو واپس ہو جائیگی۔ موت سے اجزاء منتشر ہو جاتے ہیں۔ لیکن جو چیز پکڑی جاتی ہے وہ انسان کے اندر کا نفس ہے۔

نفس کے بارے میں قرآن کی سورہ القیامہ ۵۷ میں اُس کی قسمیں بیان ہوئی ہیں جس سے انسان عمل کے مظاہرے کرتا رہتا ہے۔ اپنے اعمال پر روک ٹوک اور پابندیاں لگاتا ہے، عمل دونوں قسم کے ہو سکتے ہیں اچھے یا بُرے ان کا مرکز ہدایت نفس ہوتا ہے۔ نفسِ سَوائِمہ اور نفسِ امارہ۔ روز قیامت ان اعمال کا محاسبہ ہوگا۔ اعمال ناموں کی کتاب اوپر آسمانوں میں علیین اور تحیین کے مقامات پر محفوظ کئے جاتے ہیں۔ آدمی کا

نفسِ مطہرہ جس کو اس نے زندگی بھر کے اعمال اور عبادات سے حاصل کیا ہے اس بندے کی روح کو عالمِ لاہوت میں لیجا بیگی اور جو اس منزل تک نہیں پہنچا اس بندہ کی روح عالمِ ناسوت میں لیجا بیگی، جو فنا کا مقام ہے۔ عالمِ ملکوت میں اللہ رب العزت نے ارواح کے لئے جو مقامات مقرر فرمائے ہیں وہاں روہیں آرام کرتی رہتی ہیں۔

روح کا تعلق دُنیا میں اس کے قبر سے جڑا رہتا ہے جو وہاں دفن ہے۔ جو لوگ قبروں پر جا کر ایصالِ ثواب کرتے ہیں۔ اس وقت روح متعلقہ وہاں موجود رہتی ہے اور سنتی ہے۔ روح قبر کے ثواب اور عذاب سے متعلق رہتی ہے اور محسوس کرتی رہتی ہے۔ قرآن کی ۸۱ ویں سورت التکویر ابتدائی آیات میں فرمایا گیا ہے: **وَإِذَا السُّقُوسُ رُوِّجَتْ وَإِذَا الْمَوْءِدَةُ عُتِقَتْ** جب روہیں آسمانوں سے لا کر زمین میں قبروں کے ساتھ جوڑ دی جائیگی اور اس مرنے والے مردے سے پوچھا جائیگا کہ زندگی میں تیرے ساتھ کیا ہوا تھا اس طرح روح کا قریبی تعلق مرنے والے کی قبر کے ساتھ قائم اور جڑا رہتا ہے۔ علمائے مفکرین اور صوفیاء امام روح کے بارے میں مختلف نظریے قائم کر رکھے ہیں۔ مشرق کا حکیم ابن سینا اور مغرب کا حکیم ابن ماجہ نے بھی اپنے اپنے نظریے اور خیالات قائم کئے ہیں۔ لیکن حقیقت کسی کو کچھ نہیں معلوم۔ **وَمَا أَوْتِیْتُمْ مِنَ الْعِلْمِ إِلَّا قَلِيلًا**۔ قرآن کا ارشاد کافی اور بس ہے۔

پیروانِ شریعت نے جن کے ہاں روح کی پاکیزگی اور صفائی کی تعلیم اور تربیت کی جاتی ہے وہ بھی خاموش ہیں۔ صرف اتنا جانتے ہیں کہ وہ موجود حقیقت ہے۔ البتہ تاویلات بہت سی ہیں حضرت شیخ ابو عبد اللہ النباجی فرماتے ہیں: روح ایک ایسا

لطیف جسم ہے جو جس اور جس سے بالاتر ہے۔ حضرت شیخ ابن عطا قرآن کی آیت سے
 ”وَلَقَدْ جَلَّلْنَاكُمْ ثُمَّ صَوَّرْنَاكُمْ“ کی تاویل کرتے ہیں کہ روح لطیف جسم ہے
 جس کو اللہ رب العزت نے مختلف صورتیں دی ہیں۔

روح ایک لطیف جوہر جو خاکی جسم کے اندر رکھا گیا ہے جس سے انسان زندہ
 ہے۔ محکمیں کے نزدیک روح زندگی کا دوسرا نام ہے یہ جسم سے جدا ہو کر ایک اور جسم
 لطیف میں چلی جاتی ہے اور محسوسات و حقائق کا مشاہدہ کرتی ہے اور آسمانوں میں چلی
 جاتی ہے۔ اگر ہم اپنی روزانہ کی زندگی صبح و شام میں ذرا غور و فکر کریں اور دیکھیں کہ نیند
 صحت کے لئے کس قدر ضروری اور اہم ہے۔ نیند وقت کی پابند ہے۔ اپنے اوقات نیند کو
 برقرار رکھو۔ پرسکون نیند زندگی کی تروتازگی کے لئے ضروری ہے۔ انسان دن بھر کے کام
 کاج کے بعد تھک جاتا ہے تو آرام فطری ضرورت ہے۔ رات اسی لئے بنائی گئی ہے کہ
 دن بھر کی محنت و مشقت میں ظاہری خواص مصروف ہو جاتے ہیں تو انسان کے اندر کا
 داخلی نظام بھی جیسے معدہ کا ہاضمی نظام دل اور جگر کے افعال بھی مصروف ہو جاتے
 ہیں۔ نیند کی حالت میں یہ سارا نظام سکون اور آرام پاتا ہے۔ انسان سونے کی حالت
 میں دوبارہ تروتازہ ہو کر دوسرے دن پھر تیار اور مستعد ہو جاتا ہے۔ یہ قدرت کا نظام ہے
 طلوع آفتاب غروب آفتاب ہم کو قدرت اور فطرت کے مطابق ہم آہنگی اور وابستگی کی
 تعلیم دیتے ہیں۔

جب ہم سوتے ہیں تو روح کا فعل زیادہ کام کرتا ہے روح سارے جسم کے
 رگوں ونسوں میں سکون کی حالت میں دوڑتی پھرتی دماغ کی نازک لہروں میں اچھل مچاتی

رہتی ہیں اور سونے والا لاشعوری حالت کے خواب سہانے دیکھتا رہتا ہے۔ میٹھی نیند کے مزے لیتا ہے روح کا سفر نیند کی حالت میں اکثر وہ جسم کے باہر نکل جاتی ہے اور عالم ملکوت میں سیر سپاٹے کرتی گھومتی اور پھر واپس جسم کے اندر داخل ہو جاتی ہے۔ جسم کثیف کا تعلق جسم لطیف روح سے استوار رہتا ہے۔

جس کی زندگی کا وقت ختم ہو جاتا ہے نیند کی حالت میں تو روح باہر نکل ہوئی دوبارہ جسم کے اندر واپس نہیں آتی اور رات کا سونے والا ابدی نیند میں چلا جاتا ہے۔ اس حقیقت کو قرآن نے سورہ الانعام ۶ کی آیت ۶۰ اور سورہ الزمر ۳۹ کی آیت ۴۲ میں بیان کیا ہے۔ گویا نیند موت کی جزواں بہن ہوتی ہے۔ جس کی موت کا وقت ابھی نہیں آیا وہ رات کو خواب دیکھتا رہتا ہے روح سیر سپاٹے کر کے دوبارہ جسم کے اندر واپس آ جاتی ہے۔ انسان نیند سے بیدار ہو کر دوبارہ تروتازہ ہو کر اپنے معمولات کام کاج پر چلا جاتا ہے۔ یہ سبق حیات بعد الموت کا قرآن ہم کو نیند میں دن رات کے تجربوں اور مشاہدوں میں دیتا ہے اور ہم ایسے غافل موت اور حیات بعد الموت کی حقیقت کو بھولے رہتے ہیں اور ان میں غور و فکر نہیں کرتے۔ روح کی حقیقت کو بنی اسرائیل کی آیت ۷۸ میں بیان کر دیا گیا ہے۔ اس سے زیادہ روح کی حقیقت کو کوئی نہیں جان سکتا۔ انسان کی ذمے داری یہ ہے کہ اللہ کی پاک صاف روح کو جو اس کے پاس امانت ہے بحیثیت امانت دار اس کی پوری پوری حفاظت کرے اس کو گنہ اور میلی نہ کرے۔ اعمال کو عقیدہ کو زندگی کو پاک صاف رکھے خیالات پاک و صاف رکھو تو روح بھی پاک صاف رہیگی، نفس کو لذت اور خواہشات دنیا سے پاک صاف رکھو تو روح بھی قلب و ذہن میں پاک و صاف

ہلکی اور نرم ہوگی۔ اس کا اثر پورے جسم پر اور اعضاء پر پوری زندگی پر پڑتا رہیگا۔ آدمی مومن بن کر رہیگا۔ اللہ کا نیک بندہ بن کر روح کو ہلکا اور صاف ستھرا رکھے گا گناہوں کا بداعمالیوں کا یوجھ روح پر مت ڈالو۔ زندگی پاک و صاف رکھو۔

حیات بعد الموت کا فلسفہ روح کے تعلق سے سمجھایا گیا ہے۔ روح کی حقیقت اصحاب کہف کی زندگی اور تین سو تیس سال کی موت کے بعد ان کی زندگی دوبارہ اسی دنیا میں حیات بعد الموت کے اور آخرت کے فلسفہ کو سمجھاتی ہے۔ سورہ کہف میں بتایا گیا ہے کہ: اللہ تعالیٰ مدبر الاکرام ہے اس کی حکمت و مصلحت منشا اور احکامات سارا نظام روح اور روحانیت کا علم لدنی سے بھرا ہوا ہے۔ اس میں اللہ تعالیٰ کے اسرار و رموز چھپے بھید ہیں جو بندوں کو آسانی سے سمجھ میں نہیں آسکتے۔ قرآن کے علم قرآنی کو سمجھنے کے لئے تربیت روحانی صفات کی ضرورت ہوتی ہے۔

جسم بے جان مادہ کی شکل میں ہوتا ہے۔ مادہ کو اس کی شکل بدل بدل کر بار بار استعمال کے قابل بنایا جاتا ہے۔ انسان کا مادی جسم قبر کے اندر سڑکھ کر خاک کے ذرات میں تبدیل ہو جاتا ہے۔ ان ذرات خاک قبر سے دوسرا مادی شکل کا انسان تیار کرنا قدرت کے لئے کون سا مشکل کام ہے۔ روح کو آسمانوں سے لا کر قبر کے مردہ جسم کے اندر داخل کر کے پھر سے دوبارہ زندگی لے کر قبر سے انسان زندہ نکل آتا ہے۔ یہ ہے حقیقت حیات بعد الموت کی۔ اس کا یقین کیوں نہیں آتا؟ اس کا انکار کیوں ہے؟ اعمال نامہ زندگی بھر کا پہلے سے محفوظ ہے وہی کارنامے وہی فلم آڈیو کی روز قیامت دکھا کر یقین دلایا جائیگا پورے ثبوت ہاتھ پاؤں آنکھ اور ناک کی گواہی کے ساتھ۔ بتاؤ کس کس کا

انکار کرو گئے حیات بعد الموت کا یقین رکھو اس یقین و ایمان کے ساتھ زندگی گزارو۔ اللہ سے توبہ، معافی اور بخشش و مغفرت طلب کرتے رہو۔ اعمال کی اصلاح کر لو۔ ابھی عمر کا کچھ حصہ باقی ہے، مہلت ملی ہے، بہت کچھ اپنی آخرت کے لئے موت کی سختی اور عذاب سے بچنے کے لئے کر سکتے ہو۔ خیرات صدقات زیادہ کرو، زکوٰۃ پوری پوری مستحقین کو تلاش کر کے حق داروں کو دینا ہے اس کا اجر ملیگا۔ خیرات و صدقات چھوٹے چھوٹے گناہوں کو مٹا دیتے ہیں۔ موت کی سختی کو دور کر دیتے ہیں، بھوکوں کو ضرورت مندوں کو سامنے بٹھا کر پیٹ بھر کھانا کھلاؤ اس کا بڑا اجر و ثواب ہے۔ بھوکوں کی دُعا میں زیادہ مقبول ہوتی ہیں۔ ہر وقت اللہ کو یاد کرو۔ صبح و شام بہترین وقت ہیں اللہ کی یاد اور ذکر میں مصروف ہو جاؤ۔ اللہ کو زیادہ یاد رکھو۔ اپنے گناہوں کی مغفرت و بخشش طلب کرتے رہو۔ گناہ معاف ہوتے رہتے ہیں۔ سورہ الانعام ۶ کی آیت ۶۰ میں ارشاد ہوتا ہے **وَهُوَ الَّذِي يَتَوَفَّاكُم بِاللَّيْلِ وَيَعْلَمُ مَا جَرَحْتُم بِالنَّهَارِ ثُمَّ يَبْعَثْكُمْ فِيهِ لِيُقْضَىٰ أَجَلٌ مُّسَمًّى ثُمَّ إِلَيْهِ مَرْجِعُكُمْ ثُمَّ يُنْفِخُ بِمَنَاقِبِكُمْ لِيُبْدَلَكُمْ بِهِمْ حِمْلًا بَرًّا وَلَا سِمْكَاتٍ لِّمَنْ يَسْمَعُونَ** ترجمہ: اللہ وہی تو ہے جو سوتے ہوئے تمہاری موت کا حکم دیتا ہے اور فرشتے تمہاری روح نیند کی حالت میں قبض کر لے جاتے ہیں اور تم صبح نیند سے مردہ حالت میں پڑے رہتے ہو اور جن کی موت کا حکم ابھی مقرر نہیں ہوا وہ حسب معمول صبح نیند سے جاگ کر دُنیا کے کام کاج میں مصروف ہو جاتے ہیں۔ ہر چیز کا وقت مقرر کر دیا گیا ہے اس کا انتظار ہونا ہے لیکن اتنا یاد رکھو یہ زندگی بہت مختصر ہے۔ موت یقینی ہے ایک دن ضرور آنے والا ہے اور موت اچانک آ جاتی ہے اس لئے موت کا یقین رکھو اور اعمال درست

کر لو۔ موت کی تیاری ہر وقت مکمل رکھو اللہ تمہارے کاموں کو دیکھتا رہتا ہے کہ کس طرح زندگی گزار ہے ہو۔ اللہ اپنے بندوں پر غالب ہے۔ فرشتے تمہاری حفاظت اور نگرانی کے لئے ہر وقت حاضر رہتے ہیں اور انتظار میں تاک لگائے رہتے ہیں کہ کب زندگی کا وقفہ ختم ہو اور کب فوراً روح کو جسم سے علیحدہ کر کے اوپر آسمانوں میں لیجائیں روز قیامت زندگی کا حساب و کتاب اعمال ناموں کے وزن سے دیکھا جائیگا تب تک قبر کی زندگی میں آرام سے سوتے رہو۔ قرآن کی یہ دو آیتیں سورہ الانعام ۶ کی آیت ۶۰-۶۱ سورہ الزمر ۳۹ آیت ۴۳ موت کی حقیقت کے بارے میں سب کچھ بتا دیتی ہے قرآن پڑھتے رہو تو یہ ساری چھٹی باتیں زندگی کے راز کا پتہ چلتا ہے کہ موت کیا ہے کس طرح آتی ہے موت دراصل ہماری زندگی کے ساتھ ساتھ چلتی رہتی ہے۔ رات کو ہمارے ساتھ سوتی ہے اور دن کو ہمارے کام کاج کے ساتھ زندگی کی حرکتوں میں شریک رہتی ہے گویا موت ہر وقت ساتھ ساتھ تاک لگائے رہتی ہے کہ کب وقت ختم ہو اور کب وہ رخصت ہو جائے۔

موت نیندی جزواں بہن ہے اور ہم اس سے غافل اور لاعلم رہتے ہیں۔ زندگی کو اپنی میراث اپنی ملکیت سمجھتے ہوئے زندگی اپنی مرضی و منشا اور خواہشات سے گزارنے میں مصروف ہیں اور اپنی موت سے غافل اور لاعلم رہتے ہیں غور کرو کس قدر دہوکے فریب میں زندگی گزارتے ہیں۔ قرآن کی اسی سورہ الزمر کی اگلی آیت ۷۰ میں غور و فکر کرو۔ موت کے بارے میں کیا ارشاد ہوتا ہے۔۔۔۔۔ اللہ یتوفی الانفس حین موتیہا وللہی لم تمت فی منافعہ فبک اللہی قضی علیہا الموت ویرسل الآخری الی اجل مسمی ان فی ذالک لآیات لِّقَوْمٍ یَتَفَكَّرُونَ (آیت ۴۲)

ترجمہ: اللہ جب موت کا حکم دیتا ہے تو ان کی روئیں قبض کر لیتا ہے اور یہ حکم اللہ کا جب ہی آئیگا جب آدمی کی زندگی کی موت کا مقررہ وقت آجاتا ہے وقت سے پہلے کوئی نہیں مرتا۔ اگر موت کا حکم نیند کی حالت میں جب وہ سوتا رہتا ہے مقررہ وقت آ گیا تو حالت نیند میں سوتے سوتے روح جسم سے نکل کر چلی جائیگی اور وہ سونے والا نیند کی حالت میں مرا ہوتا ہے۔ صبح نیند سے جاگ نہیں سکتا وہ مردہ مرا ہوا ہوتا ہے۔ جن کی موت کا وقت رات کی نیند کا نہیں ہوتا وہ رات بھر نیند کے مزے لیتے رہتے ہیں۔ صبح جاگ کر حسب معمول زندگی کے کام کاج کرتے رہتے ہیں۔ زندہ رہتے ہیں جب تک ان کی موت کا مقررہ وقت ان تک نہیں آتا۔

انسان جب نیند کی حالت میں ہوتا ہے تو بستر پر ساکت جا جا رہا ہے تو تو اسے باطن کام کرنے لگتے ہیں۔ انسانی عقل جب سو جاتی ہے تو تو کوئی باطل لاشعور جاگتا ہے تو اور اک اور وجدان کام کرتا رہتا ہے۔ دن کے وقت بالکل شور شرابے میں لاشعوری حیات باطل رہتی ہیں لیکن اس کے لاشعور میں سب محفوظ رہتا ہے اور رات نیند کی حالت میں وہ جاگ اٹھتا ہے تو انسان خواب دیکھتا ہے۔ بہت سے خواب لاشعور سے باہر نکل جاتے ہیں صبح یاد نہیں رہتے اور بہت سے خواب یاد رہتے ہیں جو کچھ کہنا چاہتے ہیں یا خبردار کرنا چاہتے ہیں یہ اس وقت ہوتا ہے جب اندر کا باطن پاک صاف اور سھرا ہو۔ روحانی مکاشفات کے قابل ہو تو خواب کی تعبیریں مل جاتی ہیں یہ ایک علم ہے الگ فنکلیسی سائنس ہے جو آج کل کے زمانے میں متروک ہے ان کی جگہ نئے علوم نے لے لئے ہیں۔ نیند موت کی جزواں بہن ہوتی ہے دونوں میں فرق زیادہ نہیں ہے ایک نکل

جانگی تو دوسری موجود ہوگی۔

حیات اور موت کا فلسفہ

انسان کی دنیا طلبی اور اپنی موت سے بے خبری کا عالم یہ ہے کہ وہ ہر روز رات کو نیند میں مرتا ہے۔ بستر پر مردہ بے حس و حرکت پایا جاتا ہے۔ موت کا عالم ہوتا ہے اور دوسرے دن صبح دوبارہ زندگی لے کر بستر سے جاگتا اور دن رات کی مصروفیتوں میں مشغول ہو جاتا ہے۔ زندگی اور موت ساتھ ساتھ رہتی ہے اور اس کو خبر نہیں کہ موت کیا ہے زندگی کیا ہے۔ ہماری روزمرہ زندگی کے معمولات میں ہم اس قدر دنیا کی طلب میں محو رہتے ہیں کہ ہمارے اطراف ہونے والے واقعات دیکھتے ہوئے بھی بغیر توجہ کئے ان سے گزر جاتے ہیں حالانکہ یہی معمولی واقعات و حالات ہماری زندگی کے سبق عبرت ہوتے ہیں جو ہم غور نہیں کرتے۔ سورہ یوسف ۱۲ میں اس کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔

ہر روز علی الصبح چڑھیاں، کونے سورج نکلنے کی خبر پاتے ہی اپنا اپنا کھولسلہ چھوڑ کر اللہ رب العزت کی حمد و ثنا کرتے ہوئے آسمانوں میں پھیل جاتے ہیں۔ آفتاب ہر روز پابندی سے طلوع ہو کر ساری دنیا کی مخلوقات ارضی کو جگاتا اور کام پر لگاتا ہے اور اپنا کام وقت کی پابندی کے ساتھ آہستہ آہستہ ڈھلتا ہوا غروب ہو کر ایک سبق وقت کی پابندی کا دیتا رہتا ہے۔ قدرت اور فطرت سے ہم آہنگی پیدا کرو اپنا اپنا کام وقت پر کرو اور علی الصبح غروب کے وقت اللہ رب العزت کی حمد و ثنا اور عبادت کر کے دن گزرنے کا شکر یہ ادا کرو۔ انسان کی غفلت اور سستی ان مشاہدات قدرت و فطرت کے برخلاف اپنی زندگی

اپنی پسند کی زندگی گزارتے ہیں۔ فطرت اور قدرت سے بغاوت نافرمانی سرکشی ہمارا طریقہ اور طریقہ ہو گیا ہے۔ جب زندگی کی گزراں بے ترتیب اور بغیر کسی مقصد کے ہوگی تو غور کرو انجام زندگی اور موت کیسی ہوگی۔ موت کو دیکھتے ہیں لیکن آنکھیں پُرا کر گذر جاتے ہیں جیسے اس سے ان کا کوئی تعلق نہیں بنتا۔ یہ زندگی سب کو ایک جیسی ملی ہے مگر موت سب کی ایک جیسی نہیں ہوتی۔ بعض صورت میں تو بڑی عبرت ناک اور اچانک سڑ کو پر بیابانوں میں بے گور و کفن پڑی رہتی ہیں۔ انسان خلیفہ الارض اور قابل احترام اللہ کا مقرب بنایا گیا ہے اس کی زندگی بھی محترم ہے اس کا وجود مبارک اور دوسروں کے لئے فیض بخش ہوتا ہے اور اس کی موت اس قدر بے قدر سڑ کوں پر نظر آئے فَأَعْبُدُوا وَابْوَأْ لِي الْاَبْصَارِ۔

نیات بعد الموت

يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِن كُنتُمْ فِي رَيْبٍ مِّنَ الْبَعْثِ فَإِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِّن نُّوَابِثٍ
 نَّم مِّن نُّطْقِيَّةٍ ۝ کیا لوگوں کو شک اور شبہ ہے اس بات میں کہ مرنے کے بعد بوسیدہ
 ہڈیوں کو خاک کے ڈھیر سے انسان کس طرح دوبارہ زندگی حاصل کر سکتا ہے؟ گوشت
 اور پوست سڑ گئی کر ختم ہو جاتا ہے قبر کے اندر کچھ بھی باقی نہیں رہتا۔ کس طرح موت کے
 بعد دوسری زندگی ہو سکتی ہے؟ اس بات کو قرآن نے سورہ ق ۵۰ کی ابتدائی آیات میں
 بیان کیا ہے۔ اللہ کے علم میں ہے کہ قبر کی مٹی مردہ لاش کے کس حصے کو کھا کر ختم کر دیتی ہے
 اور کونسا حصہ باقی رہ جاتا ہے جس کو قبر نہیں کھا سکتی وہ قبر ہی میں محفوظ رہتا ہے۔ ارشاد ہوتا
 ہے: قَدْ عَلِمْنَا مَا تَنْقُصُ الْاَرْضُ مِنْهُمْ وَعِنْدَنَا كِتَابٌ حَفِيظٌ ۝ (آیت ۳) اللہ
 کے ہاں اوپر آسمانوں میں اس کا پورا پورا ریکارڈ محفوظ رہتا ہے جو قبر میں بچا رہتا ہے اور وہ

(۳۶)

روز قیامت تم کو دکھایا جائیگا۔ انسان کی حقیقت کو غور سے دیکھو تو وہ ایک بوند پانی سے زیادہ کچھ نہیں۔ بے جان حقیر قطرہ اس کو نطفہ کی شکل دی پھر مضبوط بنا یا۔ پھر اس کے اندر ہڈیوں کا ڈھانچہ کھڑا کیا پھر اس کے اوپر گوشت پوست چڑھایا۔ ایک انسانی شکل اختیار کی اس میں اس کی وراثت داخل کی ماں باپ کی اور خاندانی ذاتی خصوصیات حسب نسب ذاتی خاندانی شرافت، قابلیت اور کمال ہنرمندی ساری خصوصیات دونوں کی مشترکہ میراث میں ڈالی پھر اللہ کا نظام ربوبیت، خالقیت، اکہیت نے اس کو چار ماہ کی عمر تک ماں کے پیٹ میں دے کر پالا۔ پھر اس میں اللہ کی روح بطور امانت رکھی۔ اس کی مدت مقرر کی موت اور حیات، رزق اور تقدیر سب کچھ اوپر لکھ دی، یہ مکمل انسان دُنیا میں آیا۔ اس کو کون لایا، کس نے بنایا، وہ اللہ رب العزت کی خالقیت اور ربوبیت کا نظام ہے۔ جب اللہ نے حقیر بوند پانی کو اس طرح انسان بنا کر سامنے لایا ہے تو پھر اس خالق رب کے لئے کونسا مشکل کام ہے جو قبر کے مٹی کے ذرات سے اسی انسان کو پوری شناخت کے ساتھ دوبارہ زندہ کر کے قبر سے نکالے؟ اتنا نہیں سمجھ سکتے دُنیا کی ہر مادی چیز، کاغذ، لکڑی، لوہا، پتھر سب کچھ ایک مشین میں گلا کر ذرہ ذرہ الگ کر کے پانی میں بہا کر اس پتے ریفیق مادہ سے دوبارہ اسی شکل کا کاغذ، لکڑی، پتھر لوہا انسان دوبارہ اسی شکل کا وہی چیز بنا سکتا ہے تو انسان بھی مادی جسم ہے مٹی سے بنایا گیا مٹی سے برتن جس طرح کھار بنا سکتا ہے مختلف شکلوں کے تو اللہ خالق مالک اور قدرت والا ہے اس کے بارے میں شک و شبہ کرتے ہو کہ مرنے کے بعد دوبارہ زندگی نہیں ہے۔ اس لئے اس دُنیا کی زندگی جس طرح چاہو لگدو رو۔ زندگی صرف ایک بار ملتی ہے اور پھر زندگی ختم ہے۔ اس کو بکھر جانا

ہوا میں منتشر ہو جانا ہے۔ غائب ہو جانا ہے یہ خیال اور گمان بالکل غلط ہے۔ انسان مرنے کے بعد کہیں غائب نہیں ہو جاتا۔ وہ اس دُنیا کی فضاؤں اور ہواؤں میں خاک کے ذرات میں قبر میں ہر جگہ موجود ہے۔ اللہ کو قدرت ہے جہاں سے چاہے اس کے ذرات کو اکٹھا کر کے پھر سے دوبارہ ایسا انسان پیدا کرے۔

موت کی حقیقت

انسان کی موت کس طرح واقعہ ہوتی ہے اس کو قرآن نے سورہ واقعہ کی آیات ۸۳ سے ۸۵ میں اور سورہ ق ۵۰ کی آیات ۱۵-۱۶ میں تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔ سورہ القیامہ ۸ کی آیات ۲۵ سے ۳۱ میں بھی بیان ہوا ہے۔ سورہ واقعہ ۵۶ میں مرنے والے کی موت کا نقشہ کھینچا گیا ہے۔ موت کے وقت یکسی اور لا چاری کی حالت میں مرنے والے کے دل میں جو خیالات اٹھتے ہیں اور وہ جو سوچتا رہتا ہے وہ کسی اور کو نہیں معلوم۔ صرف اللہ ہی بہتر جانتا ہے جو اس وقت مرنے والے کے قریب ہوتا ہے۔ اس کو کوئی نہیں دیکھ سکتا مگر اللہ سب کو دیکھتا رہتا ہے۔ یہ بڑا عجیب وقت ہوتا ہے۔ کون ہے جو مرنے والے کی آخری سانسوں کو روک سکتا ہے جو مائل پرواز رہتی ہیں۔ مرنے والا مایوسی میں آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر اپنے چہرے کو دیکھتا ہے جن کے ساتھ زندگی بھر اس نے محبت کی تھی کس طرح ان کو چاہا تھا وہ سب کچھ اس کو یاد آتا جاتا ہے۔ جنہیں وہ اس وقت اپنے سامنے نہیں دیکھتا ان کو نام لے کر پوچھتا ہے جن پر اس نے اپنی زندگی بچھا اور کی تھی ان کی خاطر برباد ہوا ان کے لئے گناہ کئے نا جائیز مال جمع کیا اللہ کو بھولے رہے تھے۔ اس کی

آواز اس کے حلق میں رُوندھی جاتی ہے آنکھوں میں پانی کھینے لگتا ہے۔ بڑی مایوسی اور حسرت میں وہ لوگوں سے کچھ کہنا چاہتا ہے مگر آواز بہت کمزور حلق سے نکلتا چاہتی وہ کچھ کہنا چاہتا ہے وصیت کرنا چاہتا ہے اور بے بس ہے۔ بعض لوگوں پر سکرات کی بہوشی چھا جاتی ہے وہ غنودگی کی حالت میں آنکھیں بند کئے وہ سب کچھ دیکھتا رہتا ہے جو دوسرے اس کے پاس بیٹھے ہوئے نہیں دیکھ سکتے۔ مرنے والے کو بتایا جاتا ہے وہ راستے جہاں اس کو جانا ہے وہ کسی اور عالم میں ہوتا ہے لیکن سب کی آوازیں سنتا رہتا ہے مگر جواب نہیں دے سکتا بعض لوگوں پر یہ سکرات کا عالم کئی کئی دن اور ہفتوں غنودگی چھائی رہتی ہے۔ روح بڑی کرب میں رہتی ہے۔ بعض لوگ جو زندگی بھر دنیا داری اور دُنیا کی محبت اور دلچسپیوں میں ایسے منہمک رہے کہ دین کا اور موت کا خیال تک انھیں نہیں آیا تھا۔ وہ موت کی گھڑیوں میں دُنیا دُنیا پکارتے رہتے ہیں۔ کاروبار، لین دین اور بازار کے بہاؤ پوچھتے ہیں اور کچھ اپنی زندگی کی یادداشتوں کو حافظے میں لاتے ہیں اور دن بھر سکرات کی کیفیت میں بڑبڑاتے، فضول باتیں اپنے آپ کرتے رہتے ہیں۔ سوالات کرتے رہتے ہیں یہی ان کی دُنیا رہی تھی جو موت کے وقت ان کو پسند آئی۔ عجیب عجیب موت کے منظر اس دُنیا میں مشاہدے میں آتے ہیں۔ قرآن نے بہت مختصر اس طرف اشارہ کیا ہے اور اس سے زیادہ دُنیا نے بستر مرگ پر مرنے والوں کو دکھایا ہے زندگی کا آخری وقت موت کا حسرتوں اور نا کام آرزوں کا سفر آخرت ہے بہت سی آرزوئیں اور تمنائیں دل ہی دل میں حسرت بن کر رہ گئیں زندگی نے وفا نہیں کیا۔ موت کے وقت اجنبی لوگوں کو اپنے پاس آتے دیکھتا ہے اور ان کی باتیں سنتا ہے اس وقت اس کی نظر اس

(۳۹)

قدر تیز ہوتی ہے کہ موت کی اپنی کیفیت کی ساری صورت حال جاننے لگتا ہے۔ اگر مرنے والے کی زندگی پاک صاف اور ستھری اس کے کاروبار اور لین دین پاک صاف ستھرے اور اس کی کمائی کسب حلال رہی ہے۔ تو اس کے جسم کے رگ و ریشوں میں پاک صاف خون اور پاک صاف روح گردش کرنے والی بھی پاک صاف ہوگی۔ ہلکی نرم شفاف ہوگی۔ موت کے فرشتے جب مرنے والے کی روح قبض کریں گے تو وہ بخوشی ان کے ہاتھ میں آجائیں گی۔ یہ نفس مطمئنہ والی موت ہوتی ہے اس کو اوپر آسمانوں میں پرواز کے لئے کچھ دیر نہ ہوگی۔ وہ مطمئن اور سکون سے مرتا ہے۔ اس کے پاس پہلے سے موت کی پوری تیاری اور فکر تہی موت کے وقت کی ہر شخص کے ساتھ مختلف صورت حال الگ الگ ہوتی ہے۔ اس کا دار و مدار زندگی بھر کے اعمال و افعال اور زندگی کی پاکی و صفائی اور خوف خدا بیان کیا گیا ہے۔

قرآن کی سورت نمبر ۱۴ ابراہیم کی آیات ۲۳ سے ۲۶ تک غور سے پڑھو تو معلوم ہوگا کہ جو شخص زندگی بھر کلمہ طیبہ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کا وظیفہ اپنے دل اور زبان سے پڑھتا رہتا تھا وہ زندگی میں اللہ سے بہت قریب تھا جو بندے اللہ کے نمازوں کی پابندی اور پرہیزگار متقی صالح زندگی گزارتے ہیں زکوٰۃ دیتے رہتے ہیں صدقات و خیرات کرتے رہتے ہیں اور صبر کرتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کے بہت قریب ہوتے ہیں موت کے وقت اللہ تعالیٰ کے حکم سے موت کے فرشتے جب اس کے پاس آتے ہیں تو اللہ کے بندے کی روح آرام و سکون سے قبض کر کے لجاتے ہیں۔ وَيُثَبِّتُ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ ۝ اللہ اپنے بندوں کو جو دنیا کی زندگی میں اللہ سے

قریب اس کی یاد اور ذکر میں ہر وقت رہتے ہیں اللہ انہیں ان کی موت کے وقت اکیلا نہیں چھوڑتا۔ اللہ کے فرشتے اللہ کے بندوں کو کوئی تکلیف نہیں دیتے بلکہ موت کے وقت ان کے محافظ ہوتے ہیں۔ ان کی قبر کے اندر ان کو دلاسا اور تسلی دیتے ہیں۔ کہتے ہیں گھبراؤ نہیں ہم تمہارے ساتھ ہیں اور قبر کی زندگی کے بعد آخرت کی زندگی میں بھی ان سے وعدہ کرتے ہیں کہ وہ ان کے محافظ ہوں گے۔ موت کے وقت کی حالت کو قرآن کی سورت ۵۰ ق کی آیات ۱۵-۱۶ سے پڑھو اور غور کرو کہ مرنے والے کے ساتھ کیا گذرتا ہے۔ موت کے وقت جب آدمی موت کے قریب ہوتا ہے تو اس کے دل کے اندر کی حالت اللہ خوب جانتا ہے۔ آیت ۱۵ کہتی ہے اللہ اس وقت مرنے والے کی رگ جان سے بھی قریب اس وقت وہاں موجود ہوتا ہے سب کچھ دیکھتا اور سنتا رہتا ہے۔ اگر بندہ زندگی میں اللہ سے بہت قریب اللہ کی یاد اور ذکر میں رہتا تھا تو موت کے وقت اللہ بھی وہاں اس کے پاس موجود ہوتا ہے۔ جب آسمانوں سے اس کی موت کا حکم لے کر فرشتے مرنے والے کے پاس آتے ہیں تو دو فرشتے مرنے والے کے سر اپنے آکر دائیں اور بائیں بیٹھ جاتے ہیں اور ننگ ننگ لہجہ بہ لہجہ موت کے مقررہ وقت کے انتظار میں ہوتے ہیں۔ جب موت کا مقررہ وقت آیا، فرشتے اس کی روح قبض کرنے کے لئے مرنے والے کے حلق میں روح کو ہاتھ ڈال کر نکال لیتے ہیں۔ اس وقت روح قبض کرنے والی حالت کے دو نگہبان فرشتے گواہ ہوتے ہیں اور یہ فرشتے جو زندگی بھر انسان کے کندھوں پر بیٹھے ہوئے مرنے والے کے سارے اعمال و حرکات لکھتے جاتے تھے اپنے ساتھ لائے ہوئے آڈیو ویڈیو کیمروں سے ٹیپ ریکارڈ سے سب کچھ قلماتے اور زندگی بھر کا سارا

ریکارڈ محفوظ کرتے جاتے تھے وہ اپنا دفتر بند کر کے سارا ریکارڈ لے کر ان دو موت کے فرشتوں کے ساتھ ان کی روح قبض کرنے کے عمل کے دو گواہ بنتے ہیں۔ (آیت ۱۸: سورہ ق) یہ ساری کیفیت اور سارا نقشہ مرنے والا اپنے سامنے موت کے فرشتوں کو وہاں آتے اور باتیں کرتے اور دونگہ بانوں سے باتیں کرتے ہوئے دیکھتا اور سنتا رہتا ہے۔ موت کے وقت کی غنودگی اور نیم بیہوشی اس کے لئے سب کچھ دکھائی رہتی ہے جس سے وہ اس وقت گذرتا ہے یہ موت کے وقت کا منظر کس قدر عبرت ناک ہوتا ہے، کون ہے جو اس طرح مرنا چاہتا ہے یا اپنی موت کا منظر اپنی آنکھوں سے دیکھنا چاہتا ہے۔ انسان موت سے ڈر کر دور بھاگتا رہتا ہے، مگر موت کے وقت وہ پوری طرح موت کے فرشتوں کے قبضہ و اختیار میں ہوتا ہے۔ (آیت ۱۹: سورہ ق) مرنے والے کی آنکھ زیادہ روشن ہے وہ غیب کی چھپی باتیں جو قرآن زندگی بھر انسان کو سناتا رہتا تھا اس کا اس کو یقین نہ آتا تھا زندگی بھر موت سے غافل اور انجان بنا رہا اور آج موت کے وقت وہ سب کچھ اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہے کہ کس طرف اور کہاں جانا ہے۔ موت کے فرشتے دونوں گنہبانوں کو بھی ان کے سارے اعمال کے دفتر کے ساتھ چاروں مل کر روح کو لے کر اوپر آسمانوں میں جلدی جلدی آسمانی فضاؤں میں اڑتے اور تیرتے آن واحد میں پہنچ جاتے ہیں۔ (آیت ۲۳) آسمانوں کے بند دروازوں پر کھٹ کھٹ ہوتی ہے پوچھا جاتا ہے کون آیا ہے۔ موت کے فرشتے مرنے والے کا نام اس کے باپ کا نام بتاتے ہیں کہ اس کو ساتھ لائے ہیں۔ حکم ہوتا ہے انتظار کرو۔ تھوڑی دیر کے بعد اندر سے جواب آتا ہے۔ آنے والا نافرمان اللہ کا باغی اور سرکش رہا ہے۔ آسمانوں میں اس کے لئے کوئی جگہ

۴۴

نہیں ہے۔ اس کو زمین ہی پر رکھو اور عالم برزخ میں پہنچا دو۔ یہ مرنے والا نافرمان اور اللہ کا ناشکر رہا ہے۔ اس نے کبھی زکوٰۃ نہیں دی اور نہ خیرات و صدقات کرتا رہا اور نہ اللہ کی کوئی بات مانی۔ ساری زندگی اپنی من مانی اور مرضی کی زندگی گزاری ہے یہ اپنی حدوں سے باہر نکل گیا تھا۔ کافر اور مشرک تھا اس کو سخت عذاب دو۔ (آیت ۲۵-۲۶: سورہ ق) سورہ القیامہ ۸۷ کی آیات ۲۵ سے ۳۱ تک موت کی صورت حال کو الگ طریقے سے بیان کیا گیا ہے۔ مرنے والے کی جان جب حلق تک آپہنچتی ہے تو عجیب جان کنی کا عالم ہوتا ہے۔ اس وقت مرنے والے کے پاس بیٹھے ہوئے لوگ اس کی اس حالت کو دیکھتے ہیں۔ کچھ کہہ سکتے پریشان ہوتے ہیں اور دوڑ دھوپ کرتے ہیں کہ کوئی میساج ڈاکٹر، مرشد، پیر جھاڑ پھونک کرنے والا تلاش کرو کہ مرنے والے کی جان کنی کی تکلیف دور کرے۔ مرنے والے کی کیفیت جان کنی کا عالم مرنے والا خود جانتا ہے کہ کس تکلیف میں ہے۔ اس کو محسوس ہوتا ہے کہ اس کی پنڈلی سے پنڈلی رہ پٹ گئی ہے، پیروں کے انگوٹھے سے روح سرکنے لگی ہے اور سر بے جان ہوتا جاتا ہے روح کھینچ کر اوپر کی طرف آکر حلق میں اٹک گئی۔ اس کو یقین آ گیا کہ اب مرنا یقینی ہے اور دنیا چھوڑ کر چلا جانا ہے کس قدر عبرت ناک وقت یہ جدائی کا ہوتا ہے۔ ہائے افسوس زندگی کو وہ کیا سمجھا تھا اور زندگی کا یہ انجام۔ کاش! اس کے اندر ایمان بالغیب اور موت کا آخرت کا یقین پکا ہوتا۔ اس کی ہدایت اور تعلیم دین پر ہوتی اور کوئی اس کو نماز کا پابند نہ کرتا۔ قرآن کی تعلیم دیتا تو آج اس قدر ناکام عبرتناک انجام اس کی زندگی کا نہ ہوتا۔ افسوس صد افسوس ایسی ناکام زندگی پر کہ نہ زندگی سلیقہ سے کامیاب گزری اور نہ ہی موت آرام و سکون سے آئی۔ یہ

(۴۳)

انجام زندگی کا ہے تو پھر قبر کی حالت اور قبر کا عذاب کیا ہوگا؟ قبر کی وحشت تاریکی اور گھبراہٹ کا اس کو سامنا ہے اور قبر سے نکل کر یوم آخرت کا اور روز حساب کے سوال و جواب ابھی باقی ہیں۔ یا اللہ رحم کر تیری پناہ میں لے لے انسان بے بس اور مجبور تیرے حوالے ہے۔ ایسے وقت موت کی جان کنی کی سختی کو دور کرنے کے لئے علماء دین نے سورہ یٰسین ۳۶ کی تلاوت کی سفارش کی ہے۔ سورہ یٰسین بے چین روح کی تسکین و تسلی کے لئے روح کی لوری ہوتی ہے۔ مرنے والے کو سکون و راحت دیتی ہے۔ روح اس کو سختی ہے تو اللہ کی رحمت و مغفرت اور بخشش کی اُمید پیدا ہوتی ہے اور اس اُمید پر روح جسم سے باہر آ جاتی ہے اور قبضے میں لے لی جاتی ہے۔

موت کی سختی اور جان کنی کے عالم کی تکلیف کو انسان چاہے تو اپنے نور ایمان اور یقین کامل سے کم کر سکتا ہے۔ اپنے سے دور ہٹا سکتا ہے اس کا اختیار انسان کو اللہ تعالیٰ نے دیا ہے۔ اگر ہم قرآن الکریم غور سے پڑھیں اس کی آیات میں غور و فکر کریں تو بہت سی باتیں ایسی ملیں گی جو انسان کی زندگی کو آسان اور کامیاب اس کی موت کی تکلیف کو کم اور اس کی قبر کے عذاب کی تکلیف کو اس سے ہٹا دیتی ہے۔ آخرت کا سفر آسان بنا دیتی ہے سب کچھ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں بیان کر دیا ہے۔ اگر قرآن کو نہ پڑھیں اس سے انجان اور غفلت میں زندگی گزاریں تو پھر ذمہ دار اپنی موت کی تکلیف کے ہم خود بن جاتے ہیں اور خود کے لئے کام کا علاج خود کریں۔ موت کے وقت انسان کے ساتھ نور ایمان ہونا چاہیے یہ موت کو آسان بناتا ہے اور مردہ لاش کی حفاظت کرتا ہے اور قبر کے عذاب سے بچاتا ہے۔ نور ایمان کیا ہے اس کو قرآن کی سورت الحدید ۷ بیان کرتی ہے

(۳۳)

اس کی آیات ۱۲ سے ۱۵ تک غور سے پڑھو اور سمجھو کہ قرآن کیا کہہ رہا ہے۔ سورہ القم ۵۴ میں ارشاد باری تعالیٰ ہے اس دنیا کی زندگی میں انسان کے لئے عبرت کے بہت سے سبق ہیں لیکن انسان کو نہ نماز سے واسطہ ہے اور نہ قرآن پڑھنے اور سمجھنے کی فرصت ہے اس کو دنیا پسند ہے، دولت کی حرص اور لالچ، عیش و آرام کی تلاش میں اس قدر مصروف کر دیا گیا ہے کہ اس کو اپنی آخرت کی فکر نہیں ہے۔ زندگی کے بہت سے واقعات، مشاہدات اور تجربات سے ہم سبق نہیں سیکھتے۔ ذمہ دار اپنے نفع نقصان کے ہم خود ہیں۔ زندگی بھی اس قدر آسان نہیں ہے۔ قدم قدم پر امتحان ہیں اور آزمائشیں ہیں۔ نہ زندگی آرام و چین کی ہے اور نہ موت سکون و راحت کی ہے غفلت اور لاپرواہی سے نکل آؤ اپنے انجام پر غور کرو۔

موت کی حقیقت کیا ہے

وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ أَنْ تَمُوتَ إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ كَتَبْنَا مُوَدَّعًا

(آیت: ۱۳۵۔ سورہ العمران: ۳) موت کسی شخص کو اس وقت تک نہیں آتی جب تک کہ اس

کی کتاب تقدیر میں لکھا ہوا وقت پورا نہیں ہو جاتا۔ ہر شخص کی موت اور حیات اور تقدیر

کے بارے میں جب بچہ ماں کے پیٹ میں حمل کا چوتھا مہینہ پورا نہیں کر لیتا اس وقت

روح جب قالب میں ڈالی جاتی ہے تب یہ سب کچھ لکھ دیا جاتا ہے۔ کُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ

الْمَوْتِ (آیت: ۱۸۵: العمران: ۳) سورہ البقرہ میں فرمایا گیا۔ كَتَبَ عَلَيْكُمْ إِذَا

حَضَرَ أَحَدٌ كَمْ الْمَوْتِ أَنْ تَرْكَ خَيْرًا الْوَصِيَّةَ لِلْوَالِدَيْنِ وَالْأ

اَفَرَأَيْتُمْ كَيْفَ يَكْفُرُونَ... (آیت: ۱۸۰) اپنی موت سے سے باخبر ہو۔ موت کو یاد کرتے رہو۔ جب تم میں کسی کی موت کا وقت قریب آجائے تو چاہیے کہ مرنے سے پہلے اپنی دولت میراث اور جائیداد کے بارے میں بیوی بچوں اور ماں باپ کے لئے بہن بھائی اور خون کے رشتہ داروں کے لئے وصیت لکھ جائے تاکہ موت کے بعد میراث کی تقسیم میں جھگڑے نہ پیدا ہوں اور مرنے والے کی روح کو اذیت نہ پہنچے اور قہر کا عذاب زیادہ نہ ہوئے۔

سورہ النساء کی آیت میں فرمایا گیا: اِنَّ الَّذِيْنَ تَوَلَّوْا مِنْكُمْ مَّا كُنُوْا فِيْهَا يَوْمَئِذٍ يَلْمُوكُمُ الَّذِيْنَ كَفَرْتُمْ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَكُنْتُمْ تُرَآءُ الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ ۗ فَاُولٰٓئِكَ لَمَّا كَفَرُوْا قَالُوْا لِمَ كُنَّا رُءُوْسًا لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۗ اَلَمْ نَكُنْ اَرْضًا مَّا سَاوَاهُمْ ۗ اَوْ اَنْجَامًا ۗ سُبْحٰنَ الَّذِيْ يَخْتَارُ ۗ (آیت: ۹۷۔ سورہ النساء) موت کے وقت جب فرشتے روح قہس کرنے آتے ہیں تو پوچھتے ہیں کہ تم نے دنیا میں کس طرح اپنی زندگی گزاری ہے۔ اللہ کے حکم کے مطابق یا اپنی پسند اور مرضی کی زندگی گزاری۔ تو مرنے والا ان سے کہتا کہ ہم مجبوری میں تھے۔ کفر و شرک کے ماحول میں تھے نہ اذان کی آواز سنائی دی اور نہ نماز پڑھنے کی جگہ ملی۔ کوئی ہدایت اور نصیحت کرنے والا نہیں ملا، کفر و شرک کے ملک میں ہم مجبور تھے لاچار تھے فرشتے موت کے جواب دیں گے کہ اللہ کی زمین بہت وسیع تھی تم کسی اور ملک میں جہاں دین اسلام کا ماحول تھا۔ مسلمان ملک میں ہجرت کرتے تاکہ دین اور ایمان محفوظ رہتا۔ اللہ کی عبادت و اطاعت اور فرمانبرداری کی زندگی گزار سکتے تھے۔ عذر چیلے اور بہانے کر رہے ہو تم نے اپنے اوپر ظلم کیا۔ اللہ کی نافرمانی کی زندگی گزاری۔ اللہ کے مجرم بنے جن کے لئے اللہ نے جہنم کی آگ تیار کر رکھی ہے چلو اس طرف تمہارا ٹھکانہ دوزخ بنے گا۔

موت کی حقیقت

سورہ الانعام ۶ میں فرمایا گیا: وَلَوْ تَرَىٰ اِذَا طَالِمُوتُونَ فِي عَمْرَتِ الْمَوْتِ
وَالْمَلَائِكَةُ بِسَاطِطٍ اِیْدِیْهِمْ اَخْرَجُوا اَنْفُسَکُمْ الْیَوْمَ تُحْجَزُونَ
عَذَابٍ..... (آیت: ۹۳) جب تم کسی نافرمان مشرک کو مرتے ہوئے دیکھو موت کے
وقت اس کی کیا حالت ہوتی ہے کس قدر عذاب اور بے چینی میں ہوتا ہے جب موت
کے فرشتے اس کے حلق میں ہاتھ ڈال کر اس کی روح اندر سے کھینچ کر نکالتے ہیں تو مرنے
والے سے کہتے ہیں کہ آج تم کو ذلت کا عذاب کا سامنا ہے جو تم زندگی میں اللہ کی نافرمانی
اور سرکشی کرتے رہے تھے اس سے اگلی آیت ۹۴ میں فرمایا گیا۔ وَهُوَ الَّذِیْ اَنْشَأَکُمْ
مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ فَمُسْتَقَرٌّ وَمُسْتَوْدَعٌ قَدْ فَصَّلْنَا الْآیَاتِ لِقَوْمٍ
یَفْقَهُونَ (سورہ انعام: ۹۷) اللہ نے تم کو ایک مرد اور ایک عورت سے کس
طرح پیدا کیا اور اس وقت تمہاری کتاب تقدیر میں تمہارے بارے میں لکھ دیا گیا تھا کہ تم
کتنے دن دنیا میں زندگی گزارو گے اور کتنی عمر کے بعد موت سے تمہاری واپسی اللہ کی
طرف ہوگی۔ کہاں پیدا ہوں گے اور کہاں جا کر مستقل زندگی بسر کرو گے اور کہاں جا کر
مرو گے اور کہاں دفن ہوں گے۔ سب کچھ پہلے سے کتاب مبین میں لکھ دیا جاتا ہے اور تم
اپنی زندگی اور موت کی حقیقت سے بے خبر تھے۔ تم قرآن پڑھتے نہیں تھے اور سمجھتے نہیں
کہ یہ زندگی کیا ہے؟ موت کیا ہے؟ بے خبر زندگی کس کام کی ہے۔ انسان نادان غفلت
اور لاپرواہی میں زندگی گزار رہا ہے۔ قرآن سے غافل ہے بے علم جاہل آندھا اور بہرہ

(۳۷)

بن کر زندگی کے کھلونوں سے کھیل رہا ہے۔ حالانکہ وہ بالکل اللہ کے اختیار و قبضہ اور فرشتوں کی نگرانی میں دن رات رہتا ہے اور فرشتے اس کے بارے میں اس کی ہر حرکت پر گفتگو کرتے۔ آڈیو فلم ویڈیو ٹیپ میں سب محفوظ کرتے رہتے ہیں اور قیامت کے دن اس کے انکار پر سب ثبوت اس کے سامنے کر دیا جائے گا وہ کس کس بات کا انکار کریگا اور کیا کیا جھٹلائے گا۔ فَبَايَ اِلٰءِ رَبِّكُمْ تَكْفُرُوْنَ ۝

جو زندگی انسان کو ملی ہے وہ اس زندگی کا مالک نہیں ہے صرف امانت دار ہے

اس کا پسند اور مرضی کچھ نہیں اللہ کی مرضی اور حکم کے مطابق اس کو اس دنیا میں رہنا ہے اور اللہ کے حکم پر اس کی زندگی ختم ہوگی۔ اللہ ہی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔ یہ انسان کس قدر غلط فہمی، گھمنڈ اور غرور میں رہ رہا ہے۔ اس کو جان لینا چاہیے کہ موت سب کے لئے ہے۔ سو سال کی عمر یا اس سے زیادہ پالے تو بھی اللہ کی طرف واپس لوٹ کر جانا ہے۔ یہاں جو آیا وہ واپس گیا کوئی بھی یہاں نہیں رہا ہے۔ قرآن پڑھتے رہو۔ اس کی

آیات میں غور و فکر کرتے رہو۔ زندگی اور موت کی حقیقت معلوم ہو جائیگی۔ سورہ انفال
 وَلَوْ تَرَىٰ اِذِ يَتَوَفَّى الدِّينَ كَفَرُوْا الْمَلَائِكَةُ بَٰسُورًا وَّجُوْهُهُمْ وَاِدْبَارُ هِمِّمْ
 وَذُوقُوْا عَذَابَ الْحَرِيقِ ۝ (آیت: ۵) مرنے والوں کے قریب رہ کر تم دیکھو گے کہ مرتے وقت وہ بے چینی سے چہرے ادھر ادھر کرتے ہیں بے تاب کسی انہونی تکلیف سے پریشان نظر آتے ہیں۔ یہ کیفیت اس وقت روح قبض ہوتے وقت نظر آتی ہے جب موت کے فرشتے روح کو قالب کے اندر سے تھینٹ کر لاتے ہیں۔ مرنے والے کے منہ پر طمانچے مارتے ہیں اس کی پیٹھ پر ٹھوکے لگاتے ہیں، سختی سے جان نکالتے ہیں اور

کہتے جاتے ہیں۔ اپنی بد اعمالیوں کی سزا کا مزہ چکھو (آیت: ۵۰ سورہ انفال)

ایسی ہی ایک آیت سورہ نحل ۱۶ میں آتی ہے فرمایا گیا: **السَّالِكِينَ سَلَكْتُمْ** تَعَوَّفَهُمْ
السَّالِكَةَ ظَالِمِي انْفُسَهُمْ فَالْقُوا السَّلَامَ مَا كُنَّا نَعْمَلُ مِنْ سُوءِ بَلَىٰ إِنْ اللَّهُ
عَلَيْكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ (آیت: ۲۸ سورہ نحل ۱۶) نافرمان اور سرکش لوگوں کی
موت کے وقت جب ان کی روح قبض کی جاتی ہے تو موت کے فرشتے سختی سے جان
نکالتے ہیں اور کہتے ہیں تم نے کیسی زندگی گزاری ہے۔ مرنے والا کہتا ہے میں نے کوئی
برائی نہیں کی کوئی گناہ نہیں کیا کوئی خراب کام نہیں کیا ہے۔ فرشتے کہتے ہیں ہمارے پاس
تمہاری زندگی کے اعمال کا پورا پورا ریکارڈ محفوظ ہے جو تم کرتے رہتے تھے۔ تم سچ نہیں
کہہ رہے ہو چکھو اپنے خراب اعمال کی سزا (آیت: ۲۸) سورہ توبہ ۹ جنگ تبوک کے
موقعہ پر ہدایت: اللہ کو دھوکا دینے والے منافقین کے لئے آیا ہے۔ سورہ توبہ بغیر بسم اللہ
کے نازل ہوئی بڑی جلالی سورت ہے۔ اس سورت میں منافقین اسلام پر اللہ کا بڑا غصہ
اور غضب آیا ہے۔ کہنے کو یہ خود کو کلمہ **لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ** والے کہتے ہیں مسلمان ہونے کے
دعویدار ہیں زندگی کا عمل سلوک اور طریقہ اسلام کے خلاف اور نماز اگر پڑھیں گے تو
ریا کاری کی اور دھوکہ فریب کرنے والی۔ لوگ انھیں نیک مسلمان جانیں مگر اللہ تو انھیں
خوب جانتا پہچانتا ہے ان کے عمل اور اعمال میں ان کے دلوں کے اندر اور زندگیوں میں
کیا چھپا ہوا ہے۔ اپنے جھوٹ اور فریب کو چھپانے کے لئے اللہ کی قسمیں کھائیں گے
اور یقین دلائیں گے یہ لوگ مسلم نہیں کافر ہیں۔ کافروں کا طرز زندگی اپنائے ہوئے
ہیں۔ آخرت میں ان کو دُکھ دینے والا عذاب دیا جائیگا۔ ایسے لوگوں کے لئے اللہ کا نعمہ

اور غضب اس طرح آیا ہے۔ سورہ توبہ غور سے پڑھو۔ اے اللہ کے رسول ﷺ یہ منافق تم کو علانیہ دھوکہ دیتے ہیں۔ اگر مرجائیں تو ان کی نہ نماز جنازہ پڑھنا اور نہ ان کی قبر پر ایصال ثواب کی دعا کرنا اور نہ ان کی مغفرت و بخشش کے لئے دعا کرنا ہے۔ اگر تم ان کی مردت میں دکھانے کے لئے ستر بار بھی بخشش و مغفرت کی دعا مانگو گے تو اللہ تعالیٰ ستر بار بھی ان کیلئے بخشش کی دعا قبول نہیں کریگا۔ کبھی معافی نہیں ملے گی خدا کبھی نہیں بخشے گا۔

اسْتَغْفِرْ لَهُمْ اَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ اِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِينَ مَرَّةً فَلَنْ يَغْفِرَ اللَّهُ لَهُمْ ذَلِكَ بِأَنَّهُمْ كَفَرُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفَاسِقِينَ ۝ (آیت: ۸۰ سورہ توبہ ۹) وَلَا تَصَلِّ عَلَيَّ اِحْذِ مِنْهُمْ مَا نَتَّ اَبَدًا اَوْ لَا تَقُمْ عَلَيَّ قَبْرَهُ اَنَّهُمْ كَفَرُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَمَاتُوا وَهُمْ فَسِقُونَ ۝ (آیت: ۸۳ سورہ توبہ ۹) اللہ نے ان منافقین نافرمانوں مشرکوں کو دنیا میں نوازا ہے اولاد سے دولت اور جائیداد اقتدار و حکومت سے تو تمہیں انہیں خوشحال اور صاحب حیثیت دیکھ کر تعجب ہوگا۔ وَلَا تَعْجَبْ اَمْوَالَهُمْ وَاَوْلَادَهُمْ اِنَّمَا يَرِيدُ اللّٰهُ اَنْ يَّعْذِبَهُمْ بِمَا فَعَلُوا الدُّنْيَا وَتَرْهَقَ اَنْفُسُهُمْ وَهُمْ كَافِرُونَ (آیت: ۵۸ سورہ توبہ) مگر تم تعجب نہ کرنا کیونکہ ان کو اللہ کا عذاب ان کی اولاد کے ہی ہاتھوں ان کی دولت اور کمائی ہوئی ذلت سے مال و دولت اور اقتدار کے سبب یہ دنیا میں ذلیل و خوار ہوں گے یہ اللہ کی حکمت ہے

اور مصلحت کے فیصلے ہوتے ہیں تم اس کو نہیں جان سکتے۔ یہ جب مرے گا کافر ہی مرے گا۔ سورہ یونس کی ایک اور آیت میں فرمایا گیا ہے۔ اِنَّ السَّٰكِنِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ لِقَاءِ نَارِ مَوْءَاِجِ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَاَطْمَٰنُوْا بِهَا وَالَّذِيْنَ هُمْ عَنْ اٰتِنَا غٰفِلُوْنَ ۝ (آیت: ۱۰)

۷ سورہ یونس) جن لوگوں نے اپنی موت کو بھلا رکھا ہے اور موت سے غافل ہیں اور اپنی دنیاوی زندگی کی آسائشوں اور آرام میں ہیں انھیں یقین و ایمان تک نہیں کہ یہ سب چھوڑ کر اللہ تعالیٰ کی طرف ایک دن واپس جانا ہے۔ زندگی میں بہت خوش اور مطمئن ہیں جو جی چاہے کرتے رہتے ہیں۔ آخرت سے بے خبر اور غافل ہیں۔ نہ قرآن سے دلچسپی اور اس کی آیات سے معلومات سے اور نہ نماز و روزہ سے ان کو کوئی دلچسپی ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہی زندگی سب کچھ ہے یہاں سے کہیں اور جانا نہیں ہے۔ اگر جانا ہے تو اس پر ایمان اور یقین نہیں اور اس سے غافل ہیں۔ یہاں جو بھی آیا اس کو یہاں سے واپس ضرور جانا ہے اور اپنا ٹھکانہ دوزخ میں تلاش کرنا ہوگا۔ (آیات ۷ اور ۸ سورہ یونس ۱۰)

دین سے ایمان سے ہماری غفلت اور سستی کے ہم خود ذمہ دار ہیں اور ہم کو جواب دینا ہوگا۔ ہم کو جان لینا چاہیے کہ ہماری غفلت اور لاپرواہی اللہ سے ہم کو دور کر رہی ہے ہم خود اپنے آپ پر ظلم کر رہے ہیں۔ موت تو اچانک آتی ہے مہلت اور موقعہ کسی کو نہیں دیتی ہے۔ ابھی وقت باقی ہے قرآن پڑھو قرآن سے ہدایت لو اللہ کی رحمت و مغفرت میں آ جاؤ۔ موت کا عذاب قبر کی تاریکی اور وحشت کا عذاب بہت سخت ہے دن رات ہوتا رہیگا آخرت اور روز قیامت کا عذاب تو اس سے بھی بڑا سخت اور ہمیشہ کا رہیگا۔ اللہ نے یہ زندگی دے کر انسان کا سخت امتحان لیا ہے۔ امتحان صبر کا تحمل و برداشت کا اور نیک اعمال کا۔ اللہ کے ڈر اور خوف کا انسانوں پر مصائب و آلام دکھ درد بیماریاں مہلک امراض جن کا علاج کسی میچا کے پاس نہیں ہے یہ سب بد اعمال گناہوں کی کثرت سے آتے ہیں اور جیتے نہیں دیتے اور نہ مرنے دیتے ہیں اللہ کی رحمت میں آ جاؤ

قرآن سے ہدایات لو۔ قرآن پڑھو اور سمجھو۔ سورہ طہ ۲۰ میں اس طرح آیا ہے۔ اِنَّ مِنْ يَّاتٍ رَبِّهِ مُجْرِمًا. فَاِنَّ لَهُ جَهَنَّمَ لَا يَمُوتُ فِيْهَا وَلَا يَحْيٰى ۝ (آیت ۷۴-۷۵) جو بھی دُنیا کی زندگی سے پلٹ کر اللہ کا مجرم اور نافرمان مشرک اور سرکش بن کر دُنیا سے واپس آئیگا اس کے لئے جہنم کی آگ کا عذاب تیار ملیگا جہاں اس کو نہ زندگی ملے گی اور نہ موت اور جو اللہ کا نیک و متقی پاک اور سترامو من مسلمان بن کر فرمانبرداری کے ساتھ نیک اعمال کے ساتھ آئیگا اس کے لئے جنت کے باغات اور آرام دہ محل کے انعامات ہوں گے جیسے عمل و اعمال کے مدارج و کوشش ہوگی۔ ویسے ویسے جنت کے باغات کے مدارج و محلات کی منزلیں اس کے حصے میں آئیں گی۔

وَمِنْ يَّاتِيهِ مَوْمِنًا قَدْ عَمِلَ الصَّالِحَاتِ فَارْوٰى لَهَا لِيَوْمِ الدَّرَجٰتِ
 الْعُلٰى جَنَّتْ عٰدْنُ تَجْرٰى مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا... (آیت ۷۵ سورہ
 طہ ۲۰) الَّذِيْنَ تَسْتَوْفُوهُمْ اَلْمَلٰئِكَةُ ظٰلِمِيْ اَنْفُسِهِمْ فَاَلْقَوْا سَلْمًا مَا كُنَّا نَعْمَلُ مِنْ
 سُوْءٍ بَلٰى اِنَّا لِلّٰهِ عٰلِمِيْنَ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝ (آیت ۲۸-۲۹ سورہ النحل ۱۶) جو لوگ
 اللہ کے نافرمان ہوئے اور بُرے اعمال اپنی زندگی بھر کرتے رہے جب ان کی موت کا
 وقت آتا ہے اور موت کے فرشتے ان کی روح قبض کرنے آتے ہیں تو مرنے والے اپنے
 ہی حق میں ظلم کرے ہوئے ہوتے ہیں۔ اور آسانی سے موت کے حوالے ہو جاتے ہیں
 اور کہتے ہیں کہ ہم گناہگار نہیں ہیں۔ اللہ کے بندے ہیں۔ فرشتے کہتے ہیں ہم جانتے
 ہیں کہ تم کیا ہیں اور کیسے ہیں چلو اب ہمارے ساتھ دوزخ کی آگ کی طرف یہ تمہارا
 مستقل ٹھکانہ ہے۔ دُنیا میں غرور اور گھمنڈ تکبر کرنے والوں کے لئے یہ جگہ ٹھہرائی گئی

ہے۔

نیک اور متقی لوگوں کے لئے موت کے بعد قبر میں پوچھا جاتا ہے کہ کیا اللہ کی طرف سے تم پر کوئی کتاب اتاری گئی تھی۔ تو وہ کہتے ہیں کہ بہترین کلام ربانی جو نیک متقی لوگوں کے لئے خوشخبری لایا۔ دُنیا میں بھلائی رکھی اور آخرت میں بھی بہترین جگہ بنائی اور بہترین بدلہ اور انعام ہے نیک متقی لوگوں کے لئے (آیت ۳۰) **الَّذِينَ تَتَوَفَّوهُمْ** **الْمَلَائِكَةُ طَيِّبِينَ يَقُولُونَ سَلَامٌ عَلَيْكُمْ اِذْ خَلَوُا الْجَنَّةَ بِمَا كُنْتُمْ** **تَعْمَلُونَ (آیت ۳۲)**

نیک اور متقی بندے جو کفر اور شرک سے پاک و صاف ہوتے ہیں ان کی موت کے وقت فرشتے روح قبض کرنے آتے ہیں تو ان سے سلام علیک کہتے ہیں۔ چلیں ہمارے ساتھ اب وقت آگیا ہے جنت کے باغوں کی طرف یہ بدلہ ہے ان اعمال کا جو تم دُنیا میں نیک کام کیا کرتے تھے۔ (آیت ۳۲) موت کے فرشتے اللہ سے موت کا حکم لے کر جب مرنے والوں کے پاس آتے ہیں تو ان کے اعمال کے مطابق روح قبض کر کے لیجاتے ہیں۔ سورہ اعراف کی آیت میں اس طرح آیا ہے: **اِنَّ السَّيِّئِينَ كَذَّبُوْا بَايْتَنَا** **وَاسْتَكْبَرُوْا وَعَسَّوْا رُءُوسَهُمْ لَآ تَفْتَحُ لَهُمُ الْاَبْوَابُ السَّمٰوٰتِ وَلَا يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ حَتّٰى** **يَسْلَجَ الْجَحْمُ فِيْ سِمِّ الْخِيَاطِ وَكَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُجْرِمِيْنَ (آیت ۴۰)** جو لوگ علانیہ اللہ کے احکامات کی خلاف ورزی کرتے تھے ان کا غرور اور گھمنڈ ان کو ہر نافرمانی پر خوش رکھتا تھا۔ جب ان کی موت کا وقت آتا ہے موت کے فرشتے ان کی روح قبض کر کے اوپر آسمانوں میں تیزی سے جا کر آسمانوں میں پہنچا دیتے ہیں تو ان پر

آسمانوں کے دروازے بند رہتے ہیں۔ ان کی روح کو آسمانوں سے واپس کر دیتے ہیں کہ یہ اللہ کے نافرمان اور ناپاک روح ہے اس کے لئے آسمانوں میں کوئی جگہ نہیں ہے۔ ایسی روجوں کا آسمانوں میں جانا بالکل بند کر دیا جاتا ہے۔ آسمانوں میں داخلہ اس طرح ناممکن رہیگا جس طرح کوئی اونٹ کسی درزی کی سوئی کے ناکے میں سے گذر جائے ناممکن عمل ہے۔ وَوَفِّیْتُ کَسْلَ نَفْسٍ مَّسَاعِمَ مَاتٍ وَهُوَ اعْلَمُ بِمَا یَفْعَلُوْنَ (آیت: ۷۰۔ سورہ الزمر ۳۹) ہر شخص کو ایک دن موت آجیگی۔ اس کا وقت پہلے سے مقرر کر دیا گیا ہے۔ ہر شخص کو چاہئے کہ اپنے اعمال کا ذن رات محاسبہ کرتا رہے ان کو درست رکھے ان کی درستگی کی تدبیر نکالے پاک اور صاف صالح اعمال کے ساتھ اللہ کے نیک اور متقی پسندیدہ بندہ بن کر اس دنیا سے رخصت ہوئے تاکہ اللہ کے نیک مقرب بندوں میں شامل ہو سکے۔ اعمال کی بنیاد پر فیصلہ ہوگا۔ اللہ مہلت اور موقعہ دیتا ہے کہ اعمال درست کر لو۔ توبہ و استغفار معافی بخشش مانگتے رہو۔

جو لوگ اللہ کے نافرمان اور اللہ سے سرکشی کرتے رہتے ہیں وہ ظلم و زیادتی اور گناہوں سے آلودہ زندگی گزارتے ہیں۔ وہ اپنی موت سے آخرت کے انجام سے بے خبر ہیں۔ ان کی بے خبری اُلّا علمی اور جہالت اس لئے ہے کہ وہ قرآن کی تعلیمات سے دور ہیں۔ ان لوگوں کی جب موت کا وقت آتا ہے تو بے موت مارے جاتے ہیں اور پھر ان کا کوئی رونے والا بھی نہیں ہوتا جو ان کی جدائی اور موت پر افسوس کرے۔ سورہ والناز عات ۷۹: موت کی خبر لانے والے فرشتوں کی قسم جو اللہ کا حکم لے کر مرنے والے کے پاس آتے ہیں اور ڈوب کر جھانک کر جسم کے اندر داخل ہوتے ہیں اور روح کو جسم کے

(۵۴)

رگ ریشوں سے چھڑا کر الگ کر کے روح کو باہر نکال لاتے ہیں اور فوراً کوئی دیر لگائے بغیر روح کو لپیٹ کر اوپر آسمانوں کی فضاؤں میں اڑتے تیرتے جلدی جلدی اوپر آسمانوں میں پہنچا دیتے ہیں۔ پھر اپنے اور کاموں میں مصروف ہو جاتے ہیں (آیات ۱ سے ۶)

(۱) وَالنَّازِعَاتِ غَرْاقًا ☆ قسم ہے موت کے فرشتوں کی جو روح کو جسم کے اندر سے کھینچ نکالتے ہیں۔

(۲) وَالسَّاسِیَاتِ نَسْطًا ☆ ایک ایک گرہ رگ و ریشوں سے الگ کر کے جسم کی پانچوں سے کھول کھول کر جدا کرتے ہیں۔

(۳) وَالسَّابِقَاتِ سَبَاقًا ☆ روح کو پہچاننے میں سبقت کرتے ہیں اور تیزی سے ہواؤں کی فضاؤں میں دوڑتے اور تیرتے تیرتے پہنچا دیتے ہیں کوئی دیر نہیں لگاتے۔

(۴) فَالسَّابِقَاتِ سَبَاقًا ☆ روح کو آسمانوں میں پہنچاتے ہیں۔ آسمانوں پر آواز دیتے ہیں تو پوچھا جاتا ہے کہ کون آیا ہیں۔ مرنے والے کی روح کا نام بتایا جاتا ہے۔ جواب ملتا ہے۔ ٹھہرو اعمال نامہ دکھاؤ جو ساتھ لائے ہو۔

(۵) فَالْمُدَبِّرَاتِ أَمْرًا ☆ اس پر فیصلہ ہوتا ہے اگر روزنی ہے تو دروازے آسمانوں کے کھول دئے جاتے ہیں اگر ہلکا ہے تو اس کو آسمانوں سے واپس لوٹا دیا جاتا ہے اور دروازے نہیں کھولے جاتے۔

روح پاک صاف ہلکی اور نرم و شفاف ہوتی ہے اس لئے اس کو رگ و ریشوں

کی بافتوں سے جوڑا جاتا ہے کہ جسم کی دیگر نجاست اور گندگی سے پاک صاف رہے ان میں گھل ملنے نہ پائے۔ روح انسانی جسم کے اندر خون کی شریانوں کے ساتھ پھرتی رہتی ہے۔ پاک و صاف خون جو دل بناتا ہے اگر وہ حلال جائیز کمائی کے لقمے سے تیار ہو تو جسم کے اندر دوڑتا ہوا خون بھی پاک و صاف ہوتا ہے اگر حرام ناجائز رشوت کی کمائی سے بنا ہے تو ناپاک اور نجس خون بنے گا اور وہ بھی آلودہ ہوتا رہتا ہے۔ ملائمت اور شفافیت ختم ہو کر بھاری بھر کم کثیف ہو جاتا ہے۔ موت کے وقت اس کو جسم سے باہر نکلنے میں دشواری ہوتی ہے اس لئے فرشتے اس کو اندر سے کھینچ کر نکالتے ہیں۔ سورہ الحدید والی سورت نمبر ۵۷ ہے۔ دنیا کی ساری مخلوقات جاندار اور بے جان ہر چیز اللہ تعالیٰ کی تسبیح اور ذکر اپنی اپنی زبانوں میں اپنے اپنے طریقوں سے صبح و شام کرتے رہتے ہیں۔ مثلاً درخت کھڑے ہو کر حیوانات رکوع کی حالت میں کیڑے مکوڑے سجدے کی حالت میں پہاڑ دریا زمین آسمان قعدہ کی حالت میں اس طرح سب کی نماز میں ایک ایک رکن نماز ادا کرتے رہتے ہیں۔ لیکن انسان سب سے اشرف اور اعلیٰ مخلوق اللہ کی ساری نعمتیں اس کو ملی ہیں مگر وہ اللہ کی عبادت نماز روزہ صدقہ و خیرات اور زکوٰۃ پر عمل نہیں کرتا۔ فجر کے وقت نیند پیاری ہے فجر کی اذان سنتا ہے غفلت اور لاپرواہی سے اپنی مرضی چلاتا ہے کیسا نافرمان ہو گیا ہے۔ اللہ کا ڈر اور خوف کچھ نہیں ہے۔ انسان کی تقدیر رزق حیات اور موت کے فیصلے اوپر آسمانوں میں ہو کر ہر روز صبح آسمانوں سے اُتار کر نیچے زمین پر پہنچا دیئے جاتے ہیں اور سونے والے اپنی قسمت اور تقدیر سے بے خبر سوتے پڑے رہتے ہیں۔ (آیت: ۳۰) پچھلی سورت الواقعہ ۵۶ میں موت کے وقت کی حالت کا منظر

دکھایا گیا تھا اس کو ذہن میں لاؤ اور دیکھو اس سورہ کی آیت میں فرمایا کہ موت کے وقت کی سختی تکلیف اور مصیبت کو اگر دور کر سکتے ہو یا اس میں کمی کرنا چاہو تو اللہ رب العزت نے صدقہ و خیرات اور مال کے خرچ کرنے کا طریقہ بتایا ہے۔ خیرات و صدقات موت کے وقت کی سختی اور تکلیف کم کر دیتے ہیں۔ اس سے گناہ معاف ہو جاتے ہیں ہمارے عذاب بیماریاں اور مصائب سب ہمارے خراب اعمال اور گناہوں کا نتیجہ ہوتے ہیں۔ اگر گناہوں سے بچیں تو دنیا کے عذاب دکھ اور بیماریاں بھی ہم کو نہیں آئیں گی۔ قرآن کی آیات اور چہانت کو غور سے پڑھو اس میں انسان کی بھلائی بہتری زندگی اور موت اور آخرت سب کے لئے آسانیاں رکھی گئیں ہیں۔ تم قرآن کی معلومات سے آنے والی غیب کی باتوں سے باخبر اور ہوشیار ہو سکتے ہو۔ مال کی محبت دولت اور روپیہ پیسہ کی حرص و لالچ آدمی کو اللہ کی یاد سے ذکر سے نماز سے صدقہ و خیرات سے غافل بنا دیتی ہے اور آدمی کا دل سخت پتھر ہو جاتا ہے دولت خرچ کرنا نہیں چاہتا۔ یہ لعنت ہے اس لئے ابتداء سے حکم ہے کہ دولت کو پاس مت رکھو۔ دولت کی حرص و لالچ میں دن رات نماز سے عبادت سے محروم ہو جاؤ گے دولت اتنی کماد کہ آرام اور آسائش سے پُر سکون زندگی رہے اس سے زیادہ دولت جو خرچ جائے وہ زکوٰۃ خیرات و صدقات دے کر دولت سے گناہ معاف کراؤ اور پھر بھی دولت بچے تو ضرورت مندوں کو قرض حسنہ دو۔ ان کی زندگی آسان بناؤ۔ اس سے آخرت کماد۔ موت کی سختی اور عذاب کو کم کراؤ۔ اللہ کا وعدہ ہے کہ وہ موت آسان کر دیگا۔ آخرت کا ثواب زیادہ کر دے گا۔ قرض حسنہ کا اجر دو گنا اور تین گنا بڑھا کر واپس کرے گا۔ اس کا بہت بڑا درجہ اور اجر و ثواب

(۵۷)

ہے۔ روز قیامت ایمان کا نور دل کے اندر اور نمازوں کے سجدوں کا نور پیشانی کے سجدوں کے نشانات سے چمکنے لگے گا جب چاروں طرف اندھیرا ہی اندھیرا ہوگا کچھ نظر نہیں آئیگا لیکن ایمان والوں کا نور ان کو دائیں اور بائیں اور سامنے روشنی دکھاتا راستہ بناتا رہیگا اور جنت کے باغوں کو وہ دور سے دیکھ سکیں گے اور اپنی راہ خود بنا لیں گے یہ مخلص اللہ کے بندوں کے لئے ہوگا۔ جو منافق مرد اور عورتیں، جو ریا کاری کی دکھاوے کی نمازیں پڑھتے تھے کبھی پڑھی اور کبھی چھوڑ دی۔ ناغہ کرتے، بے وقت نمازیں جن میں خشوع و خضوع یکسوئی اور توجہ نہیں۔ اس طرح نمازیں پڑھتے کہ سر کے اوپر سے ایک بوجھ نکال کر پھینک دیتے ہیں نماز کا فائدہ نہیں ہوگا اور نہ روز قیامت نور ایمان ان کو ملے گا۔ (آیات ۱۲-۱۳-۱۴)

لوگوں کو زندگی کی بھرپور نعمتیں ملیں اور آرام و آسائش کی زندگی گزارنے لمبی اور طویل عمریں پائیں وارث ملے دولت و جائیداد اور خوشحالی ملی اس کے باوجود اللہ سے غافل اور نافرمان ہے اللہ کے احکامات کے خلاف عمل رکھا، نیکی کے کوئی کام نہیں کئے ایسے لوگوں کے لئے قرآن شکایت کرتا ہے اور سوال کرتا ہے۔

کیا ابھی ان لوگوں کے لئے وہ وقت نہیں آیا جو انہیں غفلت سے نکالے اور ان کے دل اللہ کی یاد سے اللہ کے ذکر سے غافل رہے۔ نماز پڑھے اور نہ قرآن پڑھے، حق کی بات سنیں اور سمجھیں اپنی آخرت سنواریں یہ ان لوگوں کی طرح نہ عمل کریں جو یہودی اور عیسائی اہل کتاب کا عمل ہے جو دولت کی ریل پیل اور خوشحالی میں اللہ سے اور دین سے دور ہو گئے اور ان کے دل سخت پتھر ہو گئے یہ مسلمان بھی ان کے نقش قدم پر چلے لگیں

دیکھو جان رکھو! یہ دنیا ہی سب کچھ نہیں ہے جو تم اس سے دل لگائے بیٹھے ہو۔ یہ زندگی بہت مختصر ہے اور دنیا دھوکا اور فریب ہے اس زندگی کے بعد ایک دوسری ہمیشہ ہمیشہ کی رہنے والی زندگی ہے آخرت جو مرنے کے بعد آنے والی ہے اس پر ایمان اور یقین رکھو۔ مثال یہ بالکل ایسی ہی ہے جیسے بخر خشک اور مری ہوئی زمین ہارش کے بعد دوبارہ زندگی لے کر سرسبز و پھری بھری شاداب زندہ پھل پھول لے کر دوبارہ آتی ہے اس مثال کو سمجھو آخرت کی زندگی کا یقین کرو۔ خیرات و صدقات کی اہمیت کو جان لو۔ جو مرد اور عورتیں زندگی میں خیرات و صدقات زیادہ کرتی ہیں ضرورت مندوں کو بلا سود بغیر نفع کے لالچ کے احسان اور شکر کی پرواہ کئے بغیر قرض حسد دیتی ہیں کہ ان غریبوں کی غربت میں اولاد کی پرورش میں آسانی و سہولت کے لئے قرض دیتی ہیں ان کا اللہ کے ہاں بہت بڑا اجر ہے ان کی زندگی اور موت میں اللہ آسانیاں اور سہولتیں پیدا کر دیتا ہے اس کا اجر و ثواب بہت زیادہ ہے (آیت ۱۷-۱۸) جان لو دنیا دھوکا اور فریب ہے۔ کھیل اور تماشہ دن رات ہوتا رہتا ہے۔ آنکھوں کو اچھا معلوم ہوتا ہے اس کی دلچسپی میں عبادات نماز نیکیاں اچھے کام صدقات و خیرات سب بھولے جاتے ہیں۔ وقت برباد ہوتا رہتا ہے اگر بیوی بچوں کی فرمائشات میں ان کے بازاروں کی رونق میں سیر و تفریح سیر و سیاحت زندگی میں عمر کا بہترین وقت ضائع ہوتا ہے۔ بچوں کی تربیت اور نشوونما میں دنیا زیادہ پسند آنے لگی ہے نیکیوں کا وقت نہیں ملتا لیکن کب تک ایک وقت ایسا بھی آتا ہے کہ بال بچے اور دنیا کی رونق ساتھ نہیں دیتی۔ وقت بے اعتبار ہے لمبی عمر زمانہ کا انقلاب حالات کی رفتار سب کچھ بدل کر رکھ دیتا ہے پھر تنہائی کا عالم ہوتا ہے مصیبت مشکل میں کوئی

ساتھ نہیں دنیا سب اپنی اپنی مصروفیتوں اور مشغولیتوں میں زمانہ ساز بن جاتے ہیں۔ جس طرح کھیتی خشک بنجر اور بے رونق ہو جاتی ہے یہ زندگی کا حال بھی اسی طرح بے رونق کمزور اور لاچار قومی مصلح، دکھ درد اور بیماریاں اور انتہائی تنگدستی ساتھ ہو جاتی ہے۔ اس مثال میں غور کرو۔ بڑھاپے کی کمزوری اور لا چاری میں عبادت بھی پوری طرح نہیں ہو سکتی۔ قومی مصلح و کمزور بیماری اور مجبوریاں، کمزوریاں، زندگی کے آخری حصے میں زیادہ ہوتی ہیں۔ کس طرح آخرت کی مغفرت کماؤ گے؟ اصل عبادت و ریاضت اور نیکیاں کمانے کا بہترین وقت اور عمر جوانی کی بھرپور طاقت اور قوت کے دور کی بات ہوتی ہے اس وقت کو ضائع مت کرو۔ قیمتی وقت فضولیات میں صرف کرو گے تو آخرت کھودو گے یہ دنیا متاع الغرور ہے۔ غرور و گھمنند دولت و جاہید اور اقتدار اولاد سب کام نہیں آئیں گے۔ ایمان و یقین، خوف خدا، نیکیاں، عبادات، زکوٰۃ، خیرات، صدقات اور نیک اعمال کام آئیں گے۔ یہ اللہ کا فضل و کرم کہ ہدایت مل جائے اور نصیحت و وقت پر ملے اور نیکیاں زیادہ جمع ہو جائیں۔ اللہ کی ہدایت اگر چہن جائے تو پھر محرومی زندگی بھر کی ہوگی۔ ہدایت ان کو ملتی ہے جن کے دل نرم صاف اور شفاف ہوتے ہیں۔ اللہ کا ڈر اور خوف دل میں رکھتے ہیں۔ اللہ کو ہر وقت راضی خوش رکھنے کی فکر میں ہوتے ہیں۔ (۲۱-۲۲) زندگی میں کبھی مصیبت تکلیف اور آزمائش کے امتحان ہوتے ہیں کبھی بیوی اور بچے کبھی ماں باپ بھائی اور بہن کبھی دوست رشتہ دار آزمائش اور امتحان بن جاتے ہیں۔ ان کے ساتھ سلوک میں بڑے بڑے تجربے آزمائش دکھ درد اور تکلیف اٹھانی پڑتی ہے۔ اس میں صبر کرو، ہمت سے برداشت کرو، اللہ سے رجوع رہو، شکایت

(۶۰)

وہنکوہ کسی سے مت کرنا اللہ سے سب کچھ عرض کرنا اللہ سے مدد و استعانت چاہنا اس کا صحیح طریقہ نماز عبادت ذکر اذکار اور تلاوت قرآن ہیں۔ خود کو مصروف کر لو سب سے الگ رہو کسی سے واسطہ مت رکھو صبر کرو خاموش ہو جاؤ مصیبت تکلیف بیماری ڈکھ درد اللہ ہی ڈور کرتا ہے۔ اسی سے مدد لو اسی کو پکارو اسی کو یاد کرو۔ اللہ اپنے نیک متقی یاد کرنے والوں کی ہر وقت مدد کرتا ہے ان کی مصیبت اور ڈکھ درد بیماری میں شفاء صرف اللہ کے پاس ہے اللہ کے بندے بن جاؤ پھر اللہ تمہارا مولیٰ مددگار بن جاتا ہے۔

زندگی امتحان ہے جو کچھ ملے لے لو۔ جو نہ ملے شکایت مت کرو صبر کرو جو کچھ پاس ہے اور اختیار میں اور ہاتھ میں ہے اسی پر صبر و قناعت کرو زیادہ کی حرص اور لالچ مت کرو اگر کچھ زیادہ ملے تو اس پر فخر و غرور گھمنڈ مت کرو اللہ کا شکر ادا کرو اس میں سے دوسروں کو دیتے رہو خیرات و صدقات اور قرض حسنہ سے اپنی آخرت کا ثواب زیادہ کرو نیک کام میں دولت خرچ کرو تاکہ صدقہ جاریہ تمہاری زندگی کے بعد بھی باقی رہے۔ لوگوں کے کام آؤ لوگ اچھے نام سے یاد رکھیں (ایات ۲۲-۲۳)

نور ایمان

قرآن نے جگہ جگہ نور کا ذکر کیا ہے۔ ایمان کا نور ذکر و اذکار کا نور نماز کے سجدوں کا نور جو چہروں سے نپکتا ہے سجدوں کے نشانات جو پیشانی پر جم جاتے ہیں اور روز قیامت اندھیروں میں وہ مومنوں کو راستہ دکھائے گا اور ایمان کا نور آگے اور پیچھے دائیں اور بائیں اور ساتھ ساتھ چلے گا۔ ذکر اور اذکار کا نور ہر وقت ذاکر کے جسم کے

ساتھ ایمان کے ساتھ لگا رہتا ہے جب تک زبان سے دل سے ذکر اللہ ہوتا رہتا ہے نور اس کے ساتھ ہوتا ہے فرشتے اس کی نگرانی کرتے رہتے ہیں۔ سورہ نور ۲۴ اور سورہ ابراہیم ۱۴ کی آیات میں اس کی صراحت آتی ہے۔ کلمہ طیبہ کا نور شجر طیبہ کے نام سے سورہ ابراہیم کی آیات میں بیان ہوئی ہیں اس کا نور زندگی میں بھی اور قبر کے اندر بھی دونوں جگہ ساتھ رہتا ہے۔ بل صراط کے راستے میں روز قیامت کے ذکر میں قرآن کا ارشاد ہے۔ اَوْضُنْ كَانْ مَيْتًا فَاحْيِنَا ۗ وَجَعَلْنَا لَهُ نُورًا يَمْشِي بِهِ فِي النَّاسِ كَمَنْ مِثْلَهُ لِي اِظْلَمَاتْ لَيْسَ بِخَارِجٍ مِنْهَا (سورہ انعام ۶ رکوع ۱۵)

ایسا شخص جو پہلے مردہ تھا یعنی گمراہی میں تھا پھر ہم نے اس کو مسلمان بنا کر زندہ کیا۔ کلمہ طیبہ پڑھایا اس کے معنی سکھائے اس کے اندر ایمان کا ایسا نور پیدا ہوا کہ وہ حق الیقین کے ساتھ چلتا پھرتا زندگی گزارتا رہا اور نور ایمان اور نور یقین اس کا یقین کامل بن گیا اور وہ متقی صالح مومن بن گیا۔ کیا ایسا شخص اس شخص کی طرح ہو سکتا ہے جو ایمان سے خالی اور گمراہوں میں چلا گیا اور اس سے کبھی نکل ہی نہ سکا۔ کیا یہ دونوں ایک دوسرے کے برابر یا مساوی ہو سکتے ہیں؟ حضور ﷺ نے نور ایمان کے اضافہ کے لئے دُعائیں سکھائی ہیں تاکہ انسان کے جسم کے اندر اس کی زبان آکھ کان ہونٹ دل و دماغ ذہن اور حافظہ نفس مطمئنہ کے اندر نور ایمان سما جائے اور پیوست رہے۔ ہڈیوں میں گوشت میں اس کا اثر سرایت کر جائے وہ سراپا نور مجسم و نور ایمان بن جائے اس کی روح ہلکی اور نرم ہو کر وقت نزع آسانی سے نورانی چادر اوڑھ کر نکلے اور فرشتے موت کے اوپر ہلکی روح کو آسمانوں میں پہنچائے اور یہی نور مرنے والے کی مردہ لاش کے

چہرے پر قبر کے اندر رہیگا اور روز قیامت ان کے چہروں سے چمکے گا۔ قرآن کی ۵۰ ویں سورت ق کی ابتدائی آیت میں ارشاد ہوتا ہے ہم جانتے ہیں کہ قبر کی مٹی مردے کی لاش کو کس قدر کھا جاتی ہے اور کیا بچا کر چھوڑ دیتی ہے اس کا سارا حساب و کتاب پہلے سے ہمارے پاس کتاب مبین میں محفوظ ہے۔ اس آیت کی تشریح بھی نور ایمان سے ہوتی ہے، قبر کی مٹی گوشت پوست اور ہڈیوں کو کھا کر چورہ چورہ ذرات میں تحلیل کر کے مٹی سے مٹی مل جاتی ہے۔ مادی اعضاء فنا ہو جاتے ہیں اجزاء ہوا میں منتشر ہو جاتے ہیں مگر جو باقی بچ رہتا ہے جو ایت میں ذکر ہے مٹی نہیں کھاتی یہی وہ نور ایمان ہے جو معرفت الہی کا ایمان نمازوں کی پابندی اور مسجدوں کا نور یقین کامل کا نور اسی سے قبر کی تاریکی منور ہو جاتی ہے۔ ذکر تصوف کا اصل اصول یہ ہے جو تمام صوفیائے کرام کا اس پر اتفاق اور رائج ہے کہ مراقبہ کی حالت میں ذکر اور اذکار سے نور کا ہالہ پیدا ہوتا ہے جس کی رسائی اوپر آسمانوں تک ہوتی رہتی ہے اللہ کی معرفت کا دروازہ کھل جاتا ہے اور راست نور الہی سے فیض یاب ہوتے ہیں اللہ کے ہاں کسی چیز کی کوئی کمی نہیں ہے۔ یہی نور ایمان مردے کو قبر میں جگاتا ہے، کلمہ لا الہ الا اللہ کا نور ہر وقت اس کے ساتھ ہوتا ہے اللہ کی رحمت اس کے قریب رہتی ہے۔ حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ آدمی جس حالت میں مرتا ہے اس کی روح قبض ہوتے وقت اس کے دل کے اندر کی جو حالت ہوتی ہے اور زبان سے جو جاری ہوتا ہے جس کو وہ یاد کرتا اور پکارتا ہے وہی کلمہ وہی بات قبر کے اندر رہیگی اور دوبارہ زندگی پاتے وقت اس کی زبان سے نکلے گا۔ اسی حالت میں وہ دوبارہ زندہ ہوگا وہی کلمہ وہی بات دہرایگا۔ اس لئے اس وقت مرنے والے کے سراپنے آخری وقت بیٹھ کر کلمہ لا الہ الا اللہ پڑھتے

رہتا کہ مرنے والے کو بھی کلمہ یاد آجائے۔ اس کے فیض اثر سے اس کی زبان سے بھی کلمہ جاری ہو جائے۔ یہ ایمان کی موت ہوگی کلمہ طیبہ والے صاحب ایمان کا ورثہ اس کا دن رات کا وظیفہ جو اس کی قبر میں آخرت میں اس کی شفاعت کا ضامن ہوتا ہے۔ ان اللذین قالو ربنا اللہ ثم استقاموا تنزل علیہم الملائکة الا تخافوا ولا تحزنوا وابشروا بالجنة التي كنتم توعدون (ایات ۳۰-۳۱-۳۲ سورہ حم السجدہ ۴۱) فرشتے آسمانوں سے اللہ کی طرف سے خوشخبری اور وعدہ لے کر اترتے ہیں اس بندے پر جو اس آیت کا نمونہ بن جاتا ہے موت کے وقت قبر کے اندر اور آخرت میں اس کی شفاعت، بخشش اور معافی کا وعدہ کرتے ہیں۔ یہ مقام حاصل کرو کلمہ کا ذکر جاری رکھو۔

مرنے کے بعد جب مردہ قبر میں اتارا جاتا ہے تو فرشتے قبر کے اندر اس سے پوچھتے ہیں۔ تیرا ایمان کیا ہے؟ دین کیا ہے؟ حضرت بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت عباس نے ان سے سوال کیا اس بارے میں تو آپ نے رسول اللہ ﷺ کے حوالے سے بتایا کہ ایمان قبر میں ساتھ لیجاؤ نجات اور بخشش کے کام آتا ہے۔ ایمان کی قوت اور فضیلت مردے کے ساتھ ہر وقت رہتی ہے۔ جس کی موت ایمان کے ساتھ ہوتی ہے احادیث میں ذکر ہے کہ مرنے والے کے چہرے پر پسینہ آیا ہوا ہوتا ہے اور چہرہ زرد ہو جاتا ہے۔ اگر ایمان کی موت کی طلب اور خواہش ہو تو پانچ اوقات کی مسلسل پابندی رکھو، مغرب کی نماز کے ختم ہونے پر دو رکعت نماز نفل ایمان کی تقویت کی نیت سے ادا کرو۔ صلوٰۃ البروج تقویت ایمان کراتی ہے سورہ الفاتحہ کے بعد پہلی رکعت میں سورہ البروج ۱۸۵ اور دوسری میں بعد سورہ الفاتحہ سورہ احد سورہ قلم اور

(۶۳)

سورہ الناس پڑھو۔ علماء اور اولیاء نے لوگوں کو اس کی ہدایت کیا کرتے تھے اور وہ خود بھی اس نماز کا روز آہ اہتمام کیا کرتے تھے۔ بزرگان دین کو تلاش کروان کی صحبت میں رہو۔ ان کے پاس ولایت کامل ہوتا ہے اس سے مومن کے ایمان اور درجات بلند ہوتے رہتے ہیں ان کے متعلق قرآن کا ارشاد ہوتا ہے۔ **اللَّهُ وَلِيُّ الَّذِينَ آمَنُوا يُخْرِجُهُم مِّنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ**

اللہ تعالیٰ ایمان کی روشنی رکھنے والوں کو ہدایت کی روشنی دکھاتا رہتا ہے اور یہ روشنی ولایت احسان کی ہوتی ہے جس میں غیر کا مشاہدہ حق کرایا جاتا ہے کشف و کرامات کے عالی مقامات ان کو حاصل ہوتے رہتے اور یہ منازل ان کی نیک مجلسوں اور صحبتوں میں معرفت طریقت اور حقیقت کی کیفیات میں نظر آتے رہتے ہیں ان کیفیات کا اثر دل پر ایمان کی ولایت اور احسان سے فیض یاب ہوتے رہتے ہیں۔ سورہ ۵۰ کی پہلی آیت ۴ میں فرمایا گیا کہ مومن کی مردہ لاش کو جب قبر میں اتارا جاتا ہے تو قبر کی مٹی اس کی مردہ لاش کو نہیں کھاتی بلکہ محفوظ کر دیتی ہے۔ اس میں نور ایمان کی طاقت ہوتی ہے اور ایمان کو قبر ہاتھ نہیں لگاتی، کیونکہ یہ اوپر کتاب مبین میں محفوظ رہتا ہے اس مٹی کی کیا مجال اس کو کھا جائے۔ ہاں جن مردہ لاشوں میں ایمان اور یقین نہیں ہوتا وہ مردہ خاکی جسم قبر کی امانت میں ہوتے ہیں مٹی مٹی کو کھا جاتی ہے کچھ بچا کر نہیں چھوڑتی۔ خاک کا ڈھیر قبر میں رہتا ہے ایمان نہیں ان پر قبر کا عذاب ہوتا ہے۔ سورت ق موت کی ساری کیفیت بیان کر دیتی ہے۔ موت کے وقت مرنے والے کی جان پر کیا گذرتی ہے۔ اللہ کا ارشاد ہوتا ہے کہ ہم اس وقت مرنے والے کی شہ رگ سے بھی قریب وہاں موجود ہوتے ہیں

مرنے والے کی حالت کو دیکھتے رہتے ہیں۔ (ایت ۱۶-۱۷) کو غور سے پڑھو، موت کے وقت مرنے والے کی زبان پردل میں کیا کیفیت گذرتی ہے اس کا اندازہ کسی کو نہیں ہوتا صرف مرنے والا ہی خوب جانتا ہے۔ مرتے وقت آدمی کو وہی یاد آتا ہے جس کا زندگی بھر اس کا تعلق اور گہرا واسطہ رہا ہے۔ مثلاً جو شخص کاروباری زندگی بھر کی لین دین میں مصروف رہا مرتے وقت اپنے کاروبار لین دین کو یاد کرے گا۔ روپیہ اور دولت کی محبت زیادہ تھی تو اس کو یاد کرے گا۔ بیوی بیٹے، بیٹی سے دلی رغبت و محبت تھی تو اس وقت اس کو نام لے کر یاد کرے گا۔ پوچھے گا وہ کہاں ہے دنیا کی محبت جس قدر ہوگی اسی قدر دنیا کو یاد کرے گا آخری دیدار ان کا کرنا چاہے گا ان کے لئے موت کا وقت سکرات کے عالم کی سختی کو دور کرنے کے لئے قرآن تجویز کرتا ہے کہ زندگی میں خیرات اور صدقات دیتے رہنا۔ فرض حسد دیا کرنا اس سے موت کے وقت جان کنی کے عالم میں سہولت اور آسانی پیدا ہوتی ہے فرمایا گیا: **وَإِنْفَقُوا مِمَّا رَزَقْنَاكُمْ مِنْ قَبْلِ أَنْ يَأْتِيَكُمْ الْمَوْتُ فَيَقُولُ رَبِّي لَوْلَا أَخَّرْتَنِي إِلَيَّ أَجَلٌ قَرِيبٌ** (سورہ المنافقون ۲۳- ایت: ۱۰)

ترجمہ جو کچھ اللہ نے تم کو حلال مال دیا ہے اس کو نیک کاموں اور خیرات و صدقات زکوٰۃ میں دیتے رہو تا کہ موت کے وقت کی سختی اور سکرات کے عالم کی تکلیف کم ہو۔ موت کے وقت آدمی ضرور پہچانتا ہے اور دل میں کہتا ہے کہ اے کاش! مجھے تھوڑی سی مہلت اور ملتی اور میں ایک بار خیرات صدقات دے کر نیک لوگوں میں شامل ہو جاتا۔ اس کے بعد کی دوسری سورت التائبین ۲۴ میں بھی اس طرح کی ایت آتی ہے دنیا کی زندگی میں بیوی بچے اور رشتہ داریاں سب فتنہ و فساد کی آزمائش بن جاتے ہیں

آخرت سے موت سے غافل کر دیتے ہیں۔ آخرت بہت بڑی چیز ہے اس کو بچاؤ اس کی فکر کرو خیرات و صدقات دیتے رہو۔ قرض حسد دیا کرو۔ بخل اور کجوسی سے ہاتھ روکے رکھو یہ موت کی تضحیٰ کو کم کرتے ہیں، قبر کے عذاب کو دور کرتے ہیں اللہ نے اس کا وعدہ کیا ہے (ایت ۱۶-۱۷) آیات ۸۲ سورہ واقعہ میں موت کے وقت کی حالت کو بیان کیا گیا ہے۔ موت کے فرشتے جب روح قبض کر کے جسم سے کھینچ نکالتے ہیں تو روح حلق کے اندر آ کر اٹک جاتی ہے۔ جاگنی کا عالم بڑا عجیب ہوتا ہے اس کو مرنے والا ہی خوب جانتا ہے یا پھر اللہ بہتر جانتا ہے کہ کیا تکلیف ہوتی ہے اس وقت کی بیکسی کی حالت اس کے قریب کے لوگ دیکھتے ہیں اور کچھ کر نہیں سکتے۔ بندہ چونکہ اللہ کا محبوب ہے اس کا قرآن پڑھنے والا۔ اس کی آیات میں غور کرنے والا ان پر عمل کرنے والا ہوتا ہے۔ دن رات اللہ کی یاد اس کے ذکر میں مشغول رہتا ہے اللہ سے اس کا رشتہ قریب ہوتا ہے اس لئے اس وقت بیکسی اور جان کنی کے عالم میں خود اللہ وہاں اس کے پاس موجود ہوتا ہے کہ یہ اللہ کو زندگی بھر یاد کرنے والا تھا۔ اللہ اس کے شرگ سے بھی قریب ہوتا ہے اپنے بندہ کو دیکھتا اور سنتا ہے لیکن اللہ کو کوئی نہیں دیکھ سکتا۔ بندہ اللہ کا ذکر اسکی یاد کرنے والا ہوتا ہے اس لئے اس جان کنی کے وقت بھی اس مرنے والے کے منہ میں لا الہ جو زندگی بھر اس کی زبان سے جاری رہتا تھا وہی کلمہ اس وقت بھی آخری کلمہ ہوگا اور یہ مومن کے ایمان کی روشنی اور نور ایمان کا اثر ہوتا ہے کہ مرتے وقت زبان پر کلمہ لا الہ جاری ہوتا ہے اور جو کلمہ آخری سانس کے وقت مرنے والے کی زبان سے ادا ہوتا ہے وہی اس کا ورد زبان آخری وقت تک قبر میں بھی جاری رہتا ہے اور جب روز قیامت قبر کی مٹی اس کی روح پر واز سے

دوبارہ ملا کر حیات بعد الموت کے وقت قبر سے مردے زندہ اٹھائے جائیں گے تو یہی کلمہ آخر اس وقت بھی اس کی موت کے وقت زبان پر تھا وہ یکا یک دوبارہ جاری ہو جائیگا اور وہ زندہ ہو کر اٹھنے والا وہی آخری کلمہ دھراتا ہوا قبر سے اٹھے گا۔ حضور ﷺ نے حدیث قدسی میں ارشاد فرمایا تھا کہ لوگو! مرنے والے کی عبادت کو جایا کرو۔ مرنے والے کے قریب بیٹھ کر اس کو تلقین کرو کہ وہ اللہ کو یاد کرے لا الہ پڑھتا رہے اگر مرنے والا یہودی وغنودگی اور سکرات کے عالم میں ہے تو وہ سنتا ہے اس کے کان کے قریب جا کر آہستہ آہستہ کلمہ لا الہ پڑھتا کہ وہ سن لے اور سن کر اس کے دل کے اندر کی آواز بھی وہی کلمہ دھرائے اس سلسلے میں حدیث میں آنحضرت ﷺ کا ایک واقعہ درج ہوا ہے۔ حضرت عبداللہ بن عبادہ مکہ کے سردار قبیلہ تھے ایمان لائے ہجرت سے پہلے اور ہجرت کے بعد معرکہ جنگ بدر میں شہید ہوئے اور بستر مرگ پر چلے گئے۔ حضور ﷺ ان کی عبادت کو جایا کرتے تھے۔ جب ان کی موت کا وقت قریب آیا تو حضرت عبداللہ بن عبادہ نے حضور ﷺ کو بلا بھیجا آپ ان کے پاس تشریف لائے ان کو تسلی دی اور ان سے کہا کہ اللہ کو زیادہ یاد کرے۔ یہ کہتے ہوئے ان کی روح پرواز ہو گئی۔ حضور ﷺ ان کی میت کے ساتھ دفن کے وقت موجود تھے۔ جب قبر میں اتارا جا رہا تھا تو لوگوں نے دیکھا کہ حضور ﷺ نے یکا یک کھڑے ہوئے آنکھیں میچ لیں اور پھر تھوڑی دیر کے بعد کھول لیں۔ دفن کے بعد فاتحہ ایصالِ ثواب کے بعد سب واپس ہوئے۔ پروانہ شمع رسالت اپنے آقا کی ایک ایک بات غور سے سنتے تھے اور ان سے پوچھتے رہتے کہ اس کا سبب اور اس کی حقیقت کیا ہے۔ چنانچہ اس موقع پر آپ نے صحابہ رضی اللہ عنہم کے پوچھنے پر بتایا

کہ جب مردے کو قبر کے اندر رکھا جاتا ہے تو قبر اس کو دونوں طرف سے زور سے دبا لیتی ہے اور مردہ کی ہڈی پسلی چور چور کر کے چھوڑ دیتی ہے۔ یہ وہ منظر تھا جس پر حضور ﷺ نے آنکھیں میچ لی تھیں۔ ایسے جلیل القدر صحابی جنگ بذر کے زخمی اور حضور ﷺ کی وہاں موجودگی پر قبر کا عذاب مردہ لاش پر جب ہوتا ہے تو عام آدمی کی کیا کیفیت ہوتی ہوگی جو قبر میں رکھا جاتا ہے۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اگر میں لوگوں کو بتا دوں کہ قبر کا عذاب قبر کے اندر کیا ہوتا ہے تو پھر مردے کو قبر میں اتارنے کے لئے وہاں کوئی موجود نہ ہو اور مردہ کو قبر کے باہر چھوڑ کر لوگ بھاگ نکلیں۔ اللہ کے مقرب بندے نیک صالح عمل کرنے والے متقی بندے جنہیں قرآن سے صبح و شام تعلق جزا رہتا ہے صبح و شام اللہ کی یاد اور ذکر میں مشغول رہتے ہیں وہ اللہ کے بندے ہوتے ہیں ان کی موت کے وقت موت کے فرشتے ان کی روح آرام سے قبض کرتے ہیں کہ یہ اصحاب الیمین اللہ کے محبوب اور پسندیدہ بندے ہوتے ہیں۔ ان کی موت پر سلام کرتے ہیں فرشتے ان کو خوش آمدید کہتے ہیں۔ اگر اللہ کے نافرمان اور اللہ کے کلام کے انکار کرنے والے اور آخرت کو حیات بعد الموت کے جھٹلانے والے جو اپنے آخری انجام موت کے بھولنے والے ہوتے ہیں گمراہ بھٹکے ہوئے لوگ تو ان کی موت بڑی تکلیف اور عذاب کی ہوتی ہے۔ قبر کا عذاب بھی سخت اور دوزخ کی آگ ان کے لئے کھول دیجاتی ہے یہ باتیں قرآن کی آیات بیان کرتی ہیں جو حق اور سچ ہے۔ اس کا ایمان اور یقین کرو اور اللہ کے بندے بن جاؤ اللہ کو ہر وقت یاد کرنے والے اس کے نام کی تسبیح پڑھتے رہتے ہیں موت کے وقت بھی یاد کرتے ہیں۔ فَقَرِّ وَالِيَّ اللَّهُ انِّي لَكُمْ مِنْهُ نَذِيرٌ مُّبِينٌ (آیت: ۱۰: سورہ ق)

دوڑو اللہ کی ہدایت نصیحت کی طرف اس کے قرآن کے احکامات کی تعمیل و تکمیل کرو۔ اللہ کی بات مان لو۔ دوسری آیت۔ چھوڑ دو ان لوگوں جو دنیا کی حرص و طلب اور لالچ میں دنیا کے کھیل تماشے اور لغویات و بہودگی میں اپنی زندگی گزارتے ہیں اور ایسے غرقِ تعیشات ہیں کہ انہیں اپنی زندگی کے انجام اور موت کا کبھی خیال نہیں آتا کہ ہم کس طرف جا رہے ہیں۔ اللہ کی بات مانو۔ قرآن کے حکم پر چلو۔ وہی سیدھا راستہ ہے جس پر رسول اللہ ﷺ اور ان کے صحابہ کبار نے اختیار کیا اور آنے والی نسلوں کو نمونہ عمل بنا کر پیش کیا ہے۔ جس نے دنیا کی کھیتی تیار کی اور دنیا کے فائدے کی کھیتی کی فصل کاٹی دنیا اس کی ہے اسی میں مگن اور خوش ہے آخرت میں اس کے نصیب اور مقدر میں کچھ نہیں ہوگا۔ (سورہ والذاریات: ۵ آیت ۵۰) مَنْ كَايَسُ بَدُ حَرَتْ الدُّنْيَا نَوْتَهُ مَنَهَا وَمَا لَآ فِي الْآخِرَةِ مِنْ نَصِيبٍ مَن كَانَ يَرْسُدُ حَرَتْ الْآخِرَةَ نَزَدَلَهُ لَهَا حَسْرَةٌ..... جو اپنی آخرت کی زندگی سنوارنے کی فکر اور کوشش کریگا وہ آخرت کی ہمیشہ ہمیشہ زندگی کا آرام پائیگا۔

حضور ﷺ کا ارشاد ہے۔ موت کو ہر وقت سامنے رکھو، موت کو یاد کرتے رہو، موت سے غفلت اور بھول اور بے رخی آدمی کو بازاروں میں لئے گھومتی اور گناہوں کی ترغیب دیتی رہتی ہے۔ تنقہ المومن الموت آپ کا ارشاد گرامی ہے۔ دنیا مومن کے لئے قید خانہ ہے، ناپسندیدہ جگہ ہے، کھلی جیل ہے، دنیا دکھوں اور رنج و تکلیف اور بیماریوں اور پریشانیوں سے بھری آماجگاہ ہے۔ قدم قدم پر امتحان ہیں۔ کبھی بیوی بچے امتحان لیتے ہیں، کبھی ماں و باپ بہن اور بھائی رشتہ دار آزمائش بن جاتے ہیں، دنیا ایک کھیل ہے ہر قسم

(۷۰)

کے کرداروں سے سامنا اور سابقہ رہتا ہے۔ ہر شخص اپنی سوچ، مزاج اور عمل و گفتار میں مختلف ہے۔ مختلف چہرے ہیں شیطانی دوسے ہیں۔ دل میں ہزاروں خواہشات اور آرزوئیں پل رہی ہیں۔ جی ہر وقت لپچاتا اور مچلتا رہتا ہے۔ دین اور خوف خدا اندر سے روک لگاتا ہے خبردار کرتا ہے موت کو یاد کرو۔ آخرت کی فکر کرو اس کو خراب مت کرنا، موت اور آخرت ہی کی فکر اور خیال انسان پر قابو کر لیتا ہے اس لئے موت کو مت بھولو۔ موت کی فکر اس کی تیاری رکھو اس نامراد زندگی کا کوئی بھروسہ نہیں ہے نہ معلوم کب دغا دے جائے۔ حضور ﷺ ایک مرتبہ مسجد نبوی کے سامنے سے گذر رہے تھے دیکھا کچھ نوجوان بیٹھے باتیں کر رہے تھے اور تہقہ لگا رہے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی آواز سن کر وہاں ٹھہر گئے۔ فرمایا موت کو یاد کرو گے تو سارے تہقہ بھول جاؤ گے سب خوشیاں بھاگ جائیں گی۔ تہقہ مت لگاؤ۔ روز قیامت اعمال کا محاسبہ ہوگا۔ اعمال کا ایک ایک حصہ ریکارڈ پر محفوظ لکھا ہوا فرشتوں کے پاس موجود ہوگا۔ اس کی گواہی اور ثبوت کے لئے انسانی جسم کے اعضاء اس دن گواہی دیں گے کہ جن کے ذریعہ اعمال سرزد ہوئے تھے انسان کی ظاہری اعضاء آنکھ، ناک، کان، زبان، ہاتھ اور پاؤں ان سب کو زبان دی جائیگی کہ وہ بولیں بیان کریں کہ انہوں نے کیا کیا اچھے اور بُرے گناہوں کے کام انجام دیئے تھے۔ (ایت ۳۶ بنی اسرائیل اور ایت ۲۳ سورہ نور)

انسان کی زندگی اور موت اور موت کے بعد قبر کی انتظار والی زندگی اور روز قیامت کے دن قبر سے مردہ لاش کو دوبارہ زندگی عطا ہوگی۔ اس کی اصلی روح آسمانوں سے واپس لا کر قبر کے مردہ جسم میں داخل کر دی جائیگی اور دوبارہ زندہ انسان قبر کے اندر

سے نکل کر میدان حشر میں اللہ کی عدالت میں پیش ہوگا۔ یہ فلسفہ حیات بعد الموت کا قرآن نے آیات ۴۹ سے ۵۳ سورہ بنی اسرائیل میں بیان کیا ہے اسکی مثال یہ دی کہ ہم اس دنیا کے معاملات میں مادی اشیاء کو توڑ جوڑ کر چورا چورا کر کے اس سے دوبارہ جو چاہے شکل کی وہی چیز یا کوئی اور چیز مشین کے ذریعہ (ری سائیکل کر کے) بنا لیتے ہیں اسی طرح روح اور جسم جو مادی ہے روح اللہ کی امانت ہے دونوں مل کر وہی اصلی انسان قبر سے برآمد ہو جائیگا اور اپنا محاسبہ کرائے گا۔ اس سورت بنی اسرائیل ۱۷ کی آیات میں احکامات آئے ہیں۔ روحانی قوت کو تازہ اور برقرار رکھو اس کے لئے نماز کی وقت کے ساتھ پابندی اور پاکیزگی طہارت اور تقویٰ اختیار کرو۔ قرآن کو روز آندہ پڑھتے رہو اس کی آیات میں غور کرو سمجھو اور ان پر عمل کرو۔ قرآنی احکامات کی شریعت والی زندگی گزارو۔ نماز کا راتوں کے وقت جب تنہائی اور خاموشی کی حالت ہوتی ہے سکون کے ساتھ پڑھنا قرآن کی تلاوت کرنا اس کی بڑی فضیلت اور برکت ہے اللہ سبحانہ و تعالیٰ سے رامت گنہگاروں کو قریب کا تعلق پیدا ہو جاتا ہے۔ اس عمل کو زندگی بھر جاری رکھو بندہ اپنے مالک رب کے قریب رہے اللہ کی رحمتیں و برکتیں حاصل کرے۔ آیات ۷۸ اور ۸۰ سے ۸۲ میں ہجرت کا حکم اور ہجرت کی دُعا سکھائی گئی۔ نماز کی پابندی بلا ناغہ وقت کے ساتھ اللہ سے تعلق کو قائم کر دیتی ہے۔ قرآن کی تلاوت سے رہنمائی اور رہبری حاصل کرو۔ اس میں جسمانی صحت سلامتی اور روحانی شفاء و رحمت حاصل ہوتی ہے۔

موت کے وقت

بیمار کے پاس سکرات کے وقت کلمہ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ زور زور سے پڑھا کر دو تاکہ روح آسانی سے قبض ہو سکے۔ جنازے کے ساتھ کلمہ طیبہ اور کلمہ شہادت کا ورد کرتے ہوئے جاؤ۔ قبروں پر جاؤ تو کثرت سے لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ پڑھتے رہو۔ مردے کو قبر میں دفناتے وقت لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ پڑھتے رہو۔ روز قیامت قبروں سے جب دوبارہ زندگی لے کر اٹھیں گے تو ان کے سامنے کلمہ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ نظر آئیگا مومن مسلمان اس طرف رخ کریں گے۔ احادیث صحیحہ میں بار بار ذکر آیا ہے کہ مرتے وقت جو شخص کلمہ طیبہ کا ورد زبان پر رکھے اس کے سارے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔ موت آسان ہو جاتی ہے۔ منافق اور فاسق کو موت کے وقت کلمہ کی توفیق نہیں ہوتی اور نہ اس کی زبان پر کلمہ آتا ہے۔ مرنے والے کو لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کی تلقین کرتے رہو۔ اس کے ساتھ بیٹھ کر اس کلمہ کا ورد کرتے رہو۔ مرتے وقت فاسق اور منافق جس نے کبھی زندگی میں نہ نماز پڑھا نہ قرآن اور نہ کلمہ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ پڑھا تھا۔ اگر اس کو تلقین کرو تو وہ اس توفیق سے محروم رہیگا اور وہ اپنی من پسند بات جو زندگی میں اس کو بہت پسند تھی ہر وقت اس کو دھراتا تھا وہی بات آخری دم تک اس کے زبان پر آئیگی اور بار بار وہی بات دھرائے گا ایک تاجر کا واقعہ یوں ہے کہ وہ حصص کا کاروبار کرتا تھا دن رات حصص کی خرید و فروخت میں بازار کے بھاؤ تاکتا اور حصص خریدتا اور پھر موقعہ سے فروخت کرتا تھا یہی اس کا دلچسپ مشغلہ زندگی بھر رہا۔ جب اس کی موت کا وقت آیا تو وہ سکرات کے عالم میں بستر پر پڑا بڑا اتا۔ زور زور سے آوازیں لگاتا تھا لے لے خرید لے بیچ دے۔ یہی آواز اس کی زبان سے نکلتی رہی اس طرح بہت سے واقعات اور مشاہدے نظر میں آئیں گے۔ مرنے والا اپنے آخری وقت اپنی من پسند دل

(۷۳)

کی گئی خواہش اور طلب میں جان دیدیتا ہے۔ کلمہ طیبہ اس کی زبان پر نہیں آتا اس لئے کہ زندگی میں کبھی اس نے کلمہ لا الہ الا اللہ کی زبان سے کہا تک نہیں یہ بہت بڑی بدبختی کی بات ہے۔ کلمہ لا الہ الا اللہ پڑھتے رہنا ایمان و یقین کی علامت ہے اور کلمہ لا الہ الا اللہ ضمانت دیتا ہے توحید کی اصل کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ ہے۔ سورہ یٰسین ۳۶: روح کی لوری۔ قرآن کا دل۔ قرآن الحکیم۔ سیدھا راستہ دکھانے کے لئے اتارا گیا ہے۔ تمام انبیاء و مرسلین لوگوں کی طرف اس سیدھا راستے کی طرف بلانے کے لئے اس کی نشاندہی کے لئے آتے رہے اس کو رب العالمین مالک کائنات نے عرش اعظم سے لوح محفوظ کی ام الکتاب ”کتاب مبین“ سے اتارا گیا ہے۔ جو آسمانوں میں لکھی گئی کتاب مبین ہے سارے فیصلے اس کے لکھے ہوئے ہیں۔

کہ لوگوں کو قبل از موت زندگی ہی کے اندر جا کر ڈرائیں سمجھائیں اور سکھائیں کہ اس زندگی کا آخری انجام کیا ہے۔ اس دن کے لئے اس دنیا میں رہتے ہوئے فکر اور تیاری کرتے رہو کہ آنے والا دن سخت فیصلے اور عذاب کا دن ہوگا۔ اس دن سے غفلت اور لاپرواہی بالکل مت کرنا۔ اگر اللہ کی کتاب پر عمل نہیں کرو گے اس کو چھوڑ دو گے تو ساری عمر گمراہی میں بھٹکتے پھر دو گے تمہیں کسی اور طرف سے کوئی ہدایت نہیں ملنے والی ہے۔ یہ نصیحت اور ہدایت ان کے لئے کھلی ہے جو آنکھیں کھلی رکھتے ہیں عقل اور سمجھ رکھتے ہیں۔ نرم شفاف اور صاف تھرا دل رکھتے ہیں اللہ سے بالغیب ڈرتے رہتے ہیں جو آنکھوں کے رکھتے ہوئے اندھے ہیں قدرت اور کائنات کی کھلی نشانیوں کو دیکھتے رہتے ہیں اور پھر انجان بگرا آنکھیں بند کر کے اپنے دل کی نفسانی خواہشات کے ترغیبات

(۷۳)

میں زندگی گزار دیتے ہیں۔ اللہ سے اور اپنی زندگی کے انجام سے بے خبر ہیں ان کو کوئی نہ سمجھا سکتا ہے اور نہ وہ سمجھنا چاہتے ہیں۔ ان کو ان کی تقدیروں کے لکھے پران کے حال پر چھوڑ دو۔ وہ گمراہ ہی رہنا چاہتے ہیں "فَلْيَضْحَكُوا شِئْنًا" انسان عدم سے جب وجود میں آیا تو اس وقت پیدا کرنے والے خالق نے اس کی کتاب تقدیر میں پہلے سے اس کے بارے میں سب کچھ لکھ دیا تھا کہ وہ کس طرح زندگی گزارے گا، کہاں پیدا ہوگا، کہاں مستقر ہوگا اور کہاں جا کر مرے گا اور کہاں دفن ہوگا اس کی موت اور رزق کس قدر اس کے حصے میں مقسوم ہو کر آئی ہے۔ "كُلُّ نَفْسٍ لَّحَصِيْبَةٍ" لکھ دیا گیا تھا۔ اللہ نے لوگوں کی ہدایت کے لئے شروع وقت سے انبیاء علیہ السلام اور مرسلین کو ان کے پاس وقتاً فوقتاً بھیجتے رہے کہ ان کو ہدایت اور رہنمائی کی ضرورت ہے ان کو سکھاؤ پڑھاؤ اور سیدھا راستہ دکھاؤ۔ انبیاء علیہ السلام آئے اور چلے گئے تو میں آئیں اور واپس لوٹ گئیں۔ قرآن کا کام ہدایت پہنچا دینا ہے۔ ماننا یا نہ ماننا یہ لوگوں کا کام ہے قرآن کا مقصد "بلاغِ مبین" ہے۔

انسان اپنی فطرت میں بڑا ہٹ دھرم ڈھٹ جھٹلانے والا اور بحث کرنے والا عقلی دلائل سے حق کو جھٹلانے والا واقع ہوا ہے۔ اس کی فطرت میں اتا ہے، مٹے پن ہے کہ اس کی بات مانی جائے۔ اس کو سنا جائے۔ وہ دوسروں کی ہدایت اور نصیحت کم سنتا ہے۔ زیادہ تیر اپنی ہی چلاتا ہے۔ یہی اس کی کمزوری اور گمراہی کی دلیل ہے۔ انسانوں کی گمراہی ان کی اپنی کمزوری ہے۔ انسان اللہ کی دی ہوئی نعمتوں کا ناشکر رہا ہے۔ اس کو زندگی دے کر طویل عمر کی مہلت دے کر آخرت کی فکر اور تیاری کے لئے موقعہ دیا گیا تھا

(۷۵)

پھر بھی وہ اس مہلت سے فائدہ نہیں اٹھایا۔ دنیا کے لہو و لعب کھیل تماشوں میں عمر اور وقت برباد کیا۔ ایسے نافرمان ناشکرے سے کیا امید رکھی جاسکتی ہے۔ اللہ کی آیتوں کا انکار کرتا رہا۔ مال اور دولت دیا تو اس میں سے صدقات خیرات زکوٰۃ کبھی نہیں دیا۔ مال فضول خرچ کیا اللہ کے نام پر بخالت کی کیا یہ اس کی تباہی و بربادی کا خود وہ ذمہ دار نہیں ہے۔ وہ خود گمراہ ہونا چاہتا تھا گمراہی میں عمر گزاری، کھلی ”ضَلُّلٌ مُّبِیْنٌ“ میں آگیا۔

انجان بن کر پوچھتا ہے کہ قیامت کا کیا کوئی دن آنے والا ہے تو بتاؤ کب آئیگا اور جب وہ دن آئیگا تو اچانک آئیگا اتنی مہلت اور وقت بھی نہیں ملیگا کہ اپنے وارثوں کو کوئی وصیت کر دے یا اپنے چہیتوں کو ایک نظر بھر کر بھی دیکھ لے۔ صور اسرافیل کی ایک آواز کافی ہے پھر سب ختم اور فنا نظر آئیگا۔ قبروں سے مردے دوبارہ زندہ کر کے جب اٹھائے جائیں گے تو پھر پوچھیں گے کہ ہمیں اپنی نیند سے کس نے جگایا۔ وہ قیامت کا دن ہوگا، اعمال کا محاسبہ ہوگا، پوچھا جائیگا کہ دنیا کی زندگی کس طرح گزاری نیک اور بد الگ الگ جماعتوں میں تقسیم ہوں گے اور اور الگ الگ مقامات پر پہنچا دیئے جائیں گے۔ نیک لوگوں کے لئے اللہ کے سلام آئیں گے اور یہ گمراہی اس دن کچھ کام نہ آئیگی۔

شیطان انسان کا کھلا دشمن ہے یہ بات ازل سے بتادی گئی تھی۔ حضرت آدم علیہ السلام نے اپنی نسل کو وصیت کی تھی کہ شیطان کے ورغلا نے میں کبھی نہ آتا۔ شیطان نے حوا کو ورغلا یا کہ وہ عقیدہ اور ایمان میں کچی تھی۔ یہ عورت کی فطرت ہے کہ بہت جلد دنیا کی خوشیوں کی حرص، لالچ اور طمع میں آجاتی ہے۔ شیطان کے لئے آسان ہے کہ عورت کو گمراہ کرے۔ عورت کو اپنا مشیر مت بنانا اور نہ اس کی باتوں میں اور ورغلا نے میں

آنا اور شیطان کا داؤ کا سیاب کرنا۔ اس لئے شیطان سے خبردار رہو۔ شیطان کھلا دشمن ہے۔ روز قیامت شیطان کے منہ پر روک لگا دی جائیگی کہ اپنا عذر نہ بیان کرے اس کی حقیقت اللہ جانتا ہے۔ انسان کے اعضاء بدن اس دن خود گواہی دیں گے ان کی شہادت سے سچ اور جھوٹ کا پتہ لگ جائیگا۔ اللہ نے لوگوں کو لمبی لمبی عمر میں دیں تاکہ لوگ آخر عمر میں جب سارے کاموں اور ذمے داریوں سے فارغ ہو جائیں تو اللہ کی طرف رجوع ہوں اور باقی عمر کا حصہ اللہ کی یاد ذکر عبادت اور ریاضت میں گزاریں۔ آخرت کی فکر و تیاری کریں وقت اور عمر کا فائدہ حاصل کریں۔ قرآن کی تلاوت کریں نماز کی پابندی کریں لیکن وہ کبھی قرآن نہ کھولا اور نہ پڑھا اور نہ معلوم کرنے کی کوشش کی کہ قرآن میں اللہ کا حکم کیا ہے اللہ کا پیغام کیا ہے قرآن سے دور ہو کر خود ہی گمراہی میں چلا گیا۔ ”قُوْاٰنِ مٰسِيْن“

سب کو ایک جگہ اکٹھا کر لو اور اللہ کا حکم امر اس کو حکم دیا کہ۔ ہو جاؤ بارہ رُوح ہو جاؤہ اجزاء زندگی جو منتشر ہو کر فضا میں بکھیرے پڑے تھے امر رب پر سب ایک جگہ اکٹھا ہو کر اسی روح کو اس طرح بلائیں گے اور تم اس نافرمان میں رہنا چاہتی ہو تو رہو۔ سورہ یٰسین کی آیات سن کر روح کو اَلْسَتْ بِرَبِّكُمْ کا وعدہ یاد آ جائیگا اور وہ مرنے والے کے جسم سے خود بخود باہر آ کر موت کے فرشتوں کے قبضہ میں آ جائیگی اس طرح مرنے والا جو کئی دنوں سے سکرات کے جان کنی کے عالم میں تکلیف میں تھا سورہ یٰسین کی تلاوت پر روح بہت جلد پرواز ہو جائیگی۔ روح کی پرواز آسان ہو جاتی ہے اللہ کی بادشاہی حکومت اس ساری کائنات میں پھیلی ہوئی ہے اور وہ حکم رب کی منتظر ہے اور پھر سب کو یہاں سے اللہ کے حکم سے واپس لوٹ کر جانا ہے۔ روح سے کہا جا رہا ہے کہ قرآن کے

سات مہین پر ہر مہین پر روح کو قائل کیا جاتا ہے کہ انسان خود اپنی سکرات کے عالم کا ذمہ دار ہے۔ تم اس کے جسم سے باہر آ جاؤ اس طرح سے انسان تم کو پناہ نہیں دے سکتا۔ موت کے وقت کی سختی اور تکلیف کو دور کرنے کے لئے احادیث میں رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کو دعائیں سکھائیں تھیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا: مرتے وقت جان کنی کے عالم کی سختی سے آرام پہنچانے کے لئے قرآن کی سورت ۳۶ یٰسین جو قرآن کے مضامین کا مرکزی سورہ رحمت ہے اس کی تلاوت کرنا چاہئے۔ یہ سورت روح کی لوری کہلاتی ہے۔ روح اس کو سن کر اپنی شناسائی محسوس کرتی ہے اور جسم کے رگ و ریشوں سے آسانی سے نکل کر اس طرف آتی ہے۔ اس کے پڑھنے سے روح آسانی سے پرواز کرتی ہے۔ قرآن کی تعلیمات کلمہ لا الہ الا اللہ کو کلمہ التقویٰ مومنوں کی شفاعت کا ذریعہ بنایا گیا اور اس کے بعد اللہ تعالیٰ کے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو شفاعت کا درجہ دیا گیا ہے۔ فرمایا! اپنے دل کو اور ایمان کو اس کلمہ طیبہ سے جوڑے رکھو۔ یہ بندے کو اللہ تعالیٰ سے ملاتا اور قریب کر دیتا ہے۔ موت کی سختی کو کم کرتا ہے مرتے وقت موت کی تکلیف بہت شدید اور ناقابل بیان ہوتی ہے اس وقت ایمان باللہ ساتھ ہونا چاہئے۔ دل سے زبان سے وہی بات آخری وقت نکلتی ہے جس کا تعلق زندگی بھر دل سے زبان سے تھا وہ بے اختیار نکلتی ہے جس سے اس دنیا میں اس کو رغبت اور محبت تھی۔ اس سے دلی لگاؤ اور تعلق تھا۔ حضور ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ مرتے وقت آدمی جس حالت سے گذرتا ہے وہی عالم میں اس وقت اس حالت میں دوبارہ قبر سے زندہ اٹھایا جائیگا۔ موت کے وقت ایمان باللہ ساتھ ہونا چاہئے آخری سانس کے ساتھ آخری کلمہ زبان اور دل سے روح کے ساتھ ساتھ اوپر آسمانوں

میں جاتا ہے اور وہی اس کی شفاعت کا ضامن ہوتا ہے۔

جن لوگوں نے اپنے رشتہ داروں اور عزیزوں کو موت کے عالم سکرات میں قریب سے دیکھا ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ عجیب بیہوشی کا عالم ہوتا ہے اس وقت مرنے والا خود کو تباہ محسوس کرتا اور کسی نہ کسی کا سہارا چاہتا ہے اور سکرات کے عالم میں ان کو یاد کرتا ہے کوئی اپنی جیتی اولاد کو پوچھتا ہے، انھیں یاد کرتا ہے، کوئی اپنا مال و اسباب یاد کرتا ہے، کوئی اپنی پونجی کی حفاظت کے لئے جس کے لئے زندگی بھر محنت و مشقت کرتا تھا اس کو یاد کرتا ہے۔ اس بخود دی کے عالم میں دل سے اور زبان سے وہی بات نکلتی ہے جس سے دنیا میں اس کا گہرا قلبی تعلق تھا۔ جو شخص کلمہ لا الہ الا اللہ کا ورد ہر وقت صبح و شام معمول بنایا تھا۔ زندگی بھر اس کلمہ سے اس کو دلچسپی اس کا ذکر قلب میں زبان سے ہوتا رہتا تھا موت کے وقت وہی کلمہ اس کی زبان پر آئیگا اور وہ کلمہ اس کی سکرات کے وقت کی تکلیف کو کم کرتا رہتا ہے اللہ کے رسول نے فرمایا کہ مرنے والے کے سکرات کے عالم میں جب تم قریب ہو تو مرنے والے کو کلمہ طیبہ کے پڑھنے کی تلقین کرو۔ اس کو کلمہ یاد دلاؤ۔ اگر وہ بیہوشی کے عالم میں ہے تو اس کے سر اٹھنے کلمہ لا الہ الا اللہ زور زور سے پڑھو تا کہ اس کی آواز اس کے کانوں میں پہنچے اس کی موت کا عذاب کم محسوس کرے۔ موت کے فرشتے مرنے والے سے جب کلمہ کی صدا سنتے ہیں تو اس کلمہ کی حرمت اور برکت سے اس کی روح کا احترام کرتے ہیں۔ عزت سے آرام سے اس کو جسم انسانی سے نکالتے ہیں اور اس کو اللہ کا سلام پہنچاتے ہیں اور اس کو چلنے کا حکم دیتے ہیں۔ آسمانوں سے سفید ریشم کا کپڑا اپنے ساتھ لاتے ہیں اور احترام سے پاک صاف روح کو اس میں لپیٹ کر تیزی تیزی سے آسمانوں

میں تیرتے ہوئے اس کو آسمانوں میں بہو نچا دیتے ہیں۔ ذرا بھی دیر نہیں لگاتے۔

موت کی حالت

حضور ﷺ کا ارشاد ہوتا ہے کہ آدمی جس حالت میں مرتا ہے۔ موت کے وقت جو حالت اور کیفیت اور زبان و دل پر جو بات رہتی ہے اسی حالت میں وہ قبر کی زندگی سے دوبارہ زندہ ہو کر نکلے گا اور وہی زندگی کی آخری بات اس کے دل میں جمی رہیگی اور وہی یاد رکھے گا۔ اس لئے حضور ﷺ نے صحابہ سے فرمایا۔ اپنے بیمار بھائی کی عبادت کرو، اچھے کلمات کہو، اگر سکرات کے عالم میں موت کے آخری وقت میں غنودگی اور بیہوشی کی حالت میں پاؤ تو اس کے سر اپنے کھڑے ہو کر یا بیٹھ کر کان کے قریب جا کر کلمہ لا الہ کا در دکر تے رہو تا کہ اس وقت مرنے والے مومن کو کلمہ یاد آجائے اور دل اور زبان میں کلمہ رہے جو اس کی نجات بخشش اور عذاب قبر کے لئے آسانی پیدا کرے۔ مرنے والے کی اس وقت نظر بہت تیز ہوتی ہے وہ عالم غیب کے نظارے سامنے دیکھتا ہے، شعور بیداری کی حالت میں اپنے اطراف کھڑے ہوئے لوگوں اور موت کے فرشتوں کی آپس کی باتوں کو سنتا رہتا ہے۔ کلمہ لا الہ سے موت کی سختی کم ہوتی ہے روح پرواز ہو کر آسانی سے نکل جاتی ہے۔ علماء و مفسرین نے لکھا ہے کہ مرنے والے کے بستر کے قریب سورہ یسین شریف کی تلاوت کرو تا کہ مرنے والا اللہ کا کلام سنے اس کے دل کو ڈھارس ہو کہ اللہ اس کے ساتھ ہے۔ اللہ کا نور قرآن اور ایمان کی روشنی مرنے والے کے پاس موجود رہے۔ اس کی روح کو سکون حاصل ہوا ایمان مرنے والے کے ساتھ موت کے وقت ساتھ ہونا ضروری

ہے جو اس کی بخشش اور مغفرت کے لئے اور عذابِ قبر سے نجات کے لئے ضروری ہے۔ علماء نے اپنی حکایات میں تجربے اور مشاہدے سے لکھا ہے کہ جس قسم کی زندگی میں اس کی ساری توجہات اس کی فکر و شعور اور توانائی کوئی خاص ہنر یا کمال یا فن میں صرف ہوتی رہتی تھی اور وہ دنیا میں اسی کا ہو رہتا تھا تو اس کی موت کے وقت بھی وہ اسی حالت اور اسی شوق اور مصروفیت میں دنیا سے رخصت ہوگا۔ ارسطو کے متعلق لکھا گیا کہ وہ اپنے دور کا یونان کا ماہر طبیب و حکیم تھا۔ حکیم جالینوس کا استاد تھا، اس کی موت کا آخری وقت ارسطو کی دق و مل کی بیماری میں گذرا، فلاطون اس کا شاگرد تھا، اس کی موت فالج کے حملے سے ہوئی تھی۔

لقمان حکیم اپنے دور کا مشہور حکیم تھا۔ اس کی موت سرسام کے مرض سے ہوئی تھی۔ حکیم جالینوس بھی مشہور یونان کا حکیم تھا، اس کی موت دستوں کی بیماری سے ہوئی تھی۔ حالانکہ بڑے بڑے امراض کا ماہر طبیب تھا۔ سکندر اعظم کا شاہی معالج و طبیب رہا تھا۔ قارون کی موت جس کی دولت بیشمار تھی اس کی موت اس کی دولت کے انبار میں ہوئی تھی۔ اس کو دولت کی حرص و ہوس آخری سانس تک رہی تھی۔ لیلیٰ مجنوں کے عشق میں مجنوں لیلیٰ کا دیوانہ تھا۔ اس کی موت دیوانگی میں ہوئی تھی۔ ایسے بہت سے واقعات تاریخ میں ملتے جلتے نظر آئیں گے یہ اتفاقات نہیں تقدیر کے لکھے فیصلے ہوتے ہیں جو اپنے اپنے وقت پر پورے اترتے ہیں۔ ایمان کی موت مرنا پسند کرتے ہو تو نماز کی وقت کے ساتھ پابندی رکھو۔ فرض نماز مغرب کے بعد دو رکعت بہ نیت حفاظت ایمان اس طرح پڑھو کہ پہلی رکعت میں بعد سورہ القاتحہ سورہ اخلاص، سات بار سورہ فلق، سات بار اور سورہ

والناس سات بار پڑھ کر رکوع میں جاؤ۔ دوسری رکعت میں اسی طرح سات سات بار سوزوں کو دہرا کر نماز ختم کرو۔ شب جمعہ یعنی جمعرات کی نماز مغرب کے بعد دو رکعت حفاظت ایمان کی نیت سے اس طرح ادا کرو۔ سورہ الفاتحہ کے بعد سورہ البروج پہلی میں اور دوسری رکعت میں سورہ الفاتحہ کے بعد سورہ الطارق پڑھو۔ یہ صلوٰۃ البروج کہلاتی ہے سلامتی ایمان کے لئے بزرگان دین اور اولیاء کا معمول رہا ہے جو بعد مغرب کے نمازوں کے بعد ادا کی جاتی ہے۔ صحابہ سے منقول ہے کہ نماز میں نفل اور سنت غیر موکدہ کا معمول رکھو اور دُعا میں کرو۔ دن رات اس زمین پر آسمانوں سے بہت کچھ اترتا اور نازل ہوتا رہتا ہے۔ بلائیں آفتیں بھی آسمانوں سے نازل ہوتی ہیں۔ دُعا میں اوپر جاتی ہیں اور اکثر دُعاؤں کا سامنا آسمان بلاؤں سے ہوتا رہتا ہے ان میں جو زیادہ مضبوط مقفی دُعا ہوتی ہے وہ بلاؤں کو راستے میں روک لیتی ہیں کمزور دُعا میں بلاؤں کو راستے میں روک نہیں سکتی۔ چونکہ بلائیں لوگوں کا مقدر بن کر اترتی رہتی ہیں کوئی ان کو روک نہیں سکتا مگر اس کی شدت اثر کو دُعا ضرور کم کر دیتی ہے۔ اس لئے دُعاؤں سے مایوس نہیں ہونا چاہئے۔

حضور ﷺ کا ارشاد احادیث صحیحہ میں اس طرح آیا کہ قرآن کے اندر تیس آیات والی سورت بڑی برکت و رحمت والی ہے وہ تَبَارَكَ الَّذِي خَلَقَ الْمَوْتَ وَالسَّحَابَاتِ سے شروع ہوتی ہے قبر کے عذاب سے بچاتی ہے موت کی سختی کو دور کر دیتی ہے۔ شفاعت والی سورت ہے ہر شخص کو چاہئے کہ عشاء کی نماز کے بعد سونے کی تیاری کرے اور سوتے وقت سورہ الفاتحہ اور سورہ احد کے بعد تَبَارَكَ الَّذِي خَلَقَ الْمَوْتَ اور سورہ سے رات اللہ کی رحمتوں میں گزرے گی موت آسان اور قبر کے عذاب سے

شفاعت نصیب ہوگی۔ اس دنیا میں صبح و شام جو کچھ لمحہ بہ لمحہ ہوتا رہتا ہے وہ سب اللہ کی حکمت منشا و مرضی سے ہوتا رہتا ہے۔ یہ کارخانہ قدرت اللہ کا ہے وہ یکدم الٹا نہیں ہو سکتا۔ چاہئے کہ زندگی اللہ کی اطاعت و فرمانبرداری میں گزارے اللہ کو صبح و شام یاد کرتا رہے۔ احادیث نبوی کا مطالعہ رکھو بہت سی مفید باتیں آخرت سدھارنے والی معلوم ہوتی رہتی ہیں۔ حضرت خواجہ نظام الدین محبوب الہی رحمۃ اللہ اپنی ملفوظات میں کہتے ہیں کہ مومن کی موت فنا نہیں بقا کی طرف سفر کرتی ہے۔ مرنے والا ایسا معلوم ہوتا ہے کہ سورہ ہا ہے چہرہ پر زردی مائل کیفیت اور پیشانی پر پسینہ آیا ہوا ہوتا ہے دیکھنے والے اس کو مردہ نہیں دیکھتے درحقیقت وہ موت کے راستے دوسری زندگی میں قبر کے راستے انتقال کر جاتا ہے۔ یہ اللہ کا مقرب بندہ ہوتا ہے اس کا نور ایمان چمکتا رہتا ہے۔ مومن کے نور ایمان کو قبر کی مٹی نہیں کھاتی۔ اس کو چھوڑ دیتی ہے باقی مردہ کا فانی جسم مٹی میں مٹی مل جاتا ہے۔ نور ایمان قبر کے اندر اور قبر کے اوپر بھلکتا رہتا ہے۔ بزرگان دین اولیاء اللہ کے مزارات پر ایسے انوار نورانی کے اثرات و کیفیات دیکھے جاسکتے ہیں۔ اسی لئے حکم ہوتا ہے کہ راستہ چلنے کے دوران تمہیں کسی بزرگ کا مزار یا قبر نظر آئے تو چاہئے کہ اس طرف نظر کر کے سورہ فاتحہ ایصال کرے۔ قبرستانوں سے گزرہو تو پہلے قبرستانوں کے مردوں کو سلام کریں۔ کیا معلوم کون نور ایمان کے ساتھ وہاں لیٹا ہے اور تمہارے قدموں کی آہٹ سن رہا ہو۔ قرآن کی ۵۰ سورت ق کی ابتدائی آیات بتاتی ہیں کہ قبر کی مٹی نور ایمان کو چھوڑ دیتی ہے اور جو کچھ وہ کھا لیتی ہے اس کا پورا پورا ریکارڈ پہلے سے ”کتاب بین“

میں اللہ کے ہاں محفوظ ہے اس کی شناخت کی ساری علامتیں لے کر وہی مردہ لاش قبر کی خاک کے ذرات سے پھر ایک بار جمع ہو کر حیات بعد الموت میں دوبارہ زندگی لے کر قبر سے اٹھے گا۔ لوگ حیات بعد الموت کے قائل نہیں۔ وہ سمجھتے ہیں جو کچھ ہے وہ اسی دنیا میں ہے اس زندگی کے بعد کوئی زندگی یا آخرت بالکل نہیں ہے اس لئے جو چاہے مزے کر لو۔ زندگی صرف ایک بار ملتی ہے عیش کرو۔ یہ حقیقت تو موت کے وقت موت کے بعد قبر میں جانے کے بعد معلوم ہوگی۔ اس دن جب فیصلہ کا دن ہوگا تم قبر سے دوبارہ زندہ کر کے اللہ کی عدالت میں حاضر ہوں گے تب سب کچھ اپنی آنکھوں سے دیکھ لو گے تب یقین آئے گا۔ اس دن اعمال جانچے جائیں گے نیک اور بد الگ الگ بانٹ دیئے جائیں گے اللہ کا عذاب سامنے ہوگا بیوی بچے مال و دولت جن کی محبت حرص و طمع میں تم مرے جاتے تھے ان کے لئے اپنا دین اور ایمان خراب کرتے تھے یہی تمہاری آزمائش اور امتحان جب بن جاتے ہیں تو مصیبت گھر سے شروع ہوتی ہے۔ ان کو معاف کرتے رہنا ان کی زیادتی، نافرمانی، برداشت کرنا، صبر سے تحمل سے رہنا ورنہ تم اس سے بھی زیادہ مصیبت میں آ جاؤ گے۔ یہ مصیبت اللہ کی طرف سے تمہارا امتحان ہوتی ہے اللہ سے ڈرتے رہو۔ اللہ کے احکامات پر زندگی گزارو اللہ کی اطاعت و بندگی میں رہو۔ دنیا کی مصیبت کو تم صدقہ و خیرات، زکوٰۃ اور قرضِ حسنہ دے کر اپنے گناہ معاف کراؤ اور اپنی موت کی مصیبت کو جو آنے والی ہے اس کو کم کرتے رہو۔ اللہ تمہارے نیک کاموں کا اجر ضرور دیتا ہے۔

برزخ

سورہ واقعہ کی آیت ۴۰ اس سورت میں نافرمانوں، بدکاروں، گناہ گاروں کی موت کا حال بیان کیا گیا ہے۔ موت کے فرشتے آسمانوں سے حکم لے کر اس کے پاس آتے ہیں اور پاس بیٹھ جاتے ہیں وقت کا لمحہ بہ لمحہ انتظار ہوتا ہے۔ اس کی روح قبض کرنے میں روح ان کو دیکھ کر جسم کے اندر رگ و ریشوں میں دبک جاتی اور چھپ جاتی ہے۔ اس کو موت کا ڈر خوف رہتا ہے۔ موت کے فرشتے روح کو جسم کے اندر سے ڈانٹ ڈپٹ کر زبردستی کھینچ کر نکالتے اور اسے ساتھ لے کر اوپر آسمانوں میں جلدی جلدی پہنچا دیتے ہیں۔ آسمانوں کے دروازے بند ہوتے ہیں، موت کے فرشتے دروازہ کھٹکھٹانے ہیں تو فرشتے آسمانوں میں پوچھتے ہیں کون آیا ہے۔

موت کے فرشتے مرنے والے کا نام اس کی دل دیت بیان کرتے ہیں کہ اس کی روح لائے ہیں۔ اندر سے جواب آتا ہے۔ نافرمان گناہگار کو ساتھ لائے ہو اس کے لئے آسمانوں میں کوئی جگہ نہیں ہے، اس کو عالم برزخ میں لے جاؤ۔ روح واپس کر دیتے ہیں۔ عالم برزخ کا ذکر قرآن میں جگہ جگہ آیا ہے۔ سورہ نمبر ۲۳ المؤمنون کی آیت ۱۰۰ میں ہے۔ وَمِنْ وَّرَائِهِمْ يَوْمَ بَرَزَخُونَ اَلِیٰ یَوْمِ یَبْعَثُوْنَ ۝ اس سورت میں آخرت کا منظر دکھاتے ہوئے کہا جا رہا ہے کہ نافرمان اور گناہگار جب وہاں لائے جائیں گے تو کوئی ان کو پہچاننے والا وہاں نہیں ہوگا اور نہ وہاں کوئی کسی کے کام آئیگا، عجیب عالم ہوگا یہ

انسان کی بد نصیبی اور کم بختی غفلت اور لاپرواہی میں ساری زندگی گزاردی کچھ بھی نہ آخرت کا خیال کیا۔ زندگی کی مہلت سے کوئی فائدہ نہیں اٹھایا اور موت کے بعد اللہ کے غضب کا نشانہ بنا۔ کاش! زندگی کی مہلت میں کبھی تو بہواستغفار کر کے اپنے گناہوں کی بخشش اور معافی کرا لیتا تو آج یہاں نہ ہوتا، دین سے غفلت اور لاپرواہی نفس کی لغزشوں میں یہ سزا ملی ہے۔ دوسری سورت نمبر ۲۵ الفرقان کی آیات ۵۳-۵۴ میں برزخ کا ذکر آیا ہے۔ دو مختلف سمندروں کے بیچ جہاں ایک طرف بیٹھا پانی بہتا ہے اور دوسری طرف کھارا پانی بہتا ہے۔ دونوں دریا اپنی اپنی انفرادیت بحال رکھتے ہوئے ایک دوسرے سے جہاں ملتے ہیں اور پھر دور تک ایک ساتھ چلتے چلتے علیحدہ علیحدہ ہو جاتے ہیں اس کے نیچے گہرائی میں عالم برزخ ہوگا۔ ان دونوں سمندروں کے بیچ ایک دیوار کی ایک اوٹ ہوتی ہے جو دونوں کی موجوں کو آپس میں ملنے نہیں دیتی اس جگہ کا نام برزخ ہے۔ تیسری سورت ۵۵ سورہ الرحمن کی آیت ۱۹ اور ۲۰۔

مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيَانِ ۝ بَيْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَا يَبْغِيَانِ ۝

اللہ کی قدرت کی نشانیوں میں دو مختلف سمندروں اور دریاؤں کے عین بیچ جہاں وہ ایک دوسرے سے گلے ملتے ہیں ان کے درمیان عالم برزخ رکھا گیا ہے جہاں اللہ کے مجرم روز قیامت کے انتظار میں رکھے جائیں گے۔ اللہ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو فرعون مصر کی زیادتیوں اور برائیوں کی تدبیروں سے محفوظ رکھا اور فرعون اور اس کی فوج والوں کو عذاب میں گرفتار کر دیا۔ فرعون کو قیامت تک اسکی برائیوں کا عذاب قبر کے اندر ہمیشہ ہوتا رہیگا۔ روز قیامت تک یہ عذاب قبر کے اندر دیا جاتا رہیگا۔ لیکن وہ

بڑے گناہگار اور ظالم لوگ جو اس دنیا میں برائیاں اور ظلم و زیادتیاں لوگوں کے ساتھ کرتے رہتے ہیں ان کو بھی فرعون کی آل میں شمار کیا جائیگا اور فرعون کو ان کا سردار بنا کر ان سب کے آگے رکھے گا۔ قبر کے عذاب میں بڑے لوگوں کو صبح و شام دوزخ کی آگ کے شعلے نظر آئیں گے اور قیامت کے دن فیصلہ ہوگا۔ دوزخ میں فرعون اور ان کی طرح کے ظالم لوگ سب ایک جگہ اکٹھا رکھے جائیں گے۔ (سورہ المؤمن ۴۰ کی آیات ۴۵ اور ۴۶) سورہ المنافقون میں ایسے مسلمانوں کا ذکر آیا ہے جو مسلمان کہلاتے ہیں اور دل سے مسلمان نہیں۔ سارے کام مشرکوں و کافروں اور نافرمانوں کے کرتے ہیں اسلام سے ان کا کوئی تعلق نہیں۔ اسلام سے انھیں کوئی دلچسپی نہیں۔ اللہ کا ڈر خوف دل میں نہیں۔ ان کی زندگی کے سارے کام گندگی کے آلودہ بدکاری و ظلم اور زیادتی اور دھوکے فریب میں ساری زندگی گذرتی ہے۔ اللہ نے ان منافقین کے دلوں پر مہر لگا دی ہے کہ وہ کبھی سیدھے راستے پر نہیں آئیں گے۔ ہدایت ان سے چھین لی گئی ہے زندگی ان کی ساری سرکشی اور نافرمانی کی رہی۔ نہ کبھی نماز پڑھی اور نہ قرآن کو پڑھا نہ دین سیکھنے کی رغبت رہی یہ دھوکا دینے والے مسلمان ہیں اللہ ان کے مکر و فریب کو خوب جانتا ہے۔ انھیں کبھی معاف نہیں کرے گا۔ سورہ توبہ نمبر ۹ کی آیت ۸۴ میں ایسے مومنوں کے لئے اللہ کا جلال اور غضب آتا ہے جس میں کہا گیا اے رسول ﷺ یہ منافق جو اللہ اور اللہ کے رسول کو علانیہ دھوکا دیتے ہیں جب یہ مرجائیں تو ان کی نماز جنازہ مت پڑھنا اور نہ ان کی قبر کے اوپر کھڑے ہو کر ثواب پہنچانے کے لئے ہاتھ تک نہ اٹھانا۔ یہ اللہ کے نافرمان دھوکا دینے والے ہیں۔ فاسق و فاجر لوگ ہیں۔

(۸۷)

اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ موت کے وقت ایمان کو اپنے ساتھ رکھو۔ جس بندہ کی موت ایمان کے ساتھ ہوگی اس کا چہرہ روح قبض ہونے کے بعد اپنے اثرات کو چھوڑتا جائیگا۔ چہرہ مرنے والے کا روشن اور نورانی ہوگا۔ مومن کی اور صاحب ایمان کی موت پر سکون راضی و خوشی کا سفر ہوگی۔ دُعا کرو کہ موت جب بھی آئے ایمان کے ساتھ واپس لے جائے۔ ایمان کی موت کے لئے پاک و صاف ستھری زندگی نیک اعمال خیرات اور صدقات کی کثرت سے گناہوں کی بخشش ہوتی اور موت کی سختی کو کم کر دیتی ہے۔ علماء و مفسرین نے کتابوں میں لکھا ہے کہ مومن کو ایمان کی موت کی طلب اور خواہش رکھنی چاہیے اور اس کے لئے جستجو و محنت کرے۔ ایمان کی موت کے حصول کے لئے آسان طریقہ بزرگان دین نے فرمایا ہے کہ نماز مغرب ادا کرنے کے بعد نمازِ اوّلین۔ دو رکعت نفل یہ نیت حفاظت ایمان و تقویت ایمان و یقین ادا کرے۔ پہلی رکعت میں بعد سورہ الفاتحہ کے قل والی تینوں سورتیں سات بار پڑھیں اللہ سے دُعا کریں ایک اور نماز صلوٰۃ البروج کہلاتی ہے جو نماز مغرب کے بعد دو رکعتوں میں ادا کی جاتی ہے۔

اس کی ترتیب یہ ہے کہ دو رکعت نفل بہ نیت حفاظت و تقویت ایمان کے لئے کھڑے ہو جاؤ پہلی رکعت میں بعد سورہ الفاتحہ سورہ البروج تلاوت کرو اور دوسری رکعت میں بعد سورہ الفاتحہ کے سورہ الطارق تلاوت کرو۔ ختم نماز کے بعد درود صلوٰۃ السلام کے بعد اللہ سے دُعا کرو ایمان کی حفاظت کرے۔ ان نمازوں کے لئے پانچ اوقات کی پابندی زندگی کے ساتھ ہمیشہ رہے اس کے سہارے یہ نفل نمازیں قبولیت حاصل کرتی ہیں۔ اولیاء اللہ بزرگان دین اپنے پاس رہنے والوں کو اس کی تلقین اور

ہدایت کیا کرتے تھے۔ بزرگان دین کی صحبت میں رہوان کو تلاش کروان کے فیض سے برکات حاصل کرو۔ اللہ تعالیٰ مومنوں کے امتحان اور آمائش زندگی کے ہر موڑ پر کرتا رہتا ہے۔ اس کی لکھی تقدیر کی ہر بات اس دنیا کی زندگی میں پوری کراتا رہتا ہے۔ اس لئے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مصائب و آفات سے دکھ درد و پریشانی سے گھبراؤ نہیں نہ اللہ سے شکوہ و شکایت کرو بلکہ صبر کرو تحمل و برداشت سے رہو۔ اللہ سے نمازوں میں دعائیں کرو۔ دعائیں نماز کے ساتھ اوپر عرش تک راست جاتی ہیں۔ اور بلائیں آسانی اوپر سے نیچے اترتی رہتی ہیں۔ اس طرح راستے کے سفر کے دوران آفات و بکلیات اور دعاؤں کا آپس میں ٹکراؤ ہونا ضروری ہے۔ دعائیں بلاؤں کو کم کر دیتی ہیں ختم کر دیتی ہیں یا مصیبت اور مشکل دکھ درد کو کم کر دیتی ہیں۔ تقدیر اللہ کی لکھی ہوئی ہر حال میں پوری ہوتی ہے تدبیریں اس کو نال نہیں سکتی اور نہ کم کر سکتی ہیں۔ دعائیں اس کو نال سکتی ہیں اور اثرات کم کر سکتی ہیں اللہ کا بندہ اللہ سے ہر حالت میں راضی و خوش رہے یہی اس کی بندگی کی علامت ہے۔ اللہ اور بندہ کا تعلق اور رشتہ جو زندگی بھر نماز سے عبادت و بندگی ذکر و تسبیح سے زندگی بھر قریب کا جزا ہوا تھا وہ آخری وقت تک قائم اور جزا رہتا ہے۔ وہ کسی کو نظر نہیں آتا لیکن مرنے والا اس وقت اس کی بصیرت سب کچھ ایمان و یقین کی اندرونی آنکھ سے دیکھتی رہتی ہے۔ موت کی آخری گھڑی کو کون سیجا مرنے والے کو موت کے منہ سے بچا سکتا ہے؟ اس کے قریب کے رشتہ دار ماں باپ بیوی بچے دوست و رفیق زندگی کے جن کی محبت میں وہ خوار رہا کیا اس کو موت کے منہ سے بچا کر واپس لاسکتے ہیں نہیں کوئی کام نہیں آئے گا سب اپنے اپنے کاموں میں مصروف ہیں نفسا نفسی کا

حساب دنیا میں دیکھ لو۔ سب نظر بچا کر چلے جاتے ہیں، انتہائی نگہداشت کے کمرہ میں وہ حسرت زدہ آنکھوں سے انہوں سے مایوس دنیا سے اکیلا رخصت ہو جاتا ہے کسی کو خبر نہیں کہ کب روح جسم سے نکل کر پرواز ہوگئی۔ کہاں گئی، کیا ہوا، مرنے والا جائے گا جب قبر میں اتارا جائیگا دیکھو موت کا آخری وقت کا نظارہ اور یاد رکھو۔ آدمی زندگی بھر نیک اور متقی، اللہ کا فرمانبردار رہا۔ اس کے احکامات کے مطابق شریعت و طریقت والی زندگی گزاری تو پھر وہ اللہ کا نیک متقی بندہ اپنی موت سے نہیں ڈرتا بلکہ زندگی کے خرافات اور آلودگی سے اپنا پیچھا چھڑانا چاہتا ہے۔ موت سے خوف نہیں کھاتا۔ اس کے دل کے اندر ایمان کی روشنی اور ایقان کا سہارا ہوتا ہے۔ اس کو موت کے وقت کوئی گھبراہٹ نہیں ہوتی۔ لوگوں سے باتیں کرتا ہوا، نصیحتیں اور نصیحتیں کرتا ہوا سکون کے ساتھ وہ دنیا سے رخصت ہوتا ہے اس وقت جو کچھ منظر وہ دیکھتا رہتا ہے لوگوں سے بیان بھی کرتا ہے کہ اس کو کچھ لوگ لینے آئے ہیں وہ ان کے ساتھ جا رہا ہے۔ یہ نیک متقی اصحاب الہدیین والوں کی علامت ہے جو روز قیامت سیدھے ہاتھ کی جانب کھڑے ہوں گے موت کے فرشتے انہیں آ کر سلام پہنچائیں گے سکون و آرام سے مسکراتا ہوا موت کے حوالے ہو جاتا ہے۔ اگر نافرمان اور ناشکر رہا، اللہ کا مجرم بن کر دنیا سے رخصت ہوا تو اس کی موت حسرت کی مایوسی سے اور بڑی گھبراہٹ و پریشانی کے ساتھ ہوگی۔ بڑھتا ہوا تھ پاؤں مارتا ہوا تکلیف سے روح پرواز ہوتی ہوئی لوگ دیکھیں گے کہ وہ موت کے فرشتوں کو دیکھ کر ڈر جائیگا۔ روح دوبارہ جسم کے اندر چلی جائیگی، فرشتے اس کو ڈانٹ ڈپٹ کر اندر سے کھینچ نکالیں گے وہ جانتی ہے کہ دوزخ کی طرف لی جائیں گے برزخ میں رکھیں گے۔

یہ حقیقت کی باتیں ہیں جو مرنے والوں کے ساتھ گذرتی رہتی ہیں قرآن پڑھنے والے اس کی آیات میں غور کرنے والے اس سے واقف ہیں اپنی آخرت کی تیاری کا سارا سامان پہلے سے تیار کر لیتے ہیں اور اپنے ایمان کی حفاظت کرتے ہیں ایمان کی سلامتی کی فکر کرتے ہیں جو قرآن سے دور غفلت میں رہتے ہیں انہیں کچھ نہیں معلوم اور موت کے آخری وقت سے غافل ہیں موت کی تکلیف سے دوچار رہتے ہیں۔ لوگو! ذرّہ اللہ سے اپنی موت کی فکر اور تیاری کرو۔ اللہ کو مت بھولو اللہ کو اپنی یادوں میں رکھو۔ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تصنیف اشۃ المصالحات میں لکھا ہے ”باب اثبات عذاب القبر“ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث کے حوالے سے لکھا ہے جب مردے کو قبر میں دفنایا جاتا ہے اور لوگ اس کی قبر سے چالیس قدم دور ہو جاتے ہیں تو اللہ کی طرف سے دو فرشتے منکر و نکیر سیاہ رنگ میں ملبوس نیلگون آنکھوں والے سیاہ رنگ کے قبر کے اندر آتے ہیں اور مردے کو اٹھا کر بیٹھاتے ہیں اور پوچھتے ہیں مَن رِبِّکَ (تیرا رب کون ہے) اور دوسرا سوال ہوتا مَآ کُنْتَ تَقُولُ فِی هَذَا لِرُبِّکَ (حضور صلعم کی شبیہ) تیسرا سوال مَا دِینُ رِبِّکَ تیرا دین کیا ہے۔ ان سوالوں کے صحیح جواب لینے کے بعد مردے کی حیثیت دائمی مقرر کر کے وہاں سے چلے جاتے ہیں۔ انسان کی موت سے اس کی روح فنا نہیں ہوتی بلکہ جسم فانی سے اکل کر آسمانوں میں چلی جاتی ہے مگر اس کا علاقہ اور واسطہ اپنے جسم خاکی سے وابستہ رہتا ہے۔ قبر کی مٹی اس کی نشاندہی کرتی ہے کہ مرنے والا یہاں دفن ہے محفوظ ہے۔ اس کی روحانی قوتیں جو پہلے جسم کے مادہ سے وابستہ تھیں اب بدل کر روح سے وابستہ

ہو جاتی ہیں وہ اور سنتا چلنا پھرتا روحانی قوت کے ساتھ موجود رہتا ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے جب مسلمان مرد یا عورت کو قبر میں اتارا جاتا ہے تو اس کی راہ آسان کر دی جاتی ہے۔ اس کا تعلق قبر کا اس کی روح سے استوار رہتا ہے جب کوئی شخص مرنے والے کی قبر پر کھڑا ہو کر اس کی روح کے لئے ایصالِ ثواب کرتا ہے تو اسکی روح آسمانوں سے اتر کر اس کی قبر کے پاس آ جاتی ہے سنتی ہے قبر کے مردے بھی سنتے ہیں مگر وہ جو اب نہیں دے سکتے۔ عام مشاہدہ یہ ہے کہ جب مردے کو قبرستان میں دفن کر کے ورنہ جن کا دل سے خون سے قریبی تعلق ہوتا ہے زندگی میں وہ جس سے بھی تعلق خاطر محبت و شفقت کا سلوک تھا مرنے کے بعد دوسرے تیسرے یا چوتھے دن اس کے خواب میں اس کی روح آتی ہے ان سے باتیں کرتی ہے۔ وہ آزاد گھومتی پھرتی لوگوں کے خواب میں نظر آتی ہے۔ یہ مسلمان کی روح کے ساتھ اکثر ہوتا رہتا ہے۔ روح المعانی میں اس کی تفصیل دیکھی جاسکتی ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے منکر و نکیر جب مردے سے سوال کرتے ہیں اور مردہ مومن و متقی سوالوں کا ٹھیک ٹھیک جواب دیتا ہے اور آنے والے فرشتوں کی بہت تاک شکلوں اور گفتگو کے انداز سے بالکل بے خوف اور نڈر ہو کر سکون سے صحیح صحیح جواب دیتا ہے تو فرشتے اس کی قبر کا اندر جنت کی طرف کھڑکی کھول کر کہتے ہیں! سو جا آرام کی نیند حدیث کے الفاظ ان صدق عبدیٰ۔ فَنَزَّ شَوْهٌ مِنَ الْجَنَّةِ وَافْتَحُوْهُ بِسَابِ الْمِي الْجَنَّةِ (الحديث رواه احمد) (المشکوٰۃ شریف ص: ۲۱) میرے بندے نے فرشتوں تم سے سچ کہا۔ پس اس کے لئے آرام کا فرش بچھا دو۔

میت اور جنازے

صحیح بخاری اور مسلم کی حدیث (جلد اول صفحہ ۳۳۵) ارشاد نبوی کے حوالے سے کہا گیا ہے کہ: میت پر نوحہ یا ماتم کرنا منع ہے۔ آہ و زاری کرنا، رونائیاں کرنا، شیطانی فعل ہے اس کو منع کیا گیا ہے زندگی کے ساتھ موت لگی ہے ایک آتا ہے تو دوسرا اس کی جگہ خالی کر جاتا ہے اس میں صبر کرنا چاہیے، تحمل و برداشت سے غم کو سہنا ہے، غم کس کو نہیں ہوتا جب اپنا چھینتا بزرگ بھائی ہم سے رخصت ہوتا ہے یہ حقیقت ہے۔ اللہ کی مرضی اور مشیت پر راضی رہنا اور صبر کرنا ہے۔ حضرت بی بی ام سلمہ کو جب ان کے شوہر ابو سلمہ کا مدینہ میں انتقال ہوا تو انھیں بہت صدمہ پہنچا۔ یہ میاں بیوی بہت محبت کرنے والے ابتداء اسلام میں انہوں نے اسلام قبول کیا تھا۔ حضور صلعم ان دونوں کو بہت عزیز رکھتے تھے بی بی ام سلمہ نے اپنے گھر میں بہت سی عورتوں کو جمع کر کے نوحہ کیا ماتم کیا۔ حضور صلعم نے ان کو جب اسکی خبر ملی تو آپ نے حضرت بی بی سلمہ کو اس سے منع کیا اور ان کی تنبیہ کی کہ اور کہا شیطان کو اپنے گھر میں داخل مت کرو۔ (صحیح مسلم جلد اول صفحہ ۳۳۰)

زندگی میں بہت سے واقعات انتہائی دکھ اور صدمے کے پیش آتے رہتے ہیں یہ اللہ کی حکمت اور مشیت کے فیصلے ہوتے ہیں اس میں انسان کا کوئی عمل و دخل نہیں ہوتا۔ اس کو برداشت کرنا اور قبول کرنا اور صبر کرنا ہوتا ہے۔ قدرت کے قضا و قدر کے فیصلے دن رات آسمانوں سے زمین پر اترتے رہتے ہیں کوئی نہیں جانتا کہ کس کے لئے کیا حکم آیا ہے۔ زندگی پر خطر ہے، لیکن لوگ زندگی میں مست اور مگن اللہ کو بھولے ہوئے

اپنے انجام سے بے خبر ہیں۔ قرآن لوگوں کو پاک صاف دستھرانیک اعمال کے ساتھ زندگی گزارنے کی ہدایت اور نصیحت کرتا رہتا ہے۔ قرآن سے لوگ غافل اور نادان واقف ہیں نماز سے بے تعلق اور معاملات زندگی میں من مانی کرتے رہتے ہیں اگر بندہ مومن متقی اللہ کا فرمانبردار بن جائے تو موت کا ڈر اور خوف اس کو بالکل نہیں ہوتا۔ اس کی زندگی کا خاتمہ ایمان اور یقین آخرت پر ہوتا ہے دنیا سے خوش اور پرسکون جاتا ہے اس کو موت کا ڈر نہیں ہوتا اس کا انتقال دنیا سے ایک اور دنیا کی طرف ہوتا ہے جو اس کے لئے آرام و راحت کی خبر دیتا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا اپنے صحابہ سے کہ جب کسی مومن کا جنازہ سڑک سے گزرتے دیکھو تو اس کا احترام کرو۔ کہیں بیٹھے ہو تو کھڑے ہو جاؤ چل رہے ہوں تو رُک جاؤ اور جنازہ کے ساتھ چند قدم چلو اس کے لئے دعا کرو اور اپنی موت کو یاد کرو۔ موت سب کو آتی ہے سب کے لئے یہی انجام ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک جنازے کے ساتھ جا رہے تھے دیکھا کہ کچھ لوگ سواری پر چل رہے ہیں تو فرمایا کیا تم کو اس بات پر شرم نہیں آتی ہے مسلمان کے جنازہ کے ساتھ فرشتے ساتھ ساتھ پیدل چل رہے ہیں اور تم سواری پر چل رہے ہو۔ کیا تمہارا مقام فرشتوں سے اونچا ہو گیا ہے۔ تم سواری پر جا رہے ہو۔ اظہار غم جنازہ کے ساتھ ہونا چاہے۔ عورتوں کو اجازت نہیں کہ جنازہ کے ساتھ چلیں اور قبرستان جائیں۔ میت کو جب غسل دے کر جنازہ کو گھر میں رکھا جاتا ہے تو زبان حال سے میت اپنے گھر والوں کو حسرت سے یاد کرتی ہے ام دردا صحابہ کی روایت ہے کہ میت اپنے غسل دینے والوں اور نوحہ کرنے والوں کو سختی سے ادب و عبرت دلاتی ہے کہ اپنی موت کی فکر کرو۔

حضرت عبداللہ بن عمر کی روایت ہے کہ حضور ﷺ نے ایک حبشی جو حبشہ سے آیا اور مدینہ میں دفن ہوتے وقت فرمایا کہ جسکی مٹی جہاں کی ہوتی ہے وہ وہاں دفن ہوتا ہے۔ اس مرنے والے کو وہاں خود جانے کی ضرورت نہیں بلکہ اس کی موت اس کو وہاں لیجاتی ہے۔ آپ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ میت کو دفن کے لئے صالحین کے پڑوس میں دفن کرو۔ ہمسایہ کے نیک اور اچھے اثرات اس کے پڑوسیوں کو زندگی میں جس طرح ملتے ہیں مرنے کے بعد بھی ویسے ہی ملا کرتے ہیں۔ نیک لوگوں کی شفاعت کا فیض اس کے آس پاس پڑوس کو بھی ملتا رہتا ہے۔

حضرت جابر بن زید کی روایت ہے جس وقت مرنے والا قریب الموت ہو اس کے قریب سورہ یسین ۳۶ اور سورہ الرعد ۱۳ پڑھنا چاہئے اس سورت کی برکت اور شفاعت سے موت کی سختی کم ہو جاتی ہے۔ اس کے ورثاء جو اس وقت قریب ہوتے ہیں وہ کلمہ لا الہ الا اللہ یا سلام اعلیٰ المرسلین والحمد للہ علی رب العالمین کا ورد کرتے رہیں اس سے موت کی سختی کم ہو جاتی ہے۔ جنازہ جب دفن کرنے قبرستان پہنچے تو دفن کرتے وقت میت کے سر پہنے ٹھہر کر سورہ الفاتحہ پڑھو اور میت کے لئے دُعا سے مغفرت کرو۔ جب قبر تیار ہو جائے تو قبر پر سینہ کے اوپر ہاتھ رکھ کر یہ دُعا پڑھو۔ رَحْمَتُكَ يَا اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ يَا مُحَمَّدَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُحَمَّدٌ الرَّسُولُ اللَّهُ نَبِيًّا رَحِمْتَ بِاللَّهِ رَبَّنَا اللَّهُ عَلِيُّ رَبِّ الْعَالَمِينَ بِالْقُرْآنِ أَيُّهَا تِسِينَ بَارًا كُودِهَا رَأُو الْقَبْرِ مِنْ دَوْرٍ هُوَ كَرِ قَبْرِ تِسَانَ مِنْ رَحْمَتِ هُوَتْةِ اَيْكُ بَارٍ اُوْر سُوْرَةُ الْفَاتِحَةِ يَزِيْهُ كِرَاكِي مَغْفِرَتِ كِي دُْعَا كِرُو۔

میت کی خوبیوں کو بیان کر دتا کہ اس کی شہادت اور گواہی لوگوں کی طرف سے ملے۔ میت

کی برائیوں کو منت بیان کرو۔ سال اور مہینے کی مبارک راتوں میں فجر کے وقت تک مرنیوالوں کے لئے دُعاے مغفرت کرتے رہو خصوصاً ایسی میت کے لئے جنہیں تم دفن کر کے آئے ہو۔ کیونکہ روحیں دفن ہونے کے بعد اپنی جگہ جہاں انہوں نے زندگی گزارنی تھی واپس لوٹ لوٹ کر آتی ہیں ان کے لئے صدقہ و خیرات کر کے ان کی روحوں کو ثواب پہنچاؤ۔ روحوں کو آرام و سکون ملتا ہے۔ منکر اور نکیر قبر میں مردے سے سوال و جواب کرتے ہیں۔ یہ رعایت مومنوں کے لئے ہے، کافروں کے لئے سوال و جواب نہیں ہوتے ان پر عذاب نازل ہوتے رہتے ہیں۔

بعض میتیں سوال و جواب سے مستثنیٰ ہوتی ہیں وہ نیک اور متقی نور ایمان والے مخصوص بندے ہوتے ہیں جیسے شہید اور مجاہد اولیاء اللہ بزرگان دین جن پر اللہ رحم فرمائے۔ بعض میتیں ایسی ہوتی ہیں کہ قبر میں اتارے جانے کے بعد منکر اور نکیر سوال و جواب کو آتے ہیں تو قرآن اس وقت درمیان میں آجاتا ہے اور کہتا ہے یہ میرا محبوب اور عاشق ہے روز راتوں کو نیند سے اٹھ کر میری تلاوت کیا کرتا تھا۔ میری آیات کی تلاوت میں اس کو لطف آتا تھا۔ اس کی شفاعت میرے ذمے ہے۔ میری وجہ سے یہ اپنی نیند سے الگ رہتا تھا یہ میرا دوست اور رفیق تھا آج میں اس کا رفیق ہوں۔ روز قیامت قرآن اللہ تعالیٰ کے سامنے اس کی بخشش و مغفرت کی شفاعت کرے گا قرآن کی روز آنہ تلاوت کرنے والے کی قبر پر ہر وقت نور قرآن سے روشن رہتی ہے۔

احادیث میں ذکر ہے کہ جو لوگ زمین پر ظلم و زیادتی کرتے ناحق لوگوں کو اذیت و تکلیف دیتے تھے ظلم و زیادتی، لوٹ مار ناحق قتل و خون کر کے خون بہاتے اور

خوش ہوتے تھے۔ جب ان کو دفن کیا جاتا تو قبر ان سے سوال کرتی ہے کہ تم میری پیٹھ جو ظلم کرتے تھے ناحق قتل و خون کرتے تھے آج میں ان سب کا بدلہ چکاؤں گی اور یہ کہتے ہوئے قبر دونوں طرف سے مردے کو دباتی ہے اس کی ہڈیاں پسلیاں چور چور ہو کر وہ آہ و بکا کرتا ہے۔ ہر روز صبح و شام آگ کی تپش اسکی قبر میں اس کو دکھائی جاتی اور اس کی گرمی سے مردہ جلتا رہتا ہے یہ بات قرآن نے بھی اپنی سورتوں میں فرعون و موسیٰ علیہ السلام کے مضمون میں بیان کی ہے۔ فرعون کو دنیا کے سارے ظالموں کا امام کہا گیا ہے۔ دنیا جہاں کے جس قدر ظالم مجرم قاتل ڈاکو لیرے ہوں گے ان کو فرعون کے گروہ میں شامل کر کے فرعون کا عذاب ان کو بھی چکھایا جائیگا۔ دن رات قبر کا ایک حصہ دوزخ کی آگ کی طرف کھول دیا جاتا ہے کہ وہ قبر کا عذاب آگ سے تپش لیتے رہیں روز قیامت کا عذاب اس کے علاوہ ہوگا۔ حضرت عبداللہ بن مسعود کا کہنا ہے کہ یہ آل فرعون ہیں ان کو صبح و شام دوزخ میں ان کا ٹھکانہ دکھایا جاتا ہے۔ یہ روایت حضور ﷺ کے حوالے سے انہوں سے بیان کی ہے۔ قبرستانوں کو پیر یا جمعرات غروب آفتاب سے پہلے جایا کرو۔ مردوں کو سلام کرو۔ مردے قبروں میں سنتے ہیں جواب نہیں دیتے، مردوں کے لئے فاتحہ کے لئے ایصال ثواب کرو، قبروں کے عذاب سورہ الفاتحہ کے اثر سے کم ہوتے ہیں، اس قدر موقوف ہو جاتے ہیں، اپنے مرنے والے مردوں کو قبر کے عذاب سے بچاؤ اور اپنی موت کو یاد کرو۔ مرنے والے کی روح موت کے بعد چالیس روز تک برابر اس کی رہائش کی جگہ کو یاد رکھتی ہے اس کی طرف لوٹ لوٹ کر آتی ہے۔ ایک وجہ تو اس کا تعلق زندگی بھر اس سے اس گھر کے لوگوں سے متعلق رہا تھا، اس کی یاد تازہ تازہ رہتی ہے۔ قبر کی تاریکی

اور وحشت سے جب گھبرا جاتا ہے تو سکون و راحت کے لئے اپنے گھر کی طرف رُوح لوٹ لوٹ کر آتی ہے۔ دوسرا سب رُوح قبر کے عذاب سے بچنے کے لئے اپنوں کو مدد کے لئے یاد کرتی ہے اور گھر کی طرف لوٹ کر بار بار آتی ہے تاکہ اس کے ورثاء اس کے نام پر صدقات خیرات دے کر اس کو قبر کے عذاب سے بچائیں اور بھوکوں کو کھانا کھلا کر ان کی دُعاؤں کو حاصل کریں اور مرنے والے کو ایصالِ ثواب کرائیں تاکہ رُوح کو قبر کا عذاب کم ہو سکے۔ جوں جوں مردے کا جسم سڑتا گلتا جاتا ہے اس پر عذاب زیادہ ہوتا رہتا ہے اس کو زیادہ تکلیف ہوتی ہے اس وقت خیرات و صدقات و دُعاؤں اور ایصالِ ثواب کی ضرورت زیادہ ہوتی ہے۔ مردہ لاش سڑ گل کر ہڈیوں کا ڈھانچہ باقی رہتا ہے اور گتہ گاری ہڈیوں کو بھی عذاب دیا جاتا رہتا ہے قبر مردہ لاش کو کھاجاتی ہے اور قبر خالی ہو جاتی ہے کچھ باقی نہیں رہتا۔ سب کچھ چورہ چورہ ہو کر خاک سے خاک مل جاتی ہے۔ اس خالی جگہ میں دوسرے مردہ لاش کو دفن کرتے ہیں۔ مومن بندہ جس کا نور ایمان زندگی کے ساتھ رہا اور موت کے وقت آخری حرف لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کا اس کی زبان سے نکلا وہ نور ایمان اس جگہ قبر میں روشن رہتا ہے اور اس جگہ دوسرا دفن ہونے والا بھی مومن متقی اور نیک اللہ کا بندہ ہوگا۔ یہ قانون اللہ کا ہے، مومن کی قبر میں مومن ہی دفن ہوگا۔ ظالم کی قبر میں دوسرا ظالم آئیگا۔ اللہ کا قانون ہر جگہ اس کی حکمت و مصلحت کا ہوگا۔ طبقات ابن سعد میں لکھا ہے کہ سعد بن معاذ کو جب موت کے بعد قبر میں دفنایا گیا تو قبر نے ان کی مردہ لاش کو اس قدر شدت سے دونوں طرف سے دبا یا کہ پسلیاں ٹوٹ گئیں۔ حضور ﷺ کے معصوم صاحبزادے حضرت ابراہیم کو آپ جب مدینہ میں دفن کرے تو دیکھا کہ قبر اس معصوم کو

دونوں طرف سے دبا کر گولا کر دی تھی۔ حضرت عبداللہ بن عمر کہتے ہیں کہ مدینہ میں حضور ﷺ کی دوسری صاحبزادی بی بی رقیہ کا انتقال ہوا، آپ ﷺ اس کے دفن کے وقت قبر پر بیٹھے رنجیدہ تھے دیکھا کہ چہرہ پر غم اور تکلیف کے آثار تھے۔ صحابہ دیکھ رہے تھے تھوڑی دیر بعد چہرہ پر مسرت کی لہریں نمودار ہوئیں۔ صحابہ نے پوچھا اس کی کیا وجہ ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کی وجہ میری بیٹی رقیہ کی کمزوری تھی جب قبر نے اس کی لاش کو دبوچا تو اس کی تکلیف دیکھ کر مجھے رنج ہوا۔ پھر قبر نے اس کو چھوڑ دیا تو مجھے تسلی ہوئی۔ ابوالقاسم سعدی نے اپنی کتاب الروح میں لکھا ہے کہ قبر کسی میت کو چھوڑتی نہیں۔ جو بھی آتا ہے قبر اس کو دونوں طرف سے دبوچتی اس کی ہڈی پہلی توڑ کر اس کو چورا چورا کر دیتی ہے، کوئی نیک اور بد اس سے بچا نہیں رہتا۔ مومن کے لئے تکلیف کچھ دیر کے لئے ہوتی ہے۔ کافر اور مشرک کے لئے یہ مستقل دباتی رہتی ہے اور تنگ ہوتی جاتی ہے۔ مومن کے لئے اللہ کے نیک بندوں کے لئے قبر کشادہ اور روشن کر دی جاتی ہے۔ قبر کا عذاب نہیں ہوتا، قبر کا عذاب مومن کے لئے بھی ہوتا ہے مگر تھوڑی دیر کے لئے ہوگا، اس کا آخری مقام روز قیامت کا قبر میں طے کیا جاتا ہے۔

قبر کے عذاب سے بچنے کے لئے حضور ﷺ نے صحابہ کو تاکید کی تھی کہ ہر روز صبح وشام اللہ کے ذکر کے ساتھ قبر کے عذاب سے مغفرت و معافی ضرور مانگا کرو۔ قبر کے عذاب سے خود کو بچاؤ اور صدقات و خیرات و توبہ استغفار ہر روز صبح وشام کرتے رہنا۔ قبر کسی کو نہیں چھوڑتی، قبر کے عذاب سے خود کو بچاؤ، نمازوں کی پابندی سے قبر کے عذاب کی دعائیں پڑھتے رہو۔ رات کو سوتے وقت سورہ تبارک الذی الملک ضرور پڑھا کرو یہ

قبر کے عذاب سے بچائی ہے۔ سورہ البقرہ کی آیات تلاوت کرتے رہو۔ یہ قبر کے عذاب سے بچائی رہتی ہے۔ زندگی میں دنیا کی مصیبتیں انسان کے ساتھ رہتی ہیں۔ مرنے کے بعد قبر کا عذاب قیامت تک قبر میں ہوتا رہتا ہے۔ اس کے لئے قرآن کی آیات سے ہدایات و نصیحتیں لیتے رہو۔ قرآن پڑھو اس کی آیات میں غور و فکر کرو۔ اپنی دنیا اور آخرت کو سنوارتے رہو۔

روح کی لوری

سورہ یسین۔ ۳۶ موت کیا ہے قرآن کا اشارہ سورہ نمبر ۳۶ یسین میں ہوتا ہے
 اِنَّا نَحْنُ نَحْيُ الْمَوْتِ وَ نَكْتُبُ مَا قَدَّمُوا وَ اَلْاٰرْ هُمْ مِّنْ كَلِّ شَيْءٍ فَا حَصْبٰنٰهٗ
 فِیْ اِمَامٍ یَّسِیْنِ: آیت ۱۲

موت اللہ کا حکم ہے موت اور حیات اللہ کی طرف سے اور آسمانوں میں کتاب یسین میں لکھی گئی ہے انسان جب نطفہ کی حالت سے انسانی شکل میں ماں کے پیٹ میں چار ماہ میں مکمل ہو جاتا ہے تو اللہ کے حکم سے فرشتے اس جسد خاکی میں زندگی کا حکم پہنچاتے ہیں۔ اللہ کی روح اس میں پھونک دیتے ہیں اس میں زندگی حیات پیدا ہوتی ہے اسی وقت اس کی موت کا رزق کا اور تقدیر سب کچھ پہلے سے لکھی جاتی ہے اور یہ سب محفوظ رہتا ہے۔ دنیا میں صبحی و شامی اسی طرح کے مطابق اس کے ساتھ ہوتا رہتا ہے۔ اس کی عمر کے منازل اس کی تقدیر رزق کے ساتھ طے ہوتے رہتے ہیں۔ موت کا وقت مقرر ہوتا ہے اسی وقت اس کو دنیا چھوڑ کر جانا ہوتا ہے۔ یہی پیغام تمام انبیاء علیہ

السلام اور مرسلین کا اپنی اپنی قوموں کو دیا گیا کہ یا درکھو اس دنیا سے اللہ کی طرف واپسی سب کے لئے ہے۔ اس واپسی کے لئے اسی زندگی سے تیاری کرتے رہنا ہے۔ آخرت سے باخبر رہنا ہے۔ حضور صلعم، کا اپنی قوم کے لئے وہی پیغام تھا کہ اپنی موت کو مت بھولو۔ آخرت کی طرف واپسی کا خیال رکھو اس کی تیاری اسی دنیا کی زندگی سے کرتے رہنا ہے۔ یہ قرآن امام نبیل کا پیغام لے کر آیا ہے جو آسمانوں میں محفوظ ہے اسی کے مطابق ہر شخص کو اس دنیا میں رہنا ہے اور یہاں سے جانا ہے۔ اللہ کے رسول صلعم نے یہی پیغام لوگوں تک مکمل کر کے پہنچا دیا ہے۔ اور حجتہ الوداع کے موقع پر سب لوگوں سے وعدہ لیا گیا کہ وہ آئندہ نسلوں تک قرآن کا امام سین کے پیغام پہنچاتے رہیں گے۔ اس اگر وہ اس پیغام کو نہ سنیں اور اگر نہ سنیں تو اس پر عمل نہ کریں تو یہہ تصور ان ہی کا ہے اور وہی اس کے ذمہ دار ہوں گے۔ اللہ کے رسول صلعم کا کام پہنچا دینا تھا اللہ کا پیغام، سب کو پہنچ چکا ہے۔ غفلت اور لا پرواہی کا کوئی علاج نہیں ہے۔ انسان خود ناکارہ نکلا۔ بھول جانے والا۔ ناشکر۔ نافرمان واقع ہوا ہے۔ سارا تصور انسان کا ہے جس بات سے منع کرو وہی کام بار بار کرتا ہے یہ اس کی عادت، فطرت ہے بچپن سے چلی آ رہی ہے۔ وہ اپنی فطرت سے مجبور ہے اس لئے مگر ایسی اس کا مقدر ہے۔ قرآن کا کام تو سبھا دینا تھا۔

اس دنیا میں شیطان بھی ہے اس کے بارے میں انسان کو پہلے ہی بتا دیا گیا تھا کہ اس سے خبردار ہو شیار رہنا وہ آدم کی اولاد کو گمراہ کرنے کا بیڑا اٹھایا ہوا ہے سب کو گمراہ کرتا ہے اس تنبیہ اور تاکید کے باوجود شیطان کے ورغلانے میں آکر انسان گمراہ ہے۔ قرآن کی ہدایت سے دور چلا جائے۔ رسول صلعم کی بات اور سنت ان کا طریقہ چھوڑ کر اپنا

(۱۰۱)

الگ طریقہ۔ اپنی الگ زندگی بنالے تو سارا قصور انسان ہی کا ہوا اور وہی اپنی موت کی سکرات کی تکلیف۔ عذاب موت کو برداشت کرے اس سے گزرے یہ مگر ابھی ضلالت انسان نے خود ہی قبول کی ہے اور وہی اس موت کی تکلیف میں ہے انسان خود اپنا آپ وٹن ہے۔ اس کی دشمنی موت کے وقت معلوم ہوتی ہے۔ روح اللہ کی امانت ہے اور وہ آپ اللہ کے حکم سے واپس جانجواہی ہے۔ موت سے اس کی زندگی ختم نہیں ہوتی۔ وہ اللہ پر ایمان و یقین کامل رکھے روز قیامت اللہ کی رحمت مغفرت اور بخشش۔ رسول صلعم کی شفاعت اس کو دوزخ کے عذاب سے بچا کر اللہ کی رحمت کے سائے میں لے آئیگی۔ اس پر ایمان و یقین رکھے اور موت پر صبر کرے۔ (۳۳ سورہ یسین)

روح کی لوری ہے مردون کے لئے تسکین اور تسلی دیتی ہے سکرات کے عالم جب روح موت کے فرشتوں کی ڈانٹ ڈیٹ سے گھبرا کر انسانی جسم کے رگ و ریشوں سے نپٹ جاتی ہے باہر نکلنا نہیں چاہتی۔ روح کے قبض ہونے میں دیر لگتی ہے۔ سکرات کا عالم طویل ہوتا جاتا ہے۔ ایک دو دن بعض اوقات ہفتوں مہینوں بعض اوقات سالوں تک یہ عالم مشاہدے میں آیا ہے۔ روح جسم سے باہر نہیں نکلتی۔ مردہ لاش پڑی رہتی ہے ایسے وقت سورہ یسین روح کی تسلی و سکون کے لئے مرنیوالے کے مزاج پڑھی جاتی ہے اس کو سن کر روح جسم سے باہر نکل جاتی ہے اور موت کے فرشتے اس کو قبض کر کے اوپر آسمانوں میں پہنچا دیتے ہیں سورہ یسین پڑھنے سے روح کو سکون اور دلاسا ملتا ہے اسی لئے وہ پڑھی جاتی ہے۔ قرآن کے مضامین کا پچوڑ اور خلاصہ ہے اس کو قرآن کا دل اور مرکزی سورہ کہا گیا ہے۔ اس سورہ کی سات سببیں ہیں اور ہر آیت جو سبب پر ختم ہوتی ہے اس کی

کینیت اس کی فضیلت آثار اور انوار ہوتے ہیں۔ انسانوں کے علاوہ جنات کے لئے بھی یہ سورت ان سب کی پسندیدہ اور مرغوب سورت ہے جنات جو انسانوں خصوصاً عورتوں اور بچوں پر حاوی ہو جاتے ہیں ان کے لئے سات مبین کا تعویذ بنا کر گلے میں لٹکانے سے جنات کا اثر عائب ہو جاتا ہے۔ سات مبین کی سات گرہیں کسی ڈوری یا دھاگے پر پڑھ کر سات بار گرہ لگائیں اور گلے میں ڈالیں۔ مجرب نسخہ ہے ملفوظات بزرگان دین میں اس کا ذکر ہے۔ سورہ یسین کی برکت اور فضیلت اور اس کے اثر کو بیان کرتی ہے۔

قرآن کا ارشاد سورہ نمبر ۳۶ یسین میں ہوتا ہے۔

انسانِ حنّ نَحْسِي السَّمَوْتِي وَنَكْبُ مَاقَدِمُوا وَاثَارِهِمْ وَكُلِّ شَيْءٍ
 احْتَصِيْنَهُ فِيْ اِمَامٍ مُّبِيْنٍ ۝ موت اللہ کا حکم ہے موت اور حیات اللہ کی طرف سے ہے اور اوپر آسمانوں میں کتاب مبین میں لکھدی گئی ہے۔ انسان جب نطقہ کی حالت سے انسانی شکل میں ماں کے پیٹ میں چار ماہ میں کھل ہو جاتا ہے تو اللہ کے حکم سے فرشتے اس جسد خاکی میں زندگی کا حکم پہنچاتے ہیں۔ اللہ کی روح اس میں پھونک دیتے ہیں۔ اس میں زندگی حیات پیدا ہوتی ہے اسی وقت اس کی موت رزق اور تقدیر سب کچھ پہلے سے لکھدی جاتی ہے اور یہ سب محفوظ رہتا ہے۔ دنیا میں صبح و شام اسی کے مطابق اس کے ساتھ ہوتا رہتا ہے۔ اسی عمر کے منازل اس کی تقریر رزق کے ساتھ طے ہوتے رہتے ہیں۔ موت کا وقت مقرر ہوتا ہے اسی وقت اس کو اس دنیا کو چھوڑ کر جانا ہوتا ہے۔ یہی پیغام تمام انبیاء علیہ السلام اور مرسلین کا اپنی اپنی قوموں کو دیا گیا کہ یاد رکھو اس دنیا سے اللہ کی طرف واپسی سب کے لئے ہے۔ اس واپسی کے لئے اسی زندگی سے تیاری کرتے

(۱۰۳)

رہنا ہے۔ آخرت سے باخبر رہنا ہے۔ حضور صلعم کا اپنی قوم کے لئے وہی پیغام تھا کہ اپنی موت کو مت بھولو۔ آخرت کی طرف واپسی کا خیال رکھو اس کی تیاری اسی دُنیا کی زندگی سے کرتے رہنا ہے۔ یہ قرآن امام مبین کا پیغام لے کر آیا ہے جو آسمانوں میں محفوظ ہے اسی کے مطابق ہر شخص کو اس دُنیا میں رہنا ہے اور یہاں سے جانا ہے۔ اللہ کے رسول صلعم نے یہ پیغام لوگوں تک مکمل کر کے پہنچا دیا ہے اور حجۃ الوداع کے موقع پر سب لوگوں سے وعدہ لیا گیا تھا کہ وہ آئینہ نسلوں تک قرآن کا امام مبین کا پیغام پہنچاتے رہیں گے۔ اب اگر وہ اس پیغام کو نہ سنیں اور اگر نہ سنیں تو اس پر عمل نہ کریں تو یہ قصور ان ہی کا ہے اور وہی اس کے ذمہ دار ہوں گے۔ اللہ کے رسول صلعم کا کام پہنچا دینا تھا اللہ کا پیغام سب کو پہنچ چکا ہے غفلت اور لاپرواہی کا کوئی علاج نہیں ہے۔ انسان خود ناکارہ نکلا۔ بھول جانے والا۔ ناشکرانا فرمان واقع ہوا ہے۔ سارا قصور انسان کا ہے جس بات سے منع کرو وہی کام بار بار کرتا ہے۔ یہ اس کی عادت فطرت بچپن سے چلی آرہی ہے۔ وہ اپنی فطرت سے مجبور ہے اس لئے گمراہی اس کا مقدر ہے۔ قرآن کا کام تو سمجھا دینا تھا۔ اس دُنیا میں شیطان بھی ہے اس کے بارے میں انسان کو پہلے ہی سے چتا دیا گیا تھا کہ اس سے خبردار ہوشیار رہنا۔ وہ آدم کی اولاد کو گمراہ کرنے کا بیڑا اٹھایا ہوا ہے سب کو گمراہ کرتا ہے۔ اس تنبیہ اور تاکید کے باوجود شیطان کے ورغلانے میں آکر انسان گمراہ رہے۔ قرآن کی ہدایت سے دور چلا جائے۔ رسول اللہ صلعم کی بات اور سنت ان کا طریقہ چھوڑ کر اپنا الگ طریقہ۔ اپنی الگ زندگی بنانے تو قصور سارا تو انسان ہی کا ہوا اور وہی اپنی موت کی سکرات کی تکلیف عذابِ موت کو برداشت کرے اس سے گذرے یہ گمراہی

(۱۰۳)

ضلالت انسان نے خود ہی قبول کی ہے اور وہی اس موت کی تکلیف میں ہے۔ انسان خود اپنا آپ دشمن ہے اس کی دشمنی موت کے وقت معلوم ہوتی ہے۔ روح اللہ کی امانت ہے اور وہ اب اللہ کے حکم سے واپس جانے والی ہے۔ موت سے اسکی زندگی ختم نہیں ہوتی۔ وہ اللہ پر ایمان و یقین کامل رکھے روز قیامت اللہ کی رحمت مغفرت اور بخشش رسول اللہ صلعم کی شفاعت اس کو دوزخ کے عذاب سے بچا کر اللہ کی رحمت کے سائے میں لے آئیگی۔ اس پر ایمان و یقین رکھے اور موت پر صبر کرے۔ سورہ یٰسین روح کی لوری ہے۔ مردوں کے لئے تسکین اور تسلی دیتی ہے۔ سکرات کے عالم میں جب روح موت کے فرشتوں کی ڈانٹ ڈپٹ سے گھبرا کر انسانی جسم کے رگ و پیشوں سے لپٹ جاتی ہے باہر نکلنا نہیں چاہتی۔ روح کے قبض ہونے میں دیر لگتی ہے۔ سکرت کا عالم طویل ہوتا جاتا ہے۔ ایک دو دن بعض اوقات ہفتوں مہینوں بعض اوقات سالوں تک یہ عالم مشاہدے میں آیا ہے۔ روح جسم سے باہر نہیں نکلتی۔ مردہ لاش پڑی رہتی ہے ایسے وقت سورہ یٰسین روح کی تسلی و سکون کے لئے، مرنے والے کے سر اپنے پڑھی جاتی ہے اس کو سن کر روح کو تسلی ملتی ہے۔ آخرت کی بخشش رسول صلعم کی شفاعت کے بھروسے پر وہ جسم سے باہر نکل آتی ہے اور موت کے فرشتے اس کو قبض کر کے اوپر آسمانوں میں پہنچا دیتے ہیں۔ سورہ یٰسین پڑھنے سے روح کو سکون اور دلاسا ملتا ہے۔ اسی لئے وہ پڑھی جاتی ہے یہ قرآن کے مضامین کا نچوڑ اور خلاصہ ہے اس کو قرآن کا دل اور مرکزی سورہ کہا گیا ہے۔ اس سورہ کی سات مین ہیں اور ہر آیت جو مین پر ختم ہوتی ہے اس کی کیفیت اس کی فضیلت اثار اور انوار ہوتے ہیں۔ انسانوں کے علاوہ جنات کے لئے بھی یہ سورت ان

سب کی پسندیدہ اور مرغوب سورت ہے۔ جنات جو انسانوں خصوصاً عورتوں اور بچوں پر حادی ہو جاتے ہیں ان کے لئے سات مہین کا تعویذ بنا کر گلے میں لٹکانے سے جنات کا اثر غائب ہو جاتا ہے۔ سات مہین کی سات گرہیں کی ڈوری یادھاگے پر پڑھ کر سات بار گرہ لگائیں اور گلے میں ڈالیں مجرب نسخہ ہے۔ ملفوظات بزرگان دین میں اس کا ذکر ہے۔ سورہ یسین کی برکت اور فضیلت اور اس کے اثر کو بیان کرتی ہے۔

عذاب قبر کا حال

حضور ﷺ نے صحابہ کو تاکید کی تھی کہ قبر کے عذاب سے بچتے رہو اور اللہ کی پناہ مانگتے رہو۔ ان لوگوں کو جو طہارت اور پاکیزگی کا خیال نہیں رکھتے۔ پیشاب کے بعد پیشاب کے قطرے جسم یا کپڑوں پر نجاست بن جاتے ہیں جسم کو گندہ کر دیتے ہیں۔ ایسے گندے جسم عذاب قبر کے زیادہ مستحق ہوتے ہیں۔ اس نجاست سے خود کو بچاتے رہو جسم کی طہارت و پاکیزگی کا زیادہ خیال رکھو۔

۲۔ ظالموں پر جو ناحق مظلوموں پر ظلم و زیادتی کرتے رہتے ہیں۔ بلا ذہبہ مومن مردوں اور عورتوں کو ستاتے اور تکلیف و اذیت دیتے ہیں ان کو قبر کا عذاب ہر وقت ہوتا رہیگا۔

۳۔ قاتلوں کو جو ناحق لوگوں کا خون بہاتے ہیں اور انتقام لیتے ہیں ان کو ہر وقت آگ کا عذاب قبر میں دیا جاتا رہتا ہے قیامت تک یہ عذاب مستقل

۱۔ درباری نواب نیر الملک کے نام سے مشہور ہوا تھا صفحہ ۲۰۷۔ ۱۰۸

(۱۰۶)

صبح و شام ملتا پیگا۔ پیاس کی شدت سے اس کی زبان خشک رہیگی پانی مانگتا رہتا ہے لیکن پانی نہیں ملتا۔

۴۔ قبرستانوں میں مردے دفن کرنے والوں نے بیان کیا کہ دفن کرنے کے لئے ایک قبر کھودی جا رہی تھی۔ جہاں زمین پر کدال چلائی جاتی وہاں سے بچھو نکلتے اور کدال کے اوپر تک چڑھ آتے تھے۔ انہوں نے جگہ بدل دی دوسری صاف جگہ قبر کھودی کچھ گہرائی پر پھر وہی بچھو نظر آئے کدال کے اوپر چڑھنے لگے۔ وہ جگہ بھی موقوف کر دی۔ ایک اور جگہ کچھ فاصلہ پر قبر کھودی وہاں بھی وہی منظر نظر آیا۔ انہوں نے قبرستان میں میت کو قبول کرنے سے معذرت کر دی۔

۵۔ ایک اور موقع پر قبر تیار کی گئی میت کا انتظار ہونے لگا۔ جب میت آئی دفن ہونے سے پہلے قبر میں سانپ بیٹھا نظر آیا۔ لوگ گھبرائے بھاگ کھڑے ہوئے کسی نے ایک بزرگ سے مشورہ کیا جو وہاں قبرستان میں نظر آئے۔ انہوں نے وہاں جا کر سانپ سے کہا، آپ کچھ دیر کے لئے یہاں سے ہٹ جائیں تاکہ میت کو قبر میں اتار سکیں۔ آپ کے ڈر سے میت قبر میں نہیں اتاری جا رہی ہے تو وہ سانپ وہاں سے غائب ہو گیا۔ قبر خالی تھی میت کو دفن کر کے لوگ رخصت ہوئے۔ اللہ بہتر جانتا ہے کہ اس کے بعد وہاں کیا ہو۔

(۱۰۷)

۶۔ ایک واقعہ قبرستان میں رونما ہوا اس کا ذکر روزنامہ کراچی میں لوگوں نے پڑھا حیرت ہوئی کہ ایسے واقعات عام طور پر آج کے زمانے میں لوگوں کی عبرت کے لئے لکھے جا رہے ہیں کہ قبرتیار ہوئی اور مردہ کو قبر میں اتارا گیا۔ قبر پر مٹی ڈال کر فاتحہ خوانی کی گئی۔ لوگ قبر پر تازہ پھولوں کی چادر ڈال کر وہاں سے رخصت ہوئے ہی تھی کہ قبر بیٹھ گئی مردہ کفن بردوش قبر کے اوپر اندر سے باہر آ گیا۔ قبر نے قبول نہیں کیا لوگ حیران ہوئے۔ دوبارہ قبر صاف کر کے مردہ لاش کو دوبارہ اتارا گیا دوبارہ قبر بند کر کے فاتحہ خوانی ہوئی۔ لوگ رخصت ہوئے ہی تھے کہ کچھ دیر بعد وہی منظر دوبارہ سامنے تھا۔ مردہ کفن بردوش قبر کے اوپر آ گیا تھا۔ ورنہ پریشان ہو کر علماء سے متقی حضرات سے مشورہ کیا گیا اور بتایا گیا کہ قبر کو مردہ قبول نہیں ہے۔ مردہ کو پتھر باندھ کر سمندر کی گہرائی میں ڈال دو۔ اس کے لئے وہی جگہ مقرر کی گئی ہے۔ یہ واقعہ پاکستان کے شہر کراچی کا آنکھوں دیکھا ہے

۷۔ شہر حیدرآباد دکن کا ایک قدیم واقعہ جو پچھلے زمانہ میں مشہور ہوا۔ بڑی بوڑھیوں کی زبانی عام ہوا بیان کیا جاتا ہے کہ نظام حیدرآباد کے ایک درباری کی خوبصورت پری چہرہ نازک اندام بیوی نواب صاحب کی چہیتی دل پسند تھی۔ اس کا انتقال ہوا تو نواب نے اس چہیتی خوبصورت بیگم کی

تجہیز و تکفین کے لئے اعلیٰ ریشمی کپڑے کا کفن اس کے لئے تیار کروایا۔ اس میں اس کو رکھا، محل کے باغیچے میں اس کی قبر تیار کی اس کا نمل کا فرش اور پردے اور قالین کا فرش بچھا کر اپنی بیگم کو دفن کیا۔ حجرہ نما قبر کو بجلی کے قسموں سے اندر کی طرف روشنی کا انتظام کر کے بڑے اہتمام و احتیاط سے دفن کیا۔ اس کا غم منایا، صدقات خیرات کئے، غریبوں میں کھانا تقسیم کیا۔ حفاظ قرآن کو گھر میں تین دن بیٹھا کر ختم القرآن کروایا۔ غم سے کچھ سکون حاصل کیا، بیگم کی یاد ستاتی رہی، ایک رات خواب دیکھا کہ قبر میں بیگم نہیں تھی۔ دوسرے دن صبح انہوں نے اپنے ملازمین کو بلا کر کہا کہ قبر کو کھودو۔ ملازمین نے نواب کو منع کیا کہ سرکار ایسا نہ کریں اس کی اجازت شرع میں نہیں ہے کہ مردہ دفن کرنے کے بعد قبر کو کھودیں۔ نواب تو اپنے دیکھے خواب کی تعبیر چاہتے تھے۔ جو وہ کسی کو کہنا پسند نہیں کرتے خود معلوم کرنا چاہتے تھے۔

نواب نے ضد کی اور حکم دیا کہ حکم کی تعمیل ہو۔ چاروں طرف سے قنات گھیر کر احتیاط سے قبر کھودی گئی اور قبر کے پردے کھول کر دیکھا گیا تو کیا دیکھتے ہیں کہ قبر مٹی کی جس طرح کھودی گئی بالکل اسی طرح ہے، نمل کی خواب کے پردے قالین قیمتی کفن دنیا کی کوئی چیز وہاں نہیں تھی۔ قبر کی چار دیواری کے ایک کونے میں ایک برہنہ مادرزاد عورت بیٹھی سکھوی ہوئی اس کا چہرہ اس کے لاسبے بالوں سے چھپا ہوا، بیٹھی دیکھی، نواب یہ منظر

(۱۰۹)

دیکھ کر گھبرائے اور چیخ ماری اور کہا قبر کو بند کر دو۔ مٹی ڈال دو جیسی پہلے ہی بالکل اس طرح کر دو۔ اس کا کسی سے ذکر نہ کرنا۔ نواب اپنے محل میں واپس چلے گئے۔ واقعہ عام ہو گیا یہ سب عبرت کے سبق ہیں ہزاروں واقعات میں جو بیان کئے جاسکتے ہیں۔

شب معراج اللہ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو اوپر آسمانوں میں سواری بھیج کر بلایا۔ باریابی بخشی اور امت محمدی کے لئے تحفہ نماز دیا۔ جبرائیل علیہ السلام کو حکم دیا کہ میرے مہمان کو دوزخ کی دور سے سیر کراؤ اور دکھاؤ کہ اللہ کے نافرمانوں کے لئے عذاب کس قدر ہوتے ہیں۔ قرآن کی سورہ بنی اسرائیل ہے۔ قوم ثمود حضرت صالح علیہ السلام کی نافرمان قوم تھی اس کے عذاب کے منظر کو سورہ میں پیش کیا گیا ہے اور احادیث میں اور مثالیں و منظر کا ذکر ہے۔ یہ عبرت ناک واقعات اور قصے لوگوں کو زندگی میں خبردار کرنے اور عبرت دلانے کے لئے کافی ہیں لوگ محتاط ہو جائیں اور اعمال درست کر لیں اپنے انجام اور یقین آخرت کی تیاری اسی زندگی سے جاری رکھیں تاکہ موت آسان ہو۔ قبر کی زندگی آرام سے طے ہو۔ روز قیامت کی پوری پوری تیاری اسی دنیا کی زندگی سے کر کے واپس لوٹیں۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو توفیق عطا کرے کہ وہ اپنی عافیت کے لئے زاد راہ آخرت ساتھ لے کر جائیں۔

مومن کا جنازہ

اکثر لوگوں نے ایمان والے پر نور جنازوں کو اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے اور بے نور کے جنازوں کو قبرستانوں میں جاتے وقت ان کی کیفیات اور اثرات کو بھی دیکھا

ہے۔ قدرت لوگوں کو اپنے آثار رحمت سے اس دنیا میں معجزے دکھاتی رہتی ہے۔ عقل والے ایمان والے اور سمجھ رکھنے والے اس کو روز آئندہ دیکھتے ہیں اور بیان کرتے ہیں اور ان تجربات اور مشاہدات سے گذرتے رہتے ہیں لیکن جن کی بصیرت نور ایمان کی روشنی کی انھیں کچھ خبر نہیں کہ یہ کیا ہے۔ ایک تمثیل ہے۔ ”ہیرامنڈی“ دلی میں ایک طوائف کا حال لوگوں نے دیکھا اور بیان کیا ہے اس کو یہاں بیان کرتے ہیں۔ ڈیرہ دار طوائف کی بڑی شہرت تھی، خواہشمند اس پر فدا ہونے والوں کا ہر وقت ہجوم رہتا تھا، اس کی محفلیں سچی سچائی سب جانتے تھے۔ ایک دن وہ اپنے کوٹھے پر سچی سچائی اپنے چاہنے والوں کے جگمگٹے میں خوش فعلیوں میں مصروف تھی، کوٹھے کے نیچے سے ایک جنازہ گذر رہا تھا اور مجمع سے کلمہ شہادت کی آوازیں اور پرتک آرہی تھیں۔ طوائف نے اپنی خادمہ کو آواز دی اور اس سے کہا کہ نیچے جا کر دیکھ یہ شور یکا یک کس طرح ہو رہا ہے۔ خادمہ دوڑتی ہوئی کوٹھے سے تیز تیز بیڑھیاں پار کرتی ہوئی نیچے پہنچی تو دیکھا کہ جنازہ آگے نکل گیا ہے کچھ لوگ اسی کے پیچھے چل رہے ہیں اور کچھ اس سے متعلق باتیں کر رہے ہیں۔ خادمہ یہ تماشا دیکھ کر اوپر آئی اور اپنی بالکن سے کہا کہ کسی آدمی کا جنازہ جا رہا تھا، میرے وہاں تک جانے سے پہلے وہ گذر بھی گیا۔ طوائف سن کر خاموش سی ہو گئی۔ خادمہ نے پھر کہا! بی بی جی! مرنے والا جنتی تھا۔ طوائف نے پوچھا یہ بات تجھے کیسے معلوم ہوئی، جنازہ تو گذر چکا تھا۔ خادمہ نے کہا! بی بی جی! مجھے کیا معلوم، وہاں لوگ باتیں کر رہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ مرنے والا جنتی ہے! جو بات میں نے لوگوں سے سنی تھی وہی بیان کر رہی ہوں۔ یہ کہہ کر خادمہ اندر چلی گئی۔ طوائف یہ جواب سن کر کچھ کھوسی گئی، چپ چاپ بیٹھی رہی، پھر وہ

محفل سے اٹھ کر خلوت میں چلی گئی۔ خادمہ کو آواز دے کر بلایا اور کہا، مہمانوں سے معذرت کر لو اور کہنا کہ میرے سر میں درد ہو رہا ہے آج معافی دیں اور محفل برخاست کریں۔ لوگوں کا آس پڑوس والوں کا بیان ہے کہ اس دن کے وقوع کے بعد انہوں نے وہاں اس طوائف کو کبھی نہیں دیکھا اور نہ اس کا اتہ پتہ کسی کو معلوم ہوا کہ وہ طوائف کہاں گئی اور کیوں گئی، اپنا پیشہ اپنا کاروبار منفعت والا سب کچھ چھوڑ کر کہاں گوشہ نشین ہوئی کہ اس کو اب کوئی نہ جانتا اور نہ پہچانتا ہے۔ مومن کا جنازہ تھا اپنا فیض دکھا کر گذر گیا۔

صاحب ایمان لوگوں کے جنازے بھی اپنے اندر ایمان کی طاقت روحانی قوت ایسی رکھتے ہیں کہ گناہگاروں، نافرمانوں اور بدکاروں کے لئے ہدایت و رہنمائی کے روحانی اثرات و کیفیات رکھتے ہیں اس کا فیض چلتا رہتا ہے۔ اس کے برخلاف لاہور میں ایک جنازہ اور جنازہ کے ساتھ چلنے والوں نے حال حال میں ایک ایسا منظر بھی دیکھا ہے کہ جو نبی جنازہ قبرستان میں پہنچتا ہے، شہد کی مکھیوں کا ہجوم اس پر ٹوٹ پڑا اور سب کو اپنی سونڈ سے ڈسنا شروع کیا۔ لوگ جنازہ چھوڑ کر بھاگنے لگے، جنازہ پر مکھیوں کا قبضہ تھا بڑی مشکل سے قبر میں اتارا گیا اس وقت بھی کھیاں مردہ لاش سے لپٹی ہوئی تھیں۔ *فَاعْتَبِرْ وَبِأَوَّلِي الْأَبْصَارِ ۝*

ملفوظات بزرگان دین میں لکھا ہوا ہے کہ مومن مسلمانوں کو چاہئے کہ اپنے ایمان کی حفاظت رکھے اور جن کرے کہ دنیا سے رخصت ہوتے ہوئے اپنا دین اور ایمان صحیح سلامت ساتھ لے کر جائیں تاکہ قبر میں آرام و سکون ملے۔ آخرت کی منزل آسان ہو سکے۔ فرمایا گیا، بعد نماز مغرب پابندی نماز کے ساتھ دو رکعت حفاظت ایمان

کی نیت سے ادا کرے۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ سورہ الفاتحہ کے بعد پہلی رکعت میں سورہ اخلاص تین بار پڑھے اور رکعت پوری کرے۔ دوسری رکعت میں سورہ الفاتحہ کے بعد سورہ فلق اور سورہ الناس سات بار پڑھے اور نماز پوری کرے اور سجدہ میں جا کر حفاظت ایمان کی دعا کرے گناہوں کی مغفرت اور بخشش کی دعائیں کرے۔ نماز ختم کر کے اٹھتے ہوئے یا حافظ یا رحیم یا رحمن پڑھتا جائے۔ نماز کی پابندی وقت کے ساتھ رکھیں اللہ سے رشتہ اور نانا جوڑ کر رکھیں۔

موت کا عجیب واقعہ

خانقاہ صوفیا میں ایک صوفی نے اپنے ساتھی کا ایک قصہ سنایا ہے۔ فرماتے ہیں کہ ہر سال حج بیت اللہ کے قافلے جاتے تو ان میں کچھ صوفی حضرات حسب معمول بھیجے جاتے تھے۔ ان میں ایک بزرگ نے اپنا جانا ملتوی کر رکھا تھا۔ ان کی دلی خواہش تھی کہ وہ بیت اللہ جائیں گے تو پھر مدینہ المنورہ کی زیارت سے کبھی واپس ہندوستان نہیں آئیں گے جنت بقیع کے قبرستان کی خاک کا پیوند ہو جائیں گے۔

کافی مدت کے بعد جب وہ علیل رہنے لگے قوی مضمحل دکھائی دینے لگے اپنی موت کا یقین ہو چلا تو اپنی دلی آرزو کی تکمیل کے موزوں وقت کے انتظار میں تھے۔ قدرت نے انھیں اسباب پیدا کر دیئے کہ حج بیت اللہ کے قافلوں کا سلسلہ شروع ہوا تو وہ بزرگ بھی ان میں شامل ہو کر چلے اور پھر قافلے والوں کے ساتھ واپس نہیں آئے۔ ان کے ساتھیوں نے خیال کیا کہ اللہ نے ان کی مراد پوری کر دی ہوگی ان

کے لئے فاتحہ ایصال و ثواب کر کے خاموش ہو گئے انھیں بھول بھال گئے۔ کچھ عرصہ بعد وہی بزرگ خانقاہ میں آئے سب سے ملاقات کی سب لوگوں کو تعجب ہوا کہ وہ انھیں مرحوم جانتے تھے اور وہ اتنے سالوں بعد واپس اپنے وطن آ گئے ان کی دلی مراد کیا قبولیت کے درجے پر نہ تھی۔ وہ بزرگ نے اپنا حال سنایا اور کہا کہ میں جب بیت اللہ پہنچا تو میری صحت بحال ہو گئی تھی میں بھلا چنگا ہو گیا حج بیت اللہ سے فارغ ہو کر مدینہ المنورہ پہنچا، میری دلی مراد کی منزل مجھے مل گئی تھی مگر میں وہاں کاروبار میں مصروف ہو گیا۔ ایک شب خواب میں دیکھا کہ میں جنت البقیع میں کھڑا دیکھ رہا ہوں کہ کچھ لوگ جمع ہیں اور وہاں سے ذن شدہ لاشوں کو قبروں سے نکال رہے ہیں اور انھیں وہاں سے کہیں اور لیجا رہے ہیں اور ان کھلی قبروں میں باہر سے مردوں کو لاکر وہاں دفنارہے ہیں میں حیران تھا کہ یہ کون لوگ ہیں اور کیا کر رہے ہیں، میں قریب گیا وہاں ایک شخص سے پوچھا۔ بھائی یہ سب کیا ہو رہا ہے؟ وہ کہنے لگا جنت البقیع سے مردہ لاشوں کو نکال کر ان کی جگہ پہنچا رہے ہیں جو اپنی خواہش سے یہاں اپنے لوگوں کی سفارش سے ذن کر دیئے گئے تھے جبکہ یہ جگہ ان کے لئے بالکل نہیں تھی اسی لئے یہاں کے رہنے والوں کو باہر سے نکال کر یہاں بسایا جا رہا ہے اور یہی لوگ روز قیامت حیات بعد الموت پا کر یہاں سے نکلیں گے۔ یہ سابقوں الاولون اور صالحین و متقین لوگوں کے لئے جگہ ہے۔ یہاں ان کو بسایا جائیگا۔ اس خواب کے رونما ہونے کے بعد میرا دل اس جگہ سے اچاٹ ہو گیا اور میں اپنی قسمت کو روتا رہا کہ کہاں میری دلی تمنا اور خواہش جس کے انتظار میں میں اتنے سالوں یہ تمنا اپنے دل میں جگا تا رہا اس کے لئے انتظار کی اور منزلیں گنتا رہا اور جب

مجھ سے بہری منزل تریب تھی تو یہ جواب بھی مل گیا کہ موت کی تمنا سے موت نہیں ملتی۔ موت کا وقت تو پہلے سے متعین کر دیا گیا ہے وہ اپنے وقت پر آجیگی اور جہاں آجیگی اور ہاں دفن ہوں گے وہ بھی پہلے ہی سے تقدیر میں لکھا گیا ہے اس کا انتظار کرو اپنی حسرت اپنے ساتھ واپس لے کر جہاں سے آئے ہو وہاں چلے جاؤ۔ عذاب قبر کی ایک بڑی وجہ دنیا سے محبت اور دلچسپی ہے۔ دنیا کی رونق سے جس قدر انسان کا تعلق ہوگا اسی قدر اس کو موت کا ڈر اور خوف لگا رہتا ہے۔ اس کی کوشش ہوتی ہے کہ موت آنے سے پہلے اپنے دل کی اندر کی حسرتیں آرزوئیں اور خواہشیں پوری کر لے۔ اس لئے وہ اپنا وقت اور دولت فضول سیر و تفریحات میں اڑاتے ہیں اس کے لئے قرضے سو درہم پر لیتے ہیں سیر و تفریحات کا کوئی موقعہ ہاتھ سے جانے نہیں دیتے۔ ان کا سارا وقت دنیا کی دلچسپیوں میں معلومات اکٹھا کرنے اور وقت ضائع کرنے میں گذرتا ہے اور اس قدر لغویات بیہودہ خیالات ہر وقت ان کے خیال و تصورات میں چکر لگاتے رہتے ہیں۔ ان ہی دنیا کے ہنگاموں میں ناگہانی آفات کا شکار ہو کر ختم ہو جاتے ہیں ان کو قبر کا عذاب بہت سخت ہوتا ہے۔

اکثر دنیا دار سود خوار ہوتے ہیں۔ انہیں دنیا کی حرص و لالچ دولت کمانے پر اسکاٹی رہتی ہے اور وہ ہر جائز اور ناجائز طریقے سے دولت کمانے کے منصوبہ بناتے رہتے ہیں۔ ان منصوبوں میں عوام کو دھوکا دینے اور جھوٹے اشتہارات کو بڑھا چڑھا کر لوگوں کے سامنے پیش کرتے تاکہ لوگ حرص و لالچ میں ان کی طرف توجہ دیں اور اپنی کمائی ان کے اوپر خرچ کریں۔ انسان کی بنیادی کمزوری حرص و لالچ ہے اور ہر شخص جلد سے جلد بڑا آدمی بننا چاہتا ہے اس کے لئے ہر طریقے سے دولت کا حصول اس کے پیش

نظر رہتا ہے۔ ہر فن آج کل کا رو بار بن گیا۔ جھوٹ، دھوکہ فریب سے دولت کمانا ایسے لوگوں کی موت عبرت ناک اور دنیا میں ذلت اور سوائی کی بنتی ہے انھیں قبر کا عذاب سب سے زیادہ ملتا ہے۔ حدیث میں ذکر ہے کہ دنیا دار خدا کی رحمتوں اور برکتوں سے محروم ہو جاتا ہے۔ دین داروں کے نزدیک دنیا گناہوں کا گھر ہے اللہ کی یاد سے غافل کر دیتی ہے، قابلِ نفرت جگہ ہے، بازارِ فتنہ و فساد کی جگہ اور دھوکے فریب کی تجارت کا مرکز ہوتا ہے ہر قسم کی چیز بازار میں بکے آتی ہے ناداں لوگ دنیا کی حرص و لالچ میں اپنی زندگی کی نیلامی سے بے آبرو ہو جاتے ہیں۔ قرآن اور حدیث میں یہ مضمون ہے کہ انسان کو اللہ تعالیٰ نے ایک دل عطا کیا ہے اس میں صرف ایک کی محبت ہو سکتی ہے۔ دنیا سے محبت کر دیا اللہ سے اس کے دین سے محبت کر دے جو لوگ دین اور دنیا سے برابر کی رغبت رکھتے ہیں اور دونوں پسند کرتے ہیں وہ منافق ہیں دھوکے اور فریب ہیں انھیں نہ دنیا ملیگی اور نہ دین ملیگا۔ دنیا اور دین کے درمیان لٹکے اچھے انجام سے بے خبر ہوتے ہیں۔ انسان کی تخلیق کا مقصد معرفتِ خودی اور معرفتِ الہی ہے دنیا کے مزے لوٹنے کے لئے انسان کو پیدا نہیں کیا گیا ہے۔ جو شخص اس دنیا میں اپنی حقیقت سے بے خبر رہا وہ گویا اندھا اور بہرا اس دنیا میں رہا اور اندھا اور بہرا ہی اس دنیا سے واپس گیا۔ دنیا میں جی لگانا گویا اللہ کی رحمت سے خود کو محروم کر لینا ہے۔ نصیب اپنا اپنا مقدر اور نصیب انسان خود اپنا بناتا ہے۔

شبِ محرمِ حج کی سیر

حضرت جبرئیل علیہ السلام اللہ کے مہمان کو ایک ایسی قوم کے پاس لے گئے

جن کے پیٹ پھولے ہوئے اس میں سے آگ کے شعلے نکل رہے ہیں یہ سود خور لوگوں کی سزا تھی جو روز قیامت آگ میں ڈالے جائیں گے۔ کچھ لوگوں کو اس طرح دیکھا کہ ان کے لہوں سے آگ کے شعلے نکل رہے ہیں سود کھانے والے لوگ ہیں۔ حدیث میں ذکر ہے کہ ہم جنس پرست جو عورتوں کو چھوڑ کر مردوں سے جنسی رغبت رکھتے ہیں اللہ تعالیٰ ان پر لعنت بھیجتا ہے لواطت میں زندگی گزارنے والوں کو دنیا میں بھی ذلت اور موت کے بعد قبر میں خنزیر بنا کر رکھا جائیگا جو گندگی کھاتا رہیگا۔ حضرت عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا جو مومن شرابی ہوگا اس کا منہ قبلہ کی سمت سے پلٹا ہوا رہیگا اس دنیا میں بھی اور قبر کے اندر بھی اس کی نہ نماز قبول ہوگی نہ روزہ اور نہ حج۔ جب تک وہ شراب سے توبہ نہ کرے اور اللہ سے معافی نہ طلب کرے۔ جو لوگ اپنے ماں باپ کی خدمت و اطاعت نہیں کرتے اور ماں باپ ان سے ناراض ہوں تو اللہ بھی ان کی نماز روزہ حج اور زکوٰۃ قبول نہیں کرتا۔ اس کو قبر کا عذاب زیادہ ہوگا۔

ایک بوڑھی عورت حضور ﷺ کی خدمت میں آئی اور کہنے لگی۔ میں بیوہ عورت ہوں میری ایک لڑکی تھی میں نے اس کا بیاہ کر دیا تھا، کچھ عرصہ بعد وہ مر گئی مجھے اس کا بہت صدمہ تھا۔ اس کو یاد کرتی رہتی تھی اس نے خواب میں مرحوم بیٹی کو دیکھا کہ وہ سوئی پر چڑھی ہوئی ہے اور فریاد کر رہی ہے، رو رہی ہے۔ آپ ﷺ نے پوچھا کہ اس کا شوہر کہاں ہے اس کو ساتھ لے کر آؤ۔ بڑھیا اپنے داماد کو ساتھ لے کر آئی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اپنے ساتھ لے کر قبرستان گئے اور اس کی قبر پر کھڑے ہو کر اس کے شوہر سے مرحومہ بیوی کی معافی اور بخشش کی دعا کرائی کہ بس کی خبر کا عذاب اللہ کم کر دے۔

جو لوگ ناحق لوگوں پر ظلم کرتے ہیں، ستاتے اور تکلیف دیتے ہیں مسلم مرد مسلم عورت دونوں پر اللہ کا غضب ہوگا اور ان کی قبروں کا عذاب دن رات ہوتا رہتا ہے۔ روز قیامت بیویوں کو شوہر کی نافرمانی اور شوہر کو تنگ کرنے اور پریشاں کرنے اور اس کا مال اس کی مرضی کے بغیر چوری کرنے کی سخت سزا دی جائیگی اور قبر کا عذاب بھی ہوتا رہیگا۔

احادیث میں ایسی بہت سی روایات واقعات اور حالات مردوں کے عذاب قبر کے موجود ہیں ان میں سے چند بطور نمونہ لکھے گئے ہیں۔ دین سے متعلق احادیث کی کتابوں کو مطالعہ میں رکھیں تو بہت سی نئی باتیں معلوم ہوں گی جن سے لوگ ابھی تک ناواقف ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ سے فرمایا۔ موت کے بعد مردے کو قبر کا عذاب ہوتا رہتا ہے اس سے کوئی بچ نہیں سکتا۔ ہر مومن مرد اور عورت کو چاہیے کہ عذاب قبر سے اللہ کی پناہ طلب کرے۔ صبح و شام ہر روز اللہ سے اپنے گناہوں کی معافی و بخشش مانگے۔ توبہ و استغفار کرتا رہے۔ اللہ کی یاد اور ذکر میں اپنا رشتہ جوڑے رکھے۔ پانچ وقت کے نمازی روزہ و روزہ دار زکوٰۃ دینے اور حج و عمرہ کی عبادت سے اپنے زندگی بھر کے گناہ معاف کرانے والوں کو قبر کا عذاب نہیں دیا جاتا۔ قبر کا عذاب ان کو دیا جاتا ہے جو نور ایمان سے خالی ہوتے ہیں اللہ کی نافرمانی اور ناسمجری کرتے ہیں۔ تـکـارک الصلوٰۃ۔ ارکان دین کی خلاف ورزی کر کے رخصت ہوتے ہیں۔ صدقہ جاریہ کے کام نیکیاں، حقوق اللہ اور حقوق العباد صدقات خیرات، قرضہ حسنہ دینے والوں ماں باپ کی اطاعت اور خدمت کرنے والوں بیویوں کو خوش رکھنے اور حسن سلوک سے رہنے والوں کے لئے قبر کا عذاب نہیں دیا جاتا۔ جو لوگ ماں باپ اور اپنی اولاد کے لئے اور

اولاد مرحوم والدین کے لئے جو دعائیں مغفرت و بخشش کے ایصالِ ثواب پہنچاتے رہتے ہیں ان سے قبر کا عذاب موقوف کر دیا جاتا ہے۔ جو لوگ قبرستان جا کر مردوں پر ایصالِ ثواب کرتے ہیں اس کا اجر قبر کے مردوں کو پہنچتا ہے؛ قبرستانوں کے مردے عذابِ قبر سے محفوظ رہتے ہیں۔ مرحومین کے لئے ضرور دعا کرتے رہو کیا معلوم کس کے لئے قبر کا کتنا عذاب ہو رہا ہے اور کون کس مصیبت میں عذاب میں ہے کوئی نہیں جانتا۔ حضرت مالک بن دنیاء کا یہ معمول تھا کہ ہر جمعہ کی شب قبرستان جاتے اور نمازِ مغرب کے بعد دو رکعت نفل نماز پہلی رکعت میں سورہ الکافروں اور دوسری رکعت میں سورہ اخلاص، سورہ فلق اور سورہ الناس پڑھ کر قبرستان کے مردوں کے ایصالِ ثواب کے لئے دعا کرتے اور سورہ الفاتحہ اور درود پڑھ کر مرحومین کو بخشتے؛ اس نماز کا نور مردوں تک راست پہنچتا ہے۔ ملفوظات بزرگانِ دین میں لکھا ہوا ہے کہ بعد نمازِ مغرب دو رکعت نفل بہ نیتِ حفاظتِ نورِ ایمان اور قبر کے عذاب سے نجات کے پڑھتے رہنا ہے اس نماز کی پہلی رکعت میں سورہ البیرواح اور دوسری میں سورہ اخلاص اور سورہ فلق و سورہ الناس پڑھ کر دعا کریں اللہ تعالیٰ اس نماز کی برکت سے قبر کا عذاب موقوف کر دیتا ہے۔ مومن مرد اور عورت اپنی زندگی ہی میں خود کو عذابِ قبر سے محفوظ بنا سکتے ہیں۔

رات سوتے وقت سورہ ایت الہرئی، سورہ الحمد اور سورہ اخلاص پڑھ کر اللہ سے عذابِ الموت اور عذابِ قبر سے بچنے کی دعا کر کے سویا کریں۔ اس کی برکت سے عذابِ قبر موقوف ہو جاتا ہے۔ اس سنت کے طریقہ کو زندگی کا معمول بنا لیں۔ ہر رات سوتے وقت عشاء کی نماز اور وتر کے بعد اللہ سے گناہوں کی معافی مانگیں؛ تو بہ کریں اور

قرآن کی سورتیں، سورہ تبارک الذی کا پڑھنا معمول بنالیں اپنی نجات مغفرت اور بخشش خود کرائیں اپنی موت کو عذاب قبر و عذاب حشر کو اللہ کے غیض و غضب سے بچائیں۔ دنیا کی رغبت، نفس کی بغاوت اور غفلت سے باہر نکلیں اور آخرت کا انجام سوچیں اور اس کی فکر کریں۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے اللہ کے مہمان کو ساتھ لئے ہوئے چوتھے آسمان پر آئے تو ایک ضعیفہ جو سزاہ کھڑی تھی آپ کو نام لے کر پکارا۔ آپ نے اس طرف نظر کی اس کا برا حال دیکھ کر توجہ نہیں دی آگے بڑھ گئے۔ چلتے چلتے ایک بوڑھے کو دیکھا جو راستہ روکے کھڑا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے بچ کر راستہ چھوڑ کر جبرئیل علیہ السلام کے ساتھ چلتے رہے۔ بوڑھے نے آپ سے مخاطب ہو کر کہا۔ السلام علیک یا حاشر عجیب سلام کا انداز تھا حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا آپ انھیں جواب دیں۔ آپ نے کہا السلام علیک یا اول یا آخر۔

۱۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے وضاحت کی کہ پہلی ضعیفہ عورت جو ملی تھی وہ دنیا کا روپ تھا۔ آپ نے اس پر توجہ نہ دی اور نظر اٹھا کر دیکھا۔ اس قدر آپ کی امت دنیا میں مشغول ہو جائیگی اور اگر آپ اس پر توجہ کرتے تو ساری امت دنیا ہی کے حوالے ہوگئی تھی۔ کوئی دین کی طرف متوجہ نہ ہوتا۔ دوسرا بوڑھا جو ملا تھا وہ شیطان تھا ابلیس بہت بوڑھا ہو چکا ہے اس کی ذریت انسانوں میں سے اپنے چیلے لے کر وہ کام چلا رہا ہے۔ جس قدر آپ نے اس پر توجہ دی اور سلام کیا اسی قدر آپ کی امت ان شیطانوں کی دوست بنی رہیگی۔

۲۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے آپ کو دوسری طرف لے گئے جہاں ایک قوم کو

دکھایا جو ننگے مادرزاد تھے۔ کوئی ان میں اپنی شرمگاہ پر پچھتھڑے لگا کر پردہ کر رہا تھا۔ کچھ لوگ جانوروں کی طرح زمین پر منہ لگا کر کچھ کھا رہے تھے۔ کچھ بیٹھے زقوم کا کانٹے دار پھل سرخ رنگ کا ہاتھوں میں لئے کانٹوں کے بیچ زبان لگا کر چاٹ رہے تھے اور بُرا منہ بنا رہے تھے۔ آپؐ کو حیرت ہوئی کیسے لوگ ہیں پوچھا۔ تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے وضاحت کی کہ یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے مال کی زکوٰۃ نہیں دیتے اور کچھ ان میں لوگوں کی زکوٰۃ وصول کر کے خود کھا جاتے ہیں اور بُرا منہ بنا کر اس کا مزہ چکھتے رہتے ہیں ان پر اللہ یہ ظلم نہیں کرتا یہ خود اپنے آپ ظلم کرتے رہتے ہیں۔

۳۔ ایک قوم پر سے گذر ہوا وہاں دیکھے ایک برتن مٹی کی ہنڈیاں جیسا دیکھا اس میں سڑا بدبودار گوشت رکھا تھا۔ دور ہی سے سڑن کی بدبو گزرنے والے کو اپنی ناک پر کپڑا ڈال کر وہاں سے گذرنا ہوتا تھا۔ پوچھا گیا تو بتایا گیا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو سڑی ہنڈیا سے گوشت نوج نوج کر کھا رہے ہیں اور مزے لے رہے ہیں۔ یہ سب اپنی حلال بیویوں کو چھوڑ کر حرام کاری، فحاشی، بدچلن، بدکار عورتوں سے ملاپ رکھتے تھے اور وہ عورتیں ان مردوں کے ساتھ سڑے گوشت پر جھپٹ رہی ہیں وہ بدکار فحاشی کرنے والی عورتیں ہیں جو غیر نامحرم مردوں سے اپنے تعلقات جنسی قائم کرتی ہیں اور روز کوئی نہ کوئی مرد کو جھپٹ کر اپنی خواہگاہ میں جگاتی رہتی ہیں۔

۴۔ ایک اور قوم پر حضرت جبرئیل علیہ السلام اللہ کے مہمان کو لئے گئے اور دکھایا کہ

ان کی زبانیں اور ہونٹ ایک آدمی کی چنچنی لئے کاٹ رہا ہے اور جیسے جیسے وہ کاٹتا ہے زبان اور ہونٹ ویسے ویسے پھر نمودار ہو جاتے ہیں۔ حضور ﷺ نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا یہ وہ واعظ، خطیب اور علماء ہیں جو لوگوں سے کچھ کہتے ہیں اور خود ان کا عمل کچھ اور ہوتا ہے۔ لوگوں کا غلط کمالی کا حرام اور رشوت کا مال بغير تحقیق کے کھاتے رہتے ہیں۔ دعوت و وصول کرتے مریدین سے تحفے نا جائز مال کو وصول کرتے رہتے ہیں۔

عذاب قبر

قبر کا عذاب قیامت کے عذاب کی دوسری منزل ہے۔ پہلی منزل موت کا عذاب ہے اس سے وہی لوگ واقف ہیں جو قرآن کی تلاوت دن رات کرتے اور اس کے آیات کے معنی میں غور و فکر کرتے اور احادیث کا مطالعہ کرتے رہتے ہیں جس میں اس کا ذکر آیا ہے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ جب کسی قبر پر تشریف لیجاتے تو عذاب قبر کو یاد کر کے روتے تھے۔ صحابہ نے اس کا سبب پوچھا تو فرمایا آخرت کی منزلوں میں سے دوسری منزل شروع ہوتی ہے یہ آرام و سکون سے طے ہو تو باقی منزلیں بھی آسان ہو جاتی ہیں۔ قیامت کے منزلیں بہت سخت اور دشوار ہوتی ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ قبر کی تاریکی وحشت اور گھبراہٹ جیسا عذاب کوئی اور نہیں ہے۔ حضرت بی بی عائشہ فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ بعد نماز مغرب عذاب قبر سے پناہ مانگتے اور دعا کرتے تھے۔ حضرت زید نے فرمایا حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ موت کا عذاب اور قبر کا عذاب

اگر کسی کو پہلے سے معلوم ہو جائے تو وہ مردے کو نہ غسل دے اور نہ کفن پہنائے اور نہ قبر کے اندر اتارے۔ مردے کو دور سے دیکھ کر بھاگ کھڑے ہو جائے۔ قبر کا عذاب پہلے دن سے شروع ہوتا ہے اور اس کی آواز اُس پاس کے پرندے، حیوان اور مردے سنتے ہیں۔ انسان جنات ان کو سن نہیں سکتے اس لئے فرمایا گیا کہ قبرستان سے گزرو تو مردوں کے لئے عذابِ قبر سے نجات کی دُعا کرو۔ فاتحہ ایصالِ ثواب کرؤ حدیث میں ذکر ہے۔

حضرت ﷺ کسی سفر میں تھے، قبرستان سے گذر رہا تو اونٹنی بدکنے لگی۔ صحابہ نے دیکھا اور حضور ﷺ سے دریافت کیا تو آپ نے فرمایا قریب کسی قبر میں مردے پر عذاب ہو رہا ہے۔ اونٹنی کو اس کی خبر ہوئی تو بے چین ہو کر بدکنے لگی ہے۔ حضور ﷺ مسجدِ نبوی سے نکل رہے تھے۔ کچھ لوگوں کو دیکھا جو آپس میں باتیں کر رہے تھے اور کھل کھلا کر زور دار قہقہے لگا رہے تھے۔ آپ نے دیکھا اور ان سے فرمایا: موت کو یاد کرو دنیا میں زیادہ مت ہنسو! عذابِ قبر زیادہ ہوگا۔ قبر پکار پکار کر کہہ رہی ہے میں تنہائی کا گھر ہوں، عبرت کی جگہ ہوں، کیڑے اور چیونٹیوں کا معدن ہوں یہاں اس طرف مت آنا وحشت ہے ڈر خوف اور گھبراہٹ ہے، آگ کی تپش والی گرمی ہے، اس سے بچتے رہنا۔ نیک صالح مومن کی موت پر قبر فروش آمدید کہتی ہے۔ مرحبا! اھلا وھلا تمہارا انتظار تھا۔ تم آگے چلین سے سکون سے آرام کرو، تم زمین پر امن و عافیت سے رہتے تھے۔ سجدے کرتے اور عاجزی سے پاؤں دھرتے چلتے تھے، میں تمہیں پہچانتی ہوں۔ اللہ نے تمہیں میرے سپرد کیا ہے تم اللہ کی امانت ہو میں جوں کا توں امانت رکھوں گی۔ روز قیامت اللہ کی امانت اللہ کے حوالے کروں گی۔ (سورہ زلزال کو پڑھو اور غور کرو)

(۱۲۳)

کافر، مشرک اور منافق کے لئے قبر تنگ ہو جاتی ہے۔ اس قدر تنگ کہ اس کی پسلیاں ٹوٹ کر ہڈی ہوئی الگ کر دیتی ہے۔ مردے کی لاش کے اعضا ایک دوسرے سے الگ ہو کر بکھر جاتے ہیں سر کے بال ناخن، مٹھدہ ہو جاتے ہیں۔ سانپ اتر دھے اس کی گردن سے لپیٹ جاتے ہیں۔ زہریلے پھو قبر کے کونوں سے نکل کر اس کو ڈستے رہتے ہیں۔ مردہ عذاب و تکلیف سے گزرتا ہے اس کے ورثاء ہی اس کو ایصالِ ثواب سے اس کے نام خیرات و صدقات لوگوں کو کھانا کھلا کر کم کر سکتے ہیں۔

قبر کے عذاب کیا کیا ہیں

ہر وہ صغیرہ گناہ جو صبح سے شام تک انسان اپنی روزمرہ اور کاروباری تعلقات کے زندگی میں دانستہ یا غیر دانستہ کرتا رہتا ہے وہ چھوٹے چھوٹے ٹل کر بڑا گناہ بن جاتے ہیں اور ہر گناہ پر محاسبہ ہوتا ہے۔ محاسبہ سے مراد ملامت کرنا، پوچھنا، تنبیہ کرنا، غلطیوں کا روکنا کہ دوبارہ نہ کریں سب شامل ہے اس کی جمع احتساب ہے۔ غلطیوں کی اصلاح کرنا مراد ہے۔ حضرت علامہ سیوطی نے اپنی کتاب شرح الصدر میں ان گناہوں کو عذابِ قبر کے اسباب میں شمار کیا ہے۔ جیسے غیبت، چغل خوری، جاسوسی، لوگوں کو بُرے نام سے پکارنا، نقل اتارنا، کسی کی بے عزتی کرنا، نقیر کو جھڑکنا، امانت میں خیانت کرنا، دھوکا فریب دے کر مال بیچنا، کم تولنا، تول میں ڈنڈی مارنا، ذخیرہ اندوزی، ملاوٹ، جھوٹ بولنا، نماز میں غفلت کرنا، ظلم کرنا، مہمان کا حق مارنا، کسی کا مال بغیر اجازت اٹھالینا، کسی پر عیب لگانا، تہمت باندھنا، ناپاک رہنا، بغیر طہارت کے رہنا، ماں باپ کو تکلیف دینا، چوری

کرنا، جھوٹی گواہی دینا، سودی لین دین میں مدد کرنا، سودی دستاویز پر گواہ بننا، شعائر اللہ کی بے حرمتی کرنا، عورتوں کو گھورنا، بازاروں میں بے مقصد چکر لگانا، عورتوں کا مردانہ لباس پہننا، عورتوں کا بال کتر دانا، عورتوں کا بے پردہ ہونا، شوہروں کا عورتوں کو مارنا پیٹنا انہیں تنگ کرنا، شوہروں کا عورتوں کے حقوق غضب کرنا، حقوق زوجیت ادا نہ کرنا، عورتوں کی خلع کو روکے رکھنا۔ ایسے بہت سے حقوق و فرائض شرعی تو انہیں احکامات کی خلاف ورزی کرنے پر عذابِ قبر کے اسباب پیدا ہوتے ہیں۔ ان کو روکنا، وقتاً فوقتاً معافی تو بہ و استغفار کرنے سے یہ چھوٹے چھوٹے گناہ معاف ہو جاتے ہیں عذابِ قبر موقوف ہو جاتا ہے۔ شرک کرنا، قتل کرنا، زنا کاری و فحاشی، گناہ کبیرہ ہیں یہ کبھی معاف نہیں ہو سکتے۔ نہ اس کی معافی انسان کے اختیار میں ہے یا ان کا کفارہ بتایا گیا ہے۔ اس پر اللہ کا غضب ہوگا، جہنم کی آگ ہوگی، قتل خطا کے لئے دیت مقرر ہے کفارہ کے لئے دو ماہ کے مسلسل روزے رکھنا یا ایک غلام خرید کر آزاد کرنا ہے۔ اسی طرح جھوٹی قسم کھانے سے کفارہ ادا ہوگا۔ ایک ماہ کے مسلسل روزے یا ۶۰ مسکینوں کو کھانا کھلانا ہوگا، ظہار کے لئے بھی کفارہ ہے۔ ظہار کے معنی ہیں اپنی بیوی کو ماں کہنا یا خالہ جان کہنا یا نامحرم رشتے سے مثال دے کر اس کو مخاطب کرنا۔ مذاق میں یا حقیقت میں ہر صورت میں میاں بیوی کا رشتہ ٹوٹ جاتا ہے۔ اس کے لئے کفارہ ادا کرنا ضروری ہے یہ شرعی احکامات قرآن میں دیئے گئے ہیں قرآن پڑھتے رہنا ہے۔ گناہوں سے بچتے رہنا ہے، مسلمان کے لئے یہ عذر کافی نہیں ہے کہ اس کو شریعت کے احکامات معلوم نہیں ہیں۔ ہر مسلمان کلمہ گو کی ذمہ داری اس پر فرض ہے کہ قرآن پڑھے اور شرعی قوانین جانیں اور اس پر عمل کریں۔ عذاب

قبر اور عذابِ آخرت سے بچنے کے لئے قرآن کا معنی و مفہوم سے پڑھنا ضروری ہے۔ اپنے آپ کو موت کے قبر کے عذاب سے آخرت روز قیامت سے بچانا بہت ضروری ہے۔ عذابِ الموت اور عذابِ القبر بہت مشکل مقامات ہیں جو زندگی کے دوران پیش آتے ہیں ان کے لئے آدمی کو سوچنا غور کرنا اور موت سے پہلے قبر میں جانے سے پہلے ان کی معلومات حاصل کرنا اور حفاظت کی تدبیریں کرتے رہنا ضروری ہے۔ غفلت لا پرواہی لاعلمی میں ان تدابیر سے محروم ہو جانا جو زندگی کے آخری موڑ پر ہر مرد اور عورت کے لئے پیش آتے رہتے ہیں ان پر غور و فکر کرنا ضروری ہے موت کا وقت عجیب بے بسی اور لا چاری کا ہوتا ہے۔ اس وقت کچھ سمجھ میں نہیں آتا اور اس کی مصیبت سے بچ نکلنے کا طریقہ کسی کے پاس نہیں صرف وہی اس کو محسوس کرتا اور اس تکلیف سے گذرتا ہے جس پر مصیبت آپڑتی ہے۔ غفلت لا پرواہی سے باز آؤ۔ دنیا کی دلچسپیوں میں موت اور قبر کو مت بھولو۔ تم خود تھوڑی توجہ سے خود کو بہت بڑی مصیبت سے بچا سکتے ہو۔ اس کی ترکیب اور آسان صورت قرآن مسلمانوں کو سکھاتا ہے بتاتا ہے اس کو سنو اور دھیان میں رکھو۔ ایمان کی حفاظت کرو ایمان ہر انسان مرد اور عورت کے دل میں ہوتا ہے جو نظر نہیں آتا۔ مومن مرد اور مومن عورت خود اپنے اندر اپنے ایمان کی قدر اور حفاظت کر سکتے ہیں۔ اللہ کا ڈر خوف رکھنے والے دل میں ایمان کی حفاظت کر سکتے ہیں۔ جس کے دل میں اللہ کا ڈر خوف نہیں اس کا ایمان محفوظ و سلامت نہیں، ہم لوگ دن رات اپنے معمولی فائدوں کے لئے اپنا ایمان دو نکلے کے لئے بیچ دیتے ہیں بے ایمانی، دھوکا، فریب، جھوٹ، مکر سے دنیا کے فائدے حاصل کرنے میں اور وقتی خوشی یا معمولی

فائدے کے لئے بہت بڑا نقصان کرتے ہیں اور ایمان بچھ دیتے ہیں۔

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ایمان کی حفاظت ایمان کی استقامت کے لئے احادیث میں بہت کچھ بیان کیا ہے۔ ضروری چیز عقیدہ اللہ کی ذات پر بالغیب اور صاف ستھرا رکھنا ہے۔ اللہ ہم کو ہر وقت دیکھتا اور سنتا رہتا ہے اللہ ہمارے دل کے اندر ایمان بالغیب میں ہر وقت سوتے جاگتے موجود ہوتا ہے وہ کہیں غائب نہیں ہوتا۔ یہ عقیدہ پکا اور مضبوط ہونا چاہیے۔ اسی سے ایمان مضبوط اور پکا ہوتا ہے انسان کو جگانا رہتا ہے کہ اللہ سے ڈرتے رہو اللہ نے دو محافظ فرشتے ہر مرد اور عورت کے کندھوں پر بیٹھا رکھے ہیں۔ ان کے ہاتھوں میں ویڈیو فلم اور آڈیو فلم ٹیپ کے سامان ہیں دونوں کندھوں پر بیٹھے ہوئے صبح سے رات سونے تک جو کچھ حرکت عمل جو کچھ اسکی زبان سے نکلتا ہے وہ فلم میں ٹیپ پر ریکارڈ کر لیتے ہیں۔ تاکہ کسی وقت روز قیامت ان کو ان کے اعمال زندگی بھر کے کروت اور مشغلے جو غائبانہ رات کے وقت اندھیرے میں تنہائی میں کرتے ہیں ان سے وہ ایک لخت انکار نہ کر سکیں۔ اس لئے قرآن میں فرمایا گیا سورہ بنی اسرائیل ۷۱ میں اور مختلف سورتوں میں روز قیامت ہر مرد اور عورت کے ہاتھ پاؤں ہاتھوں کی انگلیاں آنکھ ناک کان نظروں کے اشارے ہونٹوں کے چوسنیاں جو شعوری اور غیر شعوری طور پر مرد اور عورت سے سرزد ہوتے ہیں ان سب کی فلم موجود ہوتی ہے۔ کس کس کا انکار کریں گے۔ مرد اور عورت انسان اور جنات سب پر اللہ حاوی ہے سب پر اس کی نظر رہتی ہے سب کی نگرانی ہوتی رہتی ہے یہ انسان اللہ کی پکڑ سے کہاں بھاگ سکتا ہے۔ دنیا میں ہٹ دھرمی اور جھوٹی گواہی تو ملے گی آخرت کی اصلی تصویر سامنے ہوگی کرو

انکار جس قدر تم کر سکو۔ اللہ تعالیٰ فرشتوں کے ذریعہ پورا مستحکم انتظام کر رکھا ہے اس کا یقین ایمان کا حصہ ہے۔

پاکستان کے شہر لاہور کے روزنامہ کی اشاعت میں ایک عجیب خبر شائع ہوئی اس کا نفس مضمون یہ تھا کہ: ایک ریٹائرڈ فوجی اپنے دیہاتی مشغلے میں ہر روز شام تفریح کے لئے اپنی بندوق کندھے پر لٹکائے شکار بھی کر لیتا اور تفریح سیر کے ساتھ اپنا وقت گذراتا کہیں جا رہا تھا۔ راستے میں قبرستان سے گذر ہوا تو سنا کہ کسی کے تکلیف سے کراہنے اور چیخنے و چلانے کی آواز آئی۔ وہ ٹھٹکا اور رک گیا، آواز ختم ہو گئی، آگے چلا تو پھر وہی کراہنے کی تکلیف کی آواز سنی پھر رک گیا اور سنا اس کی توجہ اس قبر کی طرف ہو گئی جہاں سے یہ آواز ٹھٹھر ٹھٹھر کر وقفہ وقفہ سے آرہی تھی۔ سپاہی تجسس میں اس قبر کے پاس دیکھا۔ قبر ٹوٹ پھوٹ گئی تھی۔ جھانک کر اندر دیکھا کہ آواز کس کی ہے، کچھ دیر بعد درد کی شیوں والی آواز سنائی دی۔ سپاہی اندر جھانکا دیکھا کہ ایک بڑا بچھو مردہ لاش کو جو صرف ہڈیوں کا ڈھانچہ تھا۔ گوشت پوست بالکل نہ تھا اس کو ڈس رہا ہے اور مردہ تکلیف سے بچھو کے ڈنگ سے چلا رہا ہے اور کراہ رہا ہے۔ سپاہی نے دیکھا کہ بچھو تھوڑے تھوڑے وقفہ سے اس کو ڈستا ہے اور پھر قبر کے کونے میں جا بیٹھتا ہے۔ سپاہی کے دل میں خیال آیا کہ بچھو کو اس قبر سے باہر نکالنا چاہیے تاکہ مردے کا عذاب ختم ہو۔ سپاہی نے اپنی بندوق کی نالی کو قبر کے اندر اس کونے میں جہاں بچھو بیٹھا تھا اس کو باہر نکالنے کی کوشش کی تو بچھو مزاحمت کرنے لگا۔ یہ مسلسل اس کو آزما رہا، بچھو اس کی بندوق کی نالی پر چڑھ گیا۔ سپاہی گھبرا کر اپنی بندوق چھوڑ کر قبر سے بھاگا، پیچھے پلٹ کر دیکھا تو بچھو اس کے پیچھے

پیچھے چلا آ رہا ہے۔ سپاہی دوڑنے لگا۔ بچھو بھی اپنی تیز رفتار سے اس کا پیچھا کر رہا تھا۔ غروب آفتاب کا وقت تھا۔ جگہ ویران سنان تھی، کوئی مددگار نظر نہیں آ رہا تھا۔ سپاہی کو اپنی جان بچانا بچھو سے پیچھا چھڑانا مشکل ہو گیا۔ سپاہی بھاگتے بھاگتے ایک پانی کے جوہڑ کے پاس پہنچا جو راستے میں بارش کے پانی کی وجہ سے جمع ہو گیا تھا۔ کافی چوڑا گہرا تھا راستے میں رکاوٹ تھا سپاہی اس جوہڑ میں کود گیا تاکہ تیرتے ہوئے اس کو پار کر کے دیہات میں پہنچ جائے۔ بچھو جوہڑ کے کنارے پر آ کر رُک گیا اور سپاہی کو دیکھتا رہا جو اس سے ڈر کر دور کھڑا تھا۔ بچھو نے اپنا ڈنک جوہڑ کے پانی میں مار کر واپس چلا گیا۔ سپاہی جب کچھ دیر بعد جوہڑ سے باہر آنا چاہا تو اس کو محسوس ہوا کہ اس کا دھڑکا جس قدر حصہ جوہڑ کے پانی میں تھا وہ بچھو کے زہر کے اثر سے بے جان ہو چکا تھا، جیسے فاج زدہ ہوؤ وہ حرکت نہیں کر سکتا تھا وہاں کھڑا رہا۔ آندھیرا بڑھنے لگا، دو کسان کہیں سے ادھر جاتے نظر آئے اس نے ان کو آوازیں دیں اور اپنی مدد کو پکارا وہ آئے اس کو مشکل سے پانی کے جوہڑ سے سہارا دے کر نکالا اور اس کا حال پوچھا۔ سپاہی اپنی نادانی اور غلطی سے عمر بھر نچلا دھڑکا کر تک فاج زدہ پانچ ناکارہ بنا لیا۔ عبرت کے لئے سبق کے طور پر اخبار والوں نے عام معلومات کے لئے شائع کیا تھا۔ ان کے ہاں پچھلا ریکارڈ محفوظ ہو تو جا کر تحقیق کر لیں۔ سلطان محمود غزنوی کا خادم خاص ایاز تھا۔ وہ لوگوں کو قرض حسنہ دیا کرتا تھا اور ان سے کہتا تھا کہ یہ قرض اس وقت واپس ادا کرنا ہو گا جب سلطان کی موت واقع ہوگی۔ تحریری وصیتہ میں یہ لکھا جاتا تھا۔

حاسدوں نے محمود غزنوی کو جا کر یہ خبر پہنچائی کہ آپ کا خاص غلام آپ کی

موت کا خواہشمند ہے۔ لوگوں کو قرض دیتا ہے اور واپسی کے لئے مدت آپ کی موت کا دن مقرر کرتا ہے۔ کس قدر نمک حرام اور بدخواہ ہے یہ غلام۔ بادشاہ سخت غصہ ہوا۔ نوراً حکم دیا کہ غلام کو پھنکڑیاں لگا کر دربار میں پیش کرو۔ ایاز کو پابند سلاسل بادشاہ کے حضور لایا گیا اور پوچھا گیا کہ یہ سب کیا ہے۔ میری موت کے تم خواہشمند ہو۔ اس کی خوشی میں اپنا قرض لوگوں سے واپس لو گے۔ بادشاہ کی عمر درازی کی دُعا مانگنے کے بجائے اس کی موت کی تاریخ کا انتظار کرتے ہو۔ غلام نے عرض کیا! جہاں پناہ آپ کی عمر ہزاروں سال کی ہو۔ اللہ اس میں برکت دے ہم سب کے سروں پر آپ کا سایہ قائم رہے۔ اس کی ہمائیں ساری رعایا کرتی ہے۔ میں نے دیکھا کہ جو شخص بھی کسی سے روپیہ قرض لیتا ہے اس کو کبھی بھی واپس کرنا نہیں چاہتا اور مزید قرض پر قرض لیتا رہتا ہے۔ انسان بڑا خود غرض ہے میں نے قرض کی واپسی کی شرط اسی انسانی فطرت کو سامنے رکھ کر لگائی ہے کہ لوگ اللہ سے دُعا میں کرتے رہتے ہیں کہ جہاں پناہ کی عمر دراز ہو وہ کبھی نہیں مرے۔ ان کو موت کبھی نہ آئے اور ان کا لیا ہوا قرضہ کبھی واپس دینا نہیں پڑے۔ محمود غلام کا یہ جواب سن کر بہت خوش ہوا کہ ایسا غلام چاہیے جو لوگوں کو روپیہ قرض دیتا ہے اور مالک کی موت نہ آنے کی دُعا میں کراتا ہے۔

قیامت کیا ہے

روز قیامت قبرستانوں کے مردے دوبارہ زندگی لے کر اپنی اپنی سابقہ روحوں کے ساتھ میدانِ حشر میں جمع ہوں گے۔ جہاں فرشتے آسمانوں سے اتر کر اللہ تعالیٰ کی

عدالت قائم کریں گے۔ اعلیٰ علیین کے مقام آسمانوں سے سب کے زندگی بھر کے اعمال نامے نکال کر لائیں گے اور سب کے ہاتھوں میں تھما دیں گے اور کہا جائیگا پڑھ لو اپنے اپنے زندگی بھر کے کارنامے اور کروت جوتم نے کئے تھے۔ اگر کوئی ان اعمال ناموں کو پڑھ کر انکار کرے گا کہ یہ اس کے ایسے اعمال نامے نہیں تھے زندگی بھر جو جھوٹ اور مکر کرتے رہے تھے اسی مکر و جھوٹ سے اس کا انکار کر دیں گے تو اللہ تعالیٰ ان کے ثبوت کے لئے ان کے اپنے ہاتھ پاؤں آکھ کان سب کو قوت گویائی دے کر ان کی گواہی دلائیگا۔ قرآن کی سورت ۲۴ کی آیت ۲۴ میں اس کی صراحت آئی ہے اور مرزا غالب کو بھی یہی شکایت تھی۔ پکڑے جاتے ہیں فرشتوں کے لکھے پر ناحق ﴿۱﴾ آدمی کوئی ہمارا دم تحریر بھی تھا۔ شریعت کی زندگی گزارنے کا قرآن حکم دیتا ہے کہ پاک صاف ستھری زندگی اور پاک صاف اعمال و اخلاق اور معاملات کی متقی پرہیزگار زندگی گزارو۔ سورہ البقرہ کی پہلی طویل سورت میں سارے احکامات شریعت بیان کر دیئے گئے ہیں۔ قرآن پڑھنے کی پہلی شرط آدمی کا پاک و صاف ستھرا متقی اور پرہیزگار ہونا ہے۔ ہدیٰ للمتقین کے لئے قرآن ہدایت و رہنمائی کی کتاب ہے۔ جسم پاک صاف ہوگا تو اس کے لئے اندر حلال و طیب روزی بھی پاک صاف رکھے گا۔ آدمی کا دل نرم اور صاف و شفاف اللہ سے ڈرنے والا ہوگا۔ قیامت کے دن پاک و صاف ستھرے اعمال والے لوگ اللہ کی خوشنودگی میں مقام حاصل کریں گے۔ قرآن میں کئی جگہ سورتوں میں قیامت کا ذکر کیا گیا اور قیامت کی ہولناکی اور عذاب سے ڈرایا گیا ہے اسی لئے حکم آیا کہ قرآن کو روز پڑھتے رہو۔ اس کی آیات میں غور و فکر کرو۔ بڑے بڑے سبق ملتے ہیں قیامت کے بارے میں تفصیلی

معلومات ملتے ہیں۔ قرآن کے آخری سورتوں میں قیامت کا تفصیلی ذکر ہے۔ سورہ واقعہ ۵۶ میں بتایا گیا کہ قیامت کا واقعہ کس طرح رونما ہوگا۔ اس دن کیا ہوگا سورہ الحاقہ ۶۹ کی آیات ۱۳ سے ۲۹ تک قیامت کی تفصیل آئی ہے۔ قیامت کے دن کا منظر کیسا ہوگا سورہ المعارج ۱۰ کی آیات ۸ سے ۱۸ تک منظر کشی کی گئی ہے۔ اسی طرح مسلسل سورتیں ۸۱ سے ۸۸ تک سورہ التکویر۔ سورہ الانفطار۔ سورہ الانشقاق۔ سورہ البروج۔ سورہ الغاشیہ میں اس کی تفصیل ہے۔ قرآن کی سورہ نمبر ۷۷ المرسلات تو میدان حشر کے مجمع کا حال آیات ۲۷ سے ۴۳ تک سناتی ہے۔ بیان کیا گیا ہے کہ اعمال ناموں کے جانچ پڑتال اور وزن پیمانوں سے ان کی جماعت بندی ہو جائیگی۔ کون مجرم ہے اور کس قدر سنگین جرم کئے اور کون ہلکا مجرم ہے۔ کون نیک متقی اور صاف دستہ اوزنی اعمال کا ہے۔

لاکھوں کڑوروں انسانوں کے مجمع غفیر کی درجہ بندی کس طرح ہوگی۔ اعمال نامے سب کے نشان زدہ سب کے ہاتھوں میں ہوں گے اور اعمال نامے خود ان کو اپنی اپنی جگہ پر پہنچائیں گے کوئی رہنما لیڈر یا نگہبان ان کے ساتھ نہیں ہوگا۔ اس دن نہ سورج ہوگا نہ روشنی اور نہ چاند ستارے ہوں گے نہ چاندانی ہر طرف گھپ اندھیرا ہی اندھیرا ہوگا کوئی کسی کو پہچان نہیں سکے گا۔ عورتیں مرد سب ایک ساتھ اندھیرے میں دھنویں دھنویں کے راستوں پر چلتے رہیں گے۔ آواز آتی رہیگی کے چلتے جاؤ چلتے جاؤ آگے بڑھے چلے چلو۔ سب ایک ساتھ اندازے سے پیچھے پیچھے نامعلوم راستوں پر نکل جائیں گے آیات مرسلات کی بیان کرتی ہیں کہ چلتے چلتے یہ خود بخود تین مختلف راستوں کے دھبہ لکوں میں گم ہو کر تین گروہوں میں تقسیم ہو جائیں گے اور تین راستے

(نمل شہینب) میں نکل جائیں گے ایک جماعت جب اپنی آخری منزل پر پہنچے گی تو وہ جنت کے باغات میں ہوں گے دور سے ٹھنڈی ٹھنڈی ہواؤں کے جھونکے ان کی رہنمائی کریں گے۔ یہ اصحاب البہمین کہلائیں گے اور نیک متقی پارسا اللہ کے نیک فرمان بردار لوگ ہوں گے۔ ایک جماعت باغات کی طرف نکل جائے گا کچھ دور جا کر ان کی روشنائی خود بخود الگ ہو جائیں گی یہ اپنے اپنے اعمال ناموں کی ہدایت پر چلتے رہیں گے۔ ایک شاخ سابقوں الاولوں کی ان سے الگ ہو جائیگی یہ وہ لوگ ہوں گے جنہوں نے مکہ میں سب سے پہلے اسلام لائے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے فتح مکہ کے وقت تک ساتھ رہے تھے یہ پہلی جماعت سابقوں الاولوں کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کی ہوگی۔ ان کے استقبال کے لئے جنت کی حوریں انہیں خوش آمدید کہنے دور تک ان کے ساتھ ہوگی اور ان کے ہاتھ پکڑ کر جنت کے اعلیٰ مقامات پر جن کا قرآن نے وعدہ کیا تھا اپنے ساتھ لجا جائیں گی یہ بہترین لوگوں کی جماعت ہوگی۔ دوسرا گروہ اصحاب البہمین وانوں کا وہ نیک متقی صالحین اللہ کے فرماں بردار اور اطاعت گزار اللہ کی یاد دہی میں نمازوں کی پابندی میں۔ زکوٰۃ خیرات و صدقات تو بہ و استغفار کرنے والے لوگ شامل ہیں یہ بھی جنت کے باغوں کی طرف الگ سمت میں خود ہی پلٹ جائیں گے اور ان کا استقبال کرنے کے لئے غلمان سلسل کی نہروں سے ان کو شربت اور پانی پلائیں گے۔ تیسری جماعت ان کی مخالف سمت میں چلتی رہیگی اور چلتے چلتے خود بخود ایک گہرائی کی طرف نکل جائیں گے اور نیچے نیچے چلتے ہوئے محسوس کریں گے کہ گرم لو اور بھاپ کے بادلوں میں گھس گئے ہیں دور سے انہیں چمکتے چمکتے دھنویں دھنویں

میں نظر آئیں گے اور یہ خیال کریں گے کہ رات کا وقت ہے کچھ دور جا کر جگنو نظر آنے والے آگ کی چنگاریاں بڑی بڑی ہو کر عجیب عجیب شکلیں نظر آئیں گی اور چلتے جاتیں گے یہاں تک کہ دوزخ کی کھڑکیوں پر دوزخ کے محافظ کی آوازیں سنائی دیں گی۔ وہ ان آنے والوں سے پوچھیں گے کیا تمہارے پاس اللہ کا کوئی رسول نہیں آیا تھا۔ کیا تمہارے پاس اللہ کی کوئی کتاب نہیں آئی تھی۔ پھر کیا بات ہے تم اس قدر بڑی تعداد میں دوزخ کی طرف چلے آئے ہو۔ یہ ساری گفتگو سورہ الزمر ۳۹ میں آئی ہے۔ مرسلات میں تو تین راستوں کا اور تین جماعتوں کا حال روز قیامت کا بیان ہوا ہے۔ قرآن روز قیامت کا پورا منظر پورا نقشہ آنکھوں کے سامنے غیب کی چھپی معلومات کے ساتھ بیان کرتا ہے تاکہ قرآن کی تعلیم و رہنمائی سے ہم دوزخ کی آگ سے قیامت کے عذاب سے اپنی زندگی ہی میں بچاؤ اور حفاظت کے طریقے عمل میں لاسکتے ہیں۔ سورہ انبیاء ۲۱ میں آخرت سے بچنے کے لئے ہماری غفلت و سستی اور لاپرواہی کو بیان کیا گیا ہے۔ ہمارے گناہوں اور نافرمانیوں کے سبب ہمارے دل سیاہ سخت پتھر بن گئے ہیں اسی لئے قرآن کی ہدایت قبول نہیں ہوتی۔ دنیا کی دلچسپی دنیا کی حرص و لالچ نے ہم کو آخرت اور قیامت کو بھلا دیا اور غفلت میں ڈال دیا ہے۔

سورہ الحشر ۵۹ میں قرآن تنبیہ کرتا ہے کہ لوگو! اس زندگی میں کچھ دیر کے لئے ذرا سوچ لو فکر کر لو کہ آخرت کے لئے تم اپنے ساتھ کیا لے جاؤ گے۔ اپنی زندگی کا محاسبہ کر لو غور کرو کہ زندگی کس طرح گذر رہی ہے۔ زندگی میں کیا کھویا ہے اور کیا پایا ہے۔ کس کس کے ساتھ کیا کیا ظلم کئے اور کس کس کو لوٹا۔ کس کس کا حق چھینا ہے ابھی زندگی نے مہلت

(۱۳۳)

دی ہے اس کو ٹھیک کر دو لوگوں کے چھینے حقوق ان کو واپس کر دو۔ لوگوں کے لیے ہوئے قرضے واپس کر دو۔ اگر قرضے واپس نہیں کر سکے تو قرض داروں سے جا کر قرضے معاف کر لو، ابھی وقت ہے مہلت ملی ہے کچھ آخرت کا سامان کر لو، اس دنیا سے خالی ہاتھ سب کو جانا ہے تم اپنا زادراہ اپنے ساتھ لے کر چلو، اس دنیا سے اپنے ساتھ جو کچھ کما کر اعمال ساتھ لے جاؤ گے وہی کفن میں لپیٹ کر تمہارے ساتھ جائیگا۔ اسی کو قبر کے اندر بچھا کر اس پر سوؤ گے اسی کو اپنے اوپر اوڑھ لو گے نیچے اور اوپر تمہارا زادراہ تمہارے ساتھ ہوگا۔ اس میں غور کرو سوچو قرآن کھولو اور پڑھو۔ سورہ طہ ۲۰ میں قیامت کے آنے کے آثار بتائے گئے ہیں۔ دنیا کی دلچسپیوں میں غفلت کا یہ عالم ہے کہ نظروں میں کچھ سامی نہیں جاتی۔ قیامت کا حال اس سورت میں بیان ہوا ہے۔ روز قیامت سارا منظر اس دنیا کا بالکل بدل جائیگا۔ یہ زمین بالکل بدل جائیگی نئی زمین اور چٹیل کھلا میدان ہوگا۔ نہ پہاڑ ہوں گے نہ درخت اور نہ سمندر نہ سورج ہوگا نہ روشنی ہوگی قیامت کا ایک دن ہماری دنیا کے ایک ہزار برس کے برابر ہوگا۔ کوئی کسی کو نہ پہچان سکے گا سب کو اپنی اپنی فکر ہوگی کوئی کہاں ہوگا اور کوئی کہاں سب اجنبی چہرے اندھیرے میں کچھ نظر نہیں آئیگا۔ اپنی غفلت سستی اور لاعلمی سے باہر نکل آؤ۔ ابھی وقت ہے زندگی کا کچھ حصہ باقی ہے اور موقع ہے فرمت ہے۔ قرآن کھلا ہوا ہے پڑھو۔ آخرت کی تیاری کرو وقت بہت تھوڑا رہ گیا ہے۔ قُلْ كُلٌّ مِّنْ رَبِّكَ فَتَسْبَحُونَ فَتَسْمَعُونَ مِّنْ أَصْحَابِ الصِّرَاطِ السَّوْتِ وَمَنْ أَهْتَدَىٰ (آیت ۱۳۵ سورہ طہ ۲۰) تم بھی انتظار کرو وقت کے آنے کا اور ہم بھی انتظار کریں گے تمہاری آمد کا اس دن معلوم ہوگا کون ہدایت کے ساتھ آیا

اور سیدھے راستے پر رہا اور کون گمراہ ہو کر آیا۔ قرآن کی سورت الذاریات ۵۱ بیان کرتی ہے کہ قیامت کس طرح آئیگی۔ یہ ٹھنڈی ٹھنڈی نرم نرم ہوا جو ہر روز کلیوں کا منہ دھلاتی ان کو کھلا کر پھول بناتی، صبح و شام تفریح و سیر کرنے والوں کو صحت افزا روح پرور ہواؤں کی مہک سناتی ہماری سانسوں کی رقیق اور مشام جان بن جاتیں ان کو اللہ کا حکم ملیگا کہ قیامت برپا کرو۔ زور زور سے آندھی اور طوفان غضب بن کر ٹوٹ کر گرم ہواؤں کے جھکڑ لے کر ہر چیز اس کائنات کی تہس نہس کر دو۔ درختوں کو جڑوں سے اکھاڑ کر دوڑ پھینک دو پہاڑوں کو زمین سے ہلا کر چورا چورا کر کے بکھیر دو بلند عمارتوں کو گرا کر خاک بنا کر ہواؤں میں اُڑا دو کچھ باقی مت رکھنا صاف چٹیل میدان بنا دو۔ اس طرح قیامت آئیگی اچانک آئیگی اور آجین واحد میں سب ختم کر کے رکھ دے گی۔

فِرْفَرٍ وَّ اٰوٰی اللّٰہ (آیت ۵۰ سورہ الذاریات) دوڑو اللہ کی طرف اپنا حساب و کتاب جا کر دکھو کہ دنیا سے کیا بچا کر ساتھ لائے ہو۔ اس سورہ کی ہر آیت غور سے پڑھو عبرت کی نشانیاں اس میں ہیں انسانوں اور جنات کے لئے آخرت ہے اور کسی کے لئے نہیں ہے۔ دونوں کو اللہ کی اطاعت و بندگی کے لئے پیدا کیا گیا ہے اور دونوں سے روز قیامت حساب لیا جائیگا۔ دونوں کے مجرموں اور نافرمانوں سے دوزخ کو بھرا جائیگا اور دونوں کو ایک ساتھ آگ کے جہنم میں ڈالا جائیگا۔ سورہ واقعہ ۵۶ کی آیات ۱۶ سے ۲۱ غور سے پڑھو۔ قیامت کس طرح آئیگی اس کا منظر پیش کیا گیا ہے۔ قرآن کی ایک ایک بات اور ایک ایک وعدہ اس دن سچ ہو کر رہیگا۔ قرآن پڑھتے رہو گے تو سب سمجھ میں آئیگا احادیث رسول اللہ کو نظر میں رکھو تو بہت کچھ معلوم ہوگا۔ دنیا کی دلچسپیوں اور مصروفیتوں

سے کچھ وقت نکالو قرآن وحدیث کو پڑھو سمجھو کہ زندگی کی حقیقت کیا ہے۔ یہ نہیں کہ بیوی بچے رشتہ داریاں دوستی مال جائیداد دولت اقتدار کی ہوس کے لئے زندگی خراب کر دو اور آخرت کو بالکل بھول جاؤ۔ قیامت کا یقین اس دن پر ایمان رکھو اس کی فکر اور تیاری کرو۔ سورہ الغاشیہ ۲۵ کی آیات ۲-۳ میں اعمال ناموں کا ذکر ہے روز قیامت تمہارے اعمال نامے تم کو مجرم بنائیں گے اور اس دن تم افسوس میں گھٹنوں کے درمیان اپنا سر رکھ کر سوچو گے کہ افسوس زندگی میں کچھ نہیں کیا۔ زندگی کا رت گئی بہتر ہے ابھی وقت اور مہلت ملی ہے۔ تو یہ ہی کرو۔ اللہ سے معافی مانگ لو زندگی کو سدھار لو اللہ سے معافی و بخشش مانگ لو اللہ کی طرف رجوع تو ہو جاؤ اللہ اپنے گنہگاروں کو بے حساب معاف کرنے والا ہے۔ اس کا وعدہ ہے معافی دیدیگا۔

قیامت کا عذاب بہت سخت ہوگا ایمان کی اور نور کی روشنی پانچ اوقات نماز کی پابندی زکوٰۃ صدقات و خیرات صالح عمل اور صبر کی زندگی گزارو آخرت کی فکر کرو موت کے اور قبر کے قیامت کے عذاب سے بچاؤ۔ سورہ القیامہ ۷۵ میں انسان کو بتایا گیا کہ اس کی زندگی کی ساری ناکامی و نامرادی اور بربادی کا اصل سبب کیا ہے۔ اس کا نفس اس کی تباہی کا ذمے دار ہے۔ نفس کی ملامت کی قسم کھائی گئی ہے یہ نامراد ظالم انسان کو پکڑواتا ہے اس کے نفسِ امارہ کی وسوسوں اور شرارتوں سے وہ گناہ کی طرف مائل ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے نفسِ امارہ کے ساتھ نفسِ لوامہ بھی تو دیا ہے۔ جو تم کو ہر بُرائی اور ہر گناہ پر اندر سے ٹوکتا اور ملامت کرتا رہتا تھا۔ تم نفسِ امارہ کی بات تو سنتے تھے لیکن نفسِ لوامہ کو کیوں نالٹے رہتے تھے۔ ذمے دار اپنے خراب اعمال کے تم خود ہو الزام شیطان کو دیتے

ہو کہ شیطان نے گمراہ کیا ہے۔ نفس انسان کا خود شیطان ہوتا ہے۔ شیطان تو صرف بہانہ اور منصوبہ بنا کر دیتا ہے عمل کرنے والے تم خود ہو۔ تمہاری صحبت و سنگت شیطانوں کے ساتھ دنیا کی دلچسپیوں میں بازاروں میں ٹائٹ کلبوں میں سیر و تفریح کے عیش گاہوں میں دن رات گذریں گے تو تمہیں کہاں سے ہدایت و نصیحت ملیگی۔ آجاؤ اللہ والوں کی صحبت میں ان کے ساتھ رہو، مسجدوں میں اذانوں کی آواز پر کان دھرو، قرآن پڑھو اور سمجھو اپنی حالت کو درست کرو۔ نفس پر قابو رکھو قیامت کا یقین و ایمان رکھو سورہ قیامہ غفلت و لاپرواہی کے پردے اٹھاتی ہے اس کو پڑھو اور سمجھو۔

سب سے اچھی زندگی نفس مطمئنہ رکھنے والوں کی ہوتی ہے۔ سکون اور چین دل کے اندر سے ملے تو راحت ملتی ہے۔ زندگی کا لطف ملتا ہے۔ آج کل کی مادی زندگی دنیا کی حرص و طمع میں سکون برباد ہو گیا ہے۔ آدمی ہر وقت ذہنی دباؤ، مینشن میں رہتا ہے، سکون نہیں ملتا، یہی خرابی ساری بیماریوں کا سبب ہے۔ ذہنی دباؤ کا علاج کسی ڈاکٹر یا حکیم یا طبیب یا جادوگر کے پاس نہیں ہے۔ خود انسان کے اپنے اندر ہے اس کو حاصل کرو معدہ کی ساری خرابیاں، السر، تبخیر، معدہ، کینسر، دل کی بیماری، ذہنی کھنچاؤ، ذیابیطیس، بلڈ پریشر، خون کا دباؤ، گردوں کی ناکامی، جگر کی خرابی، جوڑوں اور سر کا درد اور اعصابی تناؤ، سارے امراض کا علاج انسان کے اپنے اندر ہے۔ دل کا سکون خاطر پیدا کرے۔ زندگی مختصر اور سادہ رکھے، سادہ غذا سادہ زندگی رکھے زمین کے فرش پر بیٹھ کر سکون سے آرام سے کھائے، ہضم کرے، بازاروں سے دور رہے بازاروں میں نہ کھائیں اور نہ چلیں پھریں، قناعت و سادگی اختیار کریں، مشکلات زندگی میں ہر قدم قدم پر سب

کے ساتھ ہیں۔ مشکلات پر قابو پانا سیکھیں، غصہ کم کریں، تحمل و برداشت سے سب کو قبول کریں، صبر کو کسی وقت ہاتھ سے جانے نہ دیں، زندگی آسان ہوگی۔ لوگوں سے امیدیں کم رکھو، لوگوں کو معاف کرتے رہو اور رگنڈر کرو، لوگوں کے ساتھ احسان کرو، خرچ کرتے رہو، دولت کو جمع مت رکھو، دولت کو اللہ کے بتائے ہوئے طریقوں سے خرچ کرو، زکوٰۃ صرف مستحقین زکوٰۃ کو دو اور خیرات و صدقات محتاجوں کو دو، خاندان کے رشتوں کو مضبوط رکھو، محتاجوں کی مالی امداد کرو، قرض حسد دیا کرو، سودی لین دین اور سودی کاروبار زندگی کی سب سے بڑی لعنت ہے، رزق کی خیر و برکت ختم کر دیتی ہے۔ نماز کے وقت کی پابندی کرو، اللہ کو زیادہ یاد کرو۔ دیکھو دل کو چین و سکون ملتا ہے کہ نہیں۔ نفس مطمئنہ اگر مل جائے تو دنیا اور دین کی راحت مل جائے۔ سورہ الفجر کی آخری آیت غور سے پڑھو۔ نفس مطمئنہ کی طرف قرآن بیان کرتا ہے۔ **يَا أَيُّهَا النَّفْسُ الْمَطْمَئِنَّةُ ارْجِعِي إِلَىٰ رَبِّكِ رَاضِيَةً مَرْضِيَةً فَادْخُلِي فِي عِبَادِي وَادْخُلِي جَنَّتِي ۝**

اے نفس مطمئنہ پلٹ آ اپنے رب کی طرف راضی ہو کر اللہ سے اور اللہ بھی تجھ سے راضی ہے اور حکم دیتا ہے کہ داخل ہو جا جنت میں۔

انسان کی حقیقت کیا ہے۔ انسان مٹی کا ماٹھو ہے مٹی اور پانی کے گارے سے تخلیق کیا گیا اس کے اندر اللہ تعالیٰ نے اپنی روح پھونک کر اس کو زندہ کر کے زمین سے اٹھایا ہے۔ اس طرح ایک آدمی کے اندر دو چیزیں مادی جسم اور روحانی کیفیت سے وہ ایک شخصیت ہے۔ انسان کے اندر اس کی آنکھ، ناک، کان، ہاتھ پاؤں کی قوت اور طاقت عقل و سمجھ دل و دماغ سب کچھ اللہ کی نعمتیں ہیں جو اس کو قدرت کی طرف سے عطا

ہوئیں ہیں کہ وہ زندگی کا لطف اٹھائے اس طرح مادہ اور روح کا آپس میں ملنا ایک مزاج بننا ہے۔ انسان اپنے آپ کو پہچانے کہ وہ کیا ہے۔ اس کا وجود اور اس کا تعلق بیک وقت زمین سے اور اوپر آسمانوں سے وابستہ ہے۔ اس کو زندگی ملی کہ دنیا میں رہے دنیا کی نعمتوں سے فائدے اٹھائے زمین کی پیروار سے خود کو زندہ رکھے اور زندگی کی مادی ضروریات اسی زمین سے حاصل کرے اور زندہ رہے خوش اور مطمئن رہے۔ اس کی زندگی خوشگوار بنانے کے لئے انسان کو جب خالق نے اوپر آسمانوں میں مٹی گارے سے بنایا تو اپنی روح شامل کر کے مکمل انسان بنایا۔ اس کی دلچسپی دل بستگی کے لئے اس کا جوڑا بنا کر اس کے ساتھ آسمانوں سے نیچے زمین پر اتارا اور کہا۔ تم دونوں زمین پر جا کر رہو اپنی زندگی گزارو تمہاری ہدایت اور رہنمائی کے لئے اوپر آسمانوں سے رہنما بھیجے جائیں گے ان کی اطاعت اور بیروی کرو۔ قرآن کی آیت: وَمَنْ كَانَ هَذِهِ أَعْمَىٰ فَهُوَ فِي الْآخِرَةِ أَعْمَىٰ وَقَاتِلْ سَبِيلَهُ

جو کوئی اس دنیا میں اپنے وجود سے بے خبر رہا اپنا مقصد حیات بھول گیا وہ اس زندگی کی واپسی پر آخرت میں بھی بے خبر گویا اندھا اور بہرہ بن کر واپس لوٹے گا۔

انسان کے اندر جسم اور مادی ضروریات میں اور قلب و ذہن کی روحانی کیفیات بھی ہیں اسلئے وہ مرکب ہے مادہ اور روح دونوں سے۔ جسم کو صحت مند اور صحیح سلامت رکھنا ضروری ہے تاکہ بہترین صحت مند جسم کے اندر صحت مند قلب و ذہن اور فکر و سوچ بھی صحیح ہو۔ اس لئے جسمانی صحت و زندگی کے لئے اس زندگی میں کوشش، لپچل، جدوجہد ضروری ہے کہ اپنی محنت و کوشش سے اپنی پاک و صاف ستھری

زندگی گزارے۔ صحت مند اور خوش رہے۔ انسان کی دوسری بڑی ضرورت یہ ہے کہ جو نعمتیں زندگی کی اس کو ملی ہیں اس کا شکر گزار ہو۔ اللہ کا شکر ادا کرے اور اللہ کو پہچانے کہ اس کا اس کے مالک اور آقا سے کیا تعلق ہے اور وہ کس طرح کا ہے۔ انسان کے اندر نفس اس کا حاکم ہوتا ہے جو اس کو اگساتا رہتا ہے اس کی خواہشات نفس اس کی امیدوں اور آرزوں کو پالتا اور خواب دکھاتا رہتا ہے۔ وہ نفس کے تابع ہے اس کا تعلق بھوک اور شہوت سے یہ قدرتی فطری ضروریات زندگی کے لئے ضروری ہیں اس کا حصول اس کی خواہش ہوتی ہے۔ یہ مادی ضروریات کی تکمیل لازمی ہے اسی کا نام دنیا ہے۔ دوسرا اہم مرکزی مقام انسان کے اندر اس کا قلب و ذہن ہوتا ہے اس کا تعلق روح سے وابستہ ہوتا ہے اور روح عقل و فکر تک جاتی ہے اور جسم کو توانائی بخشتی ہے۔ زندگی کی اصل اسی روح کی وابستگی اس کے اثر و فیض سے قائم ہے۔ مادی جسم کا تعلق دنیا سے اور روحانی زندگی کا تعلق عالم علوی سے وابستہ ہے جو ادر آسمانوں سے ملی ہے۔ اس طرح انسان کو بیک وقت دونوں عالموں سے تعلق قائم رکھنا ضروری ہے اور یہی انسان کی اصل ذمہ داری ہے یہ ذمے داری بہر حال پوری کرنی ضروری ہے۔

زندگی بڑی بے اعتبار ہے۔ انسانوں کو زندگی سے محبت ہے اور یہ کبھی اور کسی وقت دھوکا دے جاتی ہے۔ زندگی کی حقیقت کو جانو اور خود کو پہچانو زندگی اور موت میں بہت کم اور قریب کا فاصلہ ہے۔ قرآن نے تنبیہ کی ہے۔ جو کوئی اس دنیا کی زندگی میں اپنے آپ سے بے خبر رہا۔ غفلت اور سستی میں رہا وہ اپنا مقصد حیات بھول گیا اور دنیا کی لذتوں میں دین سے اندھا اور بہرا ہو گیا۔ اس کا انجام آخرت بھی اندھا اور بہرا رہا۔ اس

(۱۳۱)

لئے اپنے آپ کو باخبر رکھو۔ اپنی موت آخرت اور قبر کے انجام سے ڈرتے رہو۔ اس کی فکر اور تیاری اسی دنیا سے کرتے رہو۔ انسان کا مادی جسم بھوک، اشتہا اور شہوت کا طلبگار ہوتا ہے۔ نفس کے تابع کام کرتا ہے مادہ کو موت ختم کر دیتی ہے مٹی کا مٹھوٹی میں جا کر مٹی سے مل جاتا ہے۔ یہ موت ہے خسارہ کی زندگی انسان کے قلب و ذہن میں اللہ کی امانت روح ہے۔ اس سے زندگی ہے اس کا تعلق اوپر آسمانوں سے رکھو۔ اللہ سے رشتہ جوڑو نماز کی پابندی رکھو اللہ سے گناہوں کی معافی و مغفرت طلب کرتے رہو۔ توبہ و استغفار ذکر میں زندگی گزارو اپنے آپ کو عذاب قبر اور عذاب دوزخ سے بچاؤ یہ فائدہ کی زندگی ہے۔ اعمال درست کر لو توبہ و استغفار صبح و شام کرو نماز کی وقت کے ساتھ پابندی رکھو۔ زکوٰۃ صدقات و خیرات زیادہ رکھو وعدہ کی پابندی اور قول و قرار کی پابندی رکھو جھوٹ مت بولو اللہ کا ڈر و خوف دل میں رکھو اللہ کو کبھی ناراض مت کرنا اس طرح تم موت کے عذاب سے اور قبر کے عذاب سے اور روز قیامت کی میزان پر اعمال کا وزن بڑھاتے رہو گے۔ نیکیاں زیادہ کماؤ۔ قرض لینا اور سودی قرض دینا نفعِ راحت، آرام اور سہولت کے لئے وصول کرنا اللہ کی لعنت اور غیض و غضب میں آتا ہے۔ اللہ کی رحمت و برکت سے دور ہونا ہے اس سے بچو۔ قرض دار کی میت نہ اللہ قبول کرتا ہے اور نہ قبر قبول کرتی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قرض دار کی نماز جنازہ کبھی نہیں پڑھائی حالانکہ وہ آپ کے صحابہ میں سے تھے۔ سابقوں الاولوں میں سے تھے جن کے لئے قرآن نے جنت کا وعدہ کیا ہوا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم میت پر نماز ادا کرنے سے پہلے پوچھا کرتے تھے کہ میت مقروض تو نہیں ہے۔ قرض دار کی روح قبض ہونے کے بعد آسمانوں

سے واپس کر دی جاتی ہے عالم برزخ میں بھیج دی جاتی ہے۔ میت اگر قرض دار مرے تو سب سے پہلے اس کی وراثت اور ترکہ سے قرض کی ادائیگی کرو۔ اس کے بعد میت کے اخراجات پورے کرو۔ اس کے بغیر وصیت پر عمل نہیں ہوگا۔ یہ عام قرض کی بات ہے جو سودی قرض ہے اس کی بہت بڑی سزا اور وہید آئی ہے۔ سودی لین دین کرنے والے دونوں پر لعنت اور اللہ کا غضب آیا ہے۔ کیا لوگ اللہ کا حکم مانے بغیر اس زمین پر خوشحال اور خوش اللہ کی رحمت و بخشش میں رہ سکتے ہیں؟ سودی قرض لینے والے کی عبادتیں نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج کچھ بھی قبول نہیں ہوتا جبکہ ہم مجبوراً قرض سودی لے کر گھر خریدتے ہیں یا کاروبار کرتے ہیں۔ اللہ کے حکم کی علانیہ خلاف ورزی کرتے ہیں۔

لوگ چاہیں تو اللہ کے احکامات پر عمل کرتے ہوئے اپنی زندگی اپنی موت اور قبر کی زندگی اور آخری زندگی کے خود ذمے دار ہوتے ہیں۔ زندگی کی مہلت اسی لئے ملی ہے کہ لوگ آخرت کا سامان اس کی تیاری کریں۔ اپنی آخرت کا زادراہ اپنے ساتھ باندھ کر قبر میں ساتھ لیجائیں اللہ کے مجرم اور شریعت کے گنہگار بن کر دنیا سے نہ رخصت ہوں۔ ان کے لئے سیدھا راستہ دوزخ کی آگ قرآن بتاتا ہے۔ ایک مسلمان کی زندگی کے لئے اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول کا حکم ہے اس کی پابندی کرو۔ اللہ کے احکامات کی کھلی خلاف ورزی سے بچو۔ اپنی آخری نجات کی فکر کرتے رہو۔

توبہ اور استغفار اللہ ان کی قبول کرتا ہے جو نادانی، انجانی میں بھول یا غفلت میں یا انتہائی مالی معاشی مجبوری میں جب سارے جائیز وسیلے اور واسطے ختم ہو جاتے ہیں شریعت کے خلاف کوئی کام کرتا ہے دل میں پشیمان اور شرمندہ ہوتا ہے اسکی توبہ قبول

(۱۲۳)

ہوتی ہے اس کی مجبوری کو شریعت ایک موقعہ دیتی ہے کہ آئندہ احتیاط کرے۔ سچے دل سے ندامت اور شرمساری سے توبہ قبول ہوتی ہے اس سے زندگی بھر کے اگلے پچھلے سارے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ یہ مومن اللہ کا مقرب بندہ بن جاتا ہے۔ اللہ خوش اور راضی ہوتا ہے اس بندے سے جو اللہ سے ڈرتا رہتا ہے اس سے بار بار معافی و مغفرت اور بخشش مانگتا رہتا ہے اور دن رات توبہ و استغفار کرتا رہتا ہے۔ اللہ الرحمن الرحیم اور غفور الرحیم ہے اس کی شان ہی گنہگاروں کو معاف کرنا ہے اس کا وعدہ بے حساب گناہوں کو بیک وقت بے حساب معاف کرتا رہتا ہے۔ اللہ کے مقرب خاص مخلص بندے بن جاؤ زندگی اور موت اور آخرت کو کامیاب بناؤ۔ زندگی نعمت ہے اس کی قدر کرو۔ اللہ سے قریب رہو اللہ کو راضی رکھو موت آسان ہوگی قبر کا عذاب بالکل نہیں ہوگا۔ آخرت سدھر جائیگی اور پھر بندہ اللہ کا محبوب بن کر اپنی بیوی بچوں اپنے والدین کو اپنے بہن بھائیوں کو اللہ کے عذاب سے قبر کے عذاب سے اور قیامت کے عذاب سے اپنی سفارش پر اللہ سے منوالیتا ہے سب کو اپنے ساتھ جنت الفردوس میں اکٹھا کر لیتا ہے یہ اللہ کا وعدہ سورہ المؤمن ۴۰ کی آیات میں پڑھو۔ اللہ کے کتنے بے حساب احسانات انسان کے حصے میں آئے ہیں قرآن پڑھتے رہو آیات کو سمجھو اور عمل کرو۔

ایمان کی تعریف یہ ہے کہ اللہ پر ایمان بالغیب رکھنا۔ اللہ کے فرشتوں پر ایمان و یقین رکھنا۔ روز قیامت کے دن یوم الحساب پر محاسبہ کا یقین رکھنا۔ اللہ سے بالغیب ڈرتے رہنا یہ ایمان کی تعریف ہے ایمان دل کے اندر چھپا رہتا ہے کوئی نہیں جانتا کہ کس کا ایمان زیادہ مضبوط یا زیادہ کمزور ہے۔ ایمان چھپا رہتا ہے اس کا اظہار ایمان دار

آدمی کے عمل سے حرکات سے بات چیت سے ہوتا ہے جو وہ دکھاتا رہتا ہے اس ظاہری عمل کو اسلام کہتے ہیں۔ نماز پڑھنا، روزہ رکھنا، حج و عمرہ کرنا، قربانی کرنا، اسلام کا طریقہ ہے اور ایمان والا آدمی ارکان اسلام کی پابندی کر کے ثابت کرے گا کہ وہ اسلام کے طریقے پر زندگی گزارتا ہے، مسلمان ہے، ایماندار ہے، اللہ سے بالغیب ڈرنے والا ہے، اس کا ہر کام اس کی مرضی اور اس کی زندگی اور اس کی موت سب کچھ اللہ کی مرضی اللہ کے حکم اللہ کی کتاب قرآن کے اصولوں پر چل رہی ہے۔ اس کی اپنی مرضی اس کی پسند کچھ نہیں ہے۔ وہ اللہ کے حکم کا پابند ہے، اللہ نے حکم دیا ہے کہ شراب مت پیو، سور کا گوشت مت کھاؤ، غیر ذبیحہ جانور کا گوشت مت کھاؤ، سارے مسلمان اللہ کے حکم کے پابند ہے یہ تین چیزیں نہیں کھاتے یہ اسلام مسلمان ہونے کا ثبوت ہے۔ دوسرا حصہ ایمان کا ہے رسول اللہ صلی علیہ وسلم کی امت کے ان کی سنت اور شفاعت کے روز قیام کے امیدوار ہیں اس طرح ہم کتاب قرآن اور سنت رسول ﷺ کے پابند ہیں۔ اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول ہمارا ایمان اور اسلام اس طرح ہر مرد اور عورت کا ایمان مکمل مضبوط ہونا چاہیے۔ اگر ایمان مضبوط اور پکا ہے تو ہماری زندگی کامیاب ہے۔ ہماری موت آرام کی اور قبر کا عذاب ہم کو نہیں ہوگا۔ موت سے مسلمان مرد اور مسلمان عورت کو ڈر خوف نہیں ہوتا اس کا ایمان ہے کہ موت سے زندگی ختم نہیں ہوتی بلکہ موت سے زندگی انتقال کر کے قبر کے دروازے سے دوسری آخرت کی بہتر آرام دہ جنت الفردوس کی زندگی میں چلی جاتی ہے۔ جو مسلمان نہیں ہے اس کا ایمان کمزور ہے اس کو موت کے نام سے وحشت اور موت کی خبر سے ڈر لگتا ہے وہ موت سے بچنے کے لئے ڈاکٹروں کے پاس جاتا ہے

بھاری بھاری فیس دے کر دل کا آپریشن کراتا ہے۔ گردے، جگر، تلی، آنکھیں خرید خرید کر لگاتا ہے کہ زندگی باقی رہے اس کو موت نہ آئے۔ مسلمان مرد ہو یا عورت موت کے لئے تیار رہتا ہے اس کا ایمان مضبوط ہے اس کے پاس توبہ کا سہارا ہے۔ توبہ کرے گا اور سارے گناہ معاف کرائے گا۔ بیمار ہوگا نماز میں اللہ سے دُعا کرے گا صحت و سلامتی کی اس کا اللہ سے رشتہ مضبوط ہے اللہ اس کی دُعا سنتا ہے بیماری سے نجات دیتا ہے صحت و سلامتی اللہ دیتا ہے۔ مصیبت تکلیف کہیں سے آتی ہے تو صبر کرتا ہے اور برداشت کرتا ہے نماز سے سہارا لیتا ہے صبر آجاتا ہے۔ تکلیف مصیبت اس کے پاس سے نکل جاتی ہے۔ دنیا کی حرص و لالچ اور دولت کی ہوس اس کو بالکل نہیں ہوتی۔ بازاروں میں شاپنگ کرنے کا شوق بالکل نہیں ہوتا۔ اللہ کا حکم ماننا مرد اور عورت کا ایمان ہے ایمان دار عورت پردہ میں گھر کی چار دیواری میں اپنے شوہر اپنے بچوں میں خوش و مطمئن رہتی ہے۔ صدقہ دیتی اور خیرات کر کے خوش ہوتی اللہ کو راضی رکھتی ہے اس کو اللہ کی رضا اور اللہ کی خوشنودی چاہیے۔ بازار کی رونق، کھیل تماشے اور لغویات کے فیشن اس کو پسند نہیں آتے اس کی جنت اس کا گھر اس کی مسرت اس کا شوہر اس کے بچے سب اللہ کی پناہ اور رحمت میں آجاتے ہیں۔ قبر کا عذاب ان سے ہٹا لیا جاتا ہے۔ موت کا ڈر، موت کا عذاب ان کو نہیں ہوتا، موت کے فرشتے آتے ہیں تو ادب سے احترام سے آتے ہیں۔ خوشخبری سناتے ہیں کہ اللہ کے پاس جانا ہے آرام سے روح قبض کرتے ہیں مرنے والا بال بچوں سے بیوی سے ہنستا بولتا باتیں کرتا ہوا وصیت اور نصیحت کرتا ہوا خدا حافظ کہہ کر چلا جاتا ہے۔ یہ اللہ کی مرضی تھی۔ اللہ اس کا مولا اور مددگار ہوتا ہے۔ اللہ کے فرشتے قبر میں اس

کی حفاظت کرتے رہتے ہیں اس کی موت محترم ہے اس کا جنازہ محترم اللہ کی رحمتیں قبر پر شبنم افشانی کرتی رہتی ہے اس کی قبر ہمیشہ ہری بھری قائم و دائم رہتی ہے۔ یقین نہ آئے تو اللہ کے نیک بندوں کی قبروں پر جا کر دیکھ لو یقین آجایگا کتنی رحمت وہاں برستی ہے بے اختیار وہاں فاتحہ کے لئے ہاتھ اٹھ جاتے ہیں۔

اللہ ایمان دار بندوں سے راضی و خوش رہتا ہے اس کا وعدہ ہے کہ وہ ان کی مدد کرتا رہتا ہے اس کے فرشتے ہر وقت اس کی غیب سے مدد کرتے ہیں۔ اللہ سے اس کی درازی عمر کی شفا کر لیتے ہیں۔ اللہ ان کی عمریں دراز کرتا ہے ان کی صحت و سلامتی کا وعدہ کرتا ہے۔ عمر دراز اس لئے کرتا ہے کہ وہ زیادہ نیکیاں جمع کریں ان کو درجہ زیادہ ملے عمر دراز ہو، خاندان پر ان کا نیک بزرگ سایہ قائم رہے۔ دنیا بڑی فسادی ہے فتنے دنیا میں بہت سر اٹھاتے رہتے ہیں دنیا کی زندگی عذاب ہے اللہ مومنوں کو دنیا کے فتنہ و فساد سے ناگہانی آفات و آسمانی بلیات سے بچاتا رہتا ہے۔ اللہ کے بندوں کی حفاظت اللہ نے یہ ذمے داری خود لی ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا موت مومن مرد اور مومن عورت کے لئے اللہ کا تحفہ ہے۔ بلا و آتا ہے حضرت امام حسین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ موت کی خبر جنت کی خوشبو سا تھ لاتی ہے۔ قرآن کی سورت اعراف کے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ جب کسی مرد یا عورت کو موت آتی ہے تو اس کے لئے آسمان اور زمین روتے ہیں کیوں روتے ہیں؟ زمین اس لئے روتی ہے کہ مومن عورت گھر میں جس جگہ پابندی سے نماز پڑھتی رہتی تھی قرآن کی تلاوت کرتی رہتی تھی زمین خوش و مطمئن تھی

(۱۳۷)

کہ اس کے اوپر اللہ کی رحمتوں کی بارش برکت اس سے ختم ہوگئی۔ آسمان اس لئے روتا ہے کہ مومنہ عورت اور مومن مرد کا رزق اور نصیب صبح و شام اس کے دروازوں سے نکلتا رہتا تھا دروازوں پر رونق برکت رہتی تھی۔ اس کی موت سے یہ دروازے آسمانوں میں بند ہو جاتے ہیں۔ روشنی نور ایمان کی وہاں سے ختم ہو جاتی ہے تو آسمان اس کی موت پر روتا ہے۔ قرآن پر ہوا اور آیات میں غور کرو یہ ساری حقیقت معلوم ہوگی۔ کہ مومن بننا اللہ کا مقرب بندہ اور مخلص عبادت کرنا کس قدر فیض یاب کرتا ہے زندگی اور موت آسان بناتا ہے۔

سورہ الحج ۱۵ اللہ کے مخلص بندوں کا ذکر ہو رہا ہے۔ سب سے مثالی کی آیات اللہ کی نعمت ہے اس نعمت سے دنیا اور اس کی برکتیں حاصل کرو۔ یہ قرآن کی فاتحہ الکتاب ہے اس سے قرآن سیکھو نماز سیکھو اللہ سے قریب آ جاؤ۔ سب کچھ اس سے مل جائیگا۔ یہ نعمت صرف مسلمانوں کا حق ہے کافروں کو یہ نعمت نہیں دی گئی اور نہ اہل کتاب کو دی گئی ہے۔ یہ نعمت اللہ کے حبیب کو عرش پر بلا کر رو بروی گئی خالص امت محمدیہ کے لئے ہے۔ دین اور دنیا کے سارے دروازے اس چابی سے کھل جاتے ہیں جو لوگ اس نعمت سے محروم ہو جائیں گے ہم ان سے روز قیامت ضرور پوچھیں گے کہ تم نے اس نعمت سے کیوں فائدہ نہیں اٹھایا۔ نماز سے قرآن سے روزوں سے لیلۃ القدر سے کیوں فائدہ نہیں اٹھائے کیوں اللہ سے دور ہو گئے معافی بخشش کیوں نہیں مانگی۔ اسے رسول صلعم تم لوگوں کو یہ پیغام سنا دو تا کہ روز قیامت تم پر کوئی ذمے داری نہیں ڈالی جائے کہ روز قیامت لوگ فریاد کریں گے کہ ہمیں کسی نے بتایا نہیں تھا اور ہم اس سے ناواقف تھے۔ اس لئے ہم گمراہ ہوئے شرک اور کفر میں پھلے گئے۔ اس نعمت کو کام میں لاؤ گے اس لئے نماز پڑھتے

رہو، سجدے کرو، اللہ سے قریب آؤ، زندگی بھر نماز پڑھتے رہنا ہے، زندگی کی آخری سانس تک اللہ کے قریب رہنا ہے، موت کے وقت اللہ مرنے والوں کی شہرگ کے قریب رہتا ہے۔ ان کو سنتا ہے اور دیکھتا ہے، موت کے وقت کی مصیبت و تکلیف اللہ کے مخلص نیک بندوں کو نہیں ہونے دیتا ان کو بچا لیتا ہے اور جو بندے اللہ کو بھولے رہتے ہیں اللہ بھی موت کے وقت ان کو بھول جاتا ہے ان کو موت کی تکلیف اور سکرات کے عالم اور جان کنی کی تکلیف ہوتی رہتی ہے یہ اللہ سے دور ہونے والے بندوں کا انجام ہوتا ہے۔

سورہ النحل ۱۶ اللہ کا عذاب مت مانگو اور نہ مرنے کی کبھی دعا کرو۔ اللہ اپنا حکم جب چاہے فرشتوں کے ذریعہ بھیجتا رہتا ہے اس میں کوئی دیر نہیں لگتی۔ اللہ کی پناہ میں رہو اللہ سے ڈرتے رہو۔ انسان کے اندر ساری خرابیاں موجود ہیں۔ اس کو صاف ستھرا بنانا بہت مشکل کام ہے۔ تخلیق انسان میں غور کرو تو اس کی حقیقت ایک بوند پانی کی ہے لیکن حقیقت اس کی ایک گندہ بد بودار قطرہ پانی کا ہے۔ اس کو اللہ تبارک و تعالیٰ نے ماں کی رحم کے اندر گندگی کے اندر پالا اور پرورش کیا، گندے پانی میں کھیلنا کو دوتا باہر آتا ہے۔

آنحضرت صلعم کا وصال

حضور صلعم نے رمضان ۱۰ھ میں غیر معمولی اعتکاف ۳۰ دن کا کیا جبکہ آپ کا معمول دس دن اعتکاف کا ہوتا رہا تھا۔ دوسری خاص بات یہ ہوئی کہ اس سال حضرت جبرئیل علیہ السلام نے دو مرتبہ آپ سے قرآن سنا اور اس کا دور کرایا جبکہ ہر سال ایک مرتبہ دہرایا جاتا رہا تھا۔ اس سال حجۃ الوداع کے موقع پر آپ نے صحابہ کرام کو آخری

۱۳۹

نھلہ بڑا طویل سنایا اور اس میں فرمایا: لوگو! میری باتیں غور سے سنو اور جو کچھ سنو اس کو دوسروں تک پورا پورا پہنچا دو۔ مکن ہے کہ آئندہ سال میں تم لوگوں سے اس طرح مخاطب نہ ہو سکوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لاکھ کے مجمع کو حجرہ عقبہ کے مقام پر آخری خطبہ دیا اور فرمایا: لوگو! دین اسلام مکمل کر دیا گیا ہے میں تمہارے درمیان دو چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں۔ ان کو مضبوطی سے تھام لینا۔ ایک اللہ کی کتاب اور دوسری میری سنت۔ ان دونوں کو ساتھ رکھو گے تو کبھی گمراہ نہیں ہو گے۔ اَطِيعُوا اَللّٰهَ وَاَطِيعُوا الرَّسُوْلَ پر کاربند رہو گے پھر تم کبھی ایک دوسرے کے ساتھ تفرقہ جماعت اور مسلک میں نہیں تقسیم ہوں گے۔ تم میں گورے اور کالے کی کوئی تفریق نہیں سب برابر ہیں حج کے ارکان اور طریقے اچھی طرح سیکھ لو۔ نمازیں وقت پر ادا کرو۔ اس طرح بہت سی ہدایات اور نصیحتیں فرمائیں۔ آپ نے جو خطبہ ارشاد فرمایا وہ اقوام عالم نے من و عن منشور انسانیت (ہیومن رائٹس چارٹرڈ) کی شکل میں اپنالیا گیا اور دُنیا نے انسانیت نے مان لیا کہ اسلام سارے جہانوں کے انسانوں کے لئے حقوق انسانی کا مکمل دستور العمل پیش کرتا ہے اور اس کی کتاب اللہ انسانی زندگی کا مکمل دستور حیات پیش کرتا ہے۔

اللہ میں جب سورہ نصر نازل ہوئی تو آپ ﷺ نے حضرت بلالؓ کو طلب فرمایا اور کہا بلال جا کر اذان دو۔ خلاف معمول بے موقعہ اذان کی گونج ممبر مسجد نبوی سے اہل مدینہ کو حیرانی میں ڈال دیا۔ اذان کی آواز پر سارا کھجور بازار دکانیں چھوڑ کر مسجد نبوی کی طرف دوڑے، عورتیں گھروں سے باہر نکل کر مسجد نبوی کی طرف نکل گئیں۔ صحابہ رسول اللہ حیرت و پریشانی سے گھروں سے نکلے اور ایک دوسرے سے تحمیر نظروں سے

پوچھ رہے تھے کہ یہ کیا بات ہے اذان کیوں دی گئی۔ کسی کے کچھ سمجھ میں نہ آتا تھا۔ سب جوق در جوق مسجد نبوی کی طرف دوڑے چلے آئے۔ امہات المؤمنین بھی اپنے اپنے حجرہوں سے مسجد نبوی کی طرف ہمہ تن گوش ہو گئیں کہ یا الہی یہ ماجرا کیا ہے۔ بے وقت یہ اذان کی آواز کیسی۔ حضور ﷺ اپنے حجرے مبارک سے مسجد نبوی میں تشریف لائے اور ممبر رسول اللہ ﷺ پر بیٹھ گئے۔ فرمایا لوگو! حیرانی کی کوئی بات نہیں ہے جو تمہارے چہروں پر میں دیکھ رہا ہوں۔ ابھی ابھی سورہ نصر نازل ہوئی اور حضرت جبرئیل علیہ السلام بھی اداس اداس نظر آئے تو میں سمجھا کہ دعوت دین مکمل ہو گئی ہے اور میری وفات کا وقت قریب آ گیا ہے۔ اس لئے میں چاہتا ہوں کہ آپ حضرات کو بھی بلا کر اس کی خبر کر دوں یہہ کہتے ہوئے آپ ﷺ بھی اداس ہو گئے۔ آواز میں اور آنکھوں سے اداسی کے آثار صحابہ نے دیکھا وہ سب مغموم اور ان کی آنکھوں میں آنسو کھینے لگے سب ساکت اور خاموش چہرہ مبارک پر نظریں جمائے ہمہ تن گوش تھے۔ پھر فرمایا: اللہ سبحانہ و تعالیٰ آپ سب کو خوش رکھے اور زندہ رکھے۔ میں تمہارا امیر کاروان رہا ہوں اور آپ حضرات نے میری اتباع و پیروی کی ہے۔ میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ میری سنت پر پورا پورا عمل کرنا اور اللہ کی کتاب مضبوطی سے تھام رکھنا۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ حکم دیتا ہے اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول و اطيعوا ما امرکم و اتقوا ما نہیکم و اتقوا اللہ انکم تعلمون۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ قیامت تک یہ دین اسلام مکمل کر دیا گیا ہے اس کے بعد کسی کتاب کی مسلمانوں کو قیامت تک کوئی ضرورت نہیں ہے۔ میں نصیحت کرتا ہوں کہ قرآن کے احکامات کی پوری پوری تعمیل کرنا، دنیا سے سب کو ایک دن رخصت ہونا اور اپنے رب کی طرف واپس جانا ہے اور اپنی آخرت کی فکر اور اس کی تیاری

رکھنا۔ ایک دوسرے کے حقوق و فرائض پورے کرتے رہنا، حق پر رہنا اور حق کا ساتھ دینا، آج میں نے تم سب کو یہاں اس لئے اکٹھا کیا ہے۔ اگر کسی کو کوئی حق مجھ پر باقی ہے تو وہ اٹھے اور مجھے سے اپنا حق طلب کر لے۔ میں چاہتا ہوں کہ آج آپ سب سے اپنا معاملہ صاف کر لوں یہ سنتے ہی حضرت ابو بکر صدیق بیٹھے رونے لگے صحابہ کی آنکھوں میں آنسو آگئے سب پر سکتے کی حالت طاری تھی۔ آپ نے حضرت ابو بکر صدیق سے متوجہ ہوئے اور فرمایا: ابو بکر غم نہ کرو باوقار رہنا، پھر فرمایا مسجد نبوی میں جانے کے تمام راستے بند کر دو اور صرف ابو بکر کے گھر کی طرف کا دروازہ کھلا رکھنا میری دوستی اور میری مصاحبت میں کوئی آدمی ابو بکر سے زیادہ افضل نہیں ہے۔ مجھے معلوم ہے کہ تم لوگوں کو میری جدائی اور وفات کا خوف ہے۔ گویا تم موت کا انکار کرتے ہو تمہارے نبی کی وفات کوئی حیرت کی بات نہیں ہے۔ کیا میں نے تم لوگوں کو موت کی خبر نہیں سنائی، مجھ سے پہلے کوئی اللہ کا نبی ہمیشہ زندہ نہیں رہا۔ آگاہ رہو، میں اپنے رب سے ملنے کے لئے جا رہا ہوں۔ اور تم سب بھی اپنے رب سے ملنے والے ہو۔ اس کی تیاری رکھو۔ تم سب سورہ والعصر کی تلاوت کرتے رہو اور اس کو یاد رکھو اور ایک دوسرے کو اس کی وصیت کرتے رہنا اور حق پر رہنا، نیک اعمال رکھو کسی معاملے میں دیر ہو جائے تو صبر سے کام لو، جلدی مت کرنا، جس کسی نے اللہ تعالیٰ کو دھوکا دینے کی کوشش کی وہ مغلوب ہوگا اور دھوکے میں ہوگا۔ میری سنت پر عمل کرتے رہنا میں تم لوگوں سے روز قیامت حوض کوثر پر ملوں گا۔ اور حوض کوثر کو میں یہاں بیٹھے ہوئے اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہوں۔ جو اس سے پانی پینے گا اس کی پیاس بجھے گی اور وہ کبھی پیاسا نہیں رہیگا۔ اپنی زبان کو اپنے قابو میں رکھنا، یہ کہتے ہوئے

آپ کچھ دیر خاموش رہے پھر ایک لمبی سانس لے کر فرمایا: میرے پروردگار! جو تیری مرضی ہو وہ میری مرضی۔ آپ کی طبیعت بوجھل ہونے لگی تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ اٹھے اور آپ کو سہارا دیا۔ حضرت فضیل بن عباسؓ نے بھی دوسری طرف سے آپ کو سہارا دے کر ممبر مسجد سے نیچے اتارا اور آہستہ آہستہ چلتے ہوئے آپ ﷺ کو حجرہ بی بی عائشہؓ میں پہنچایا۔ اس واقعہ کے چند دنوں بعد آپ آدھی رات کو جنت البقیع تشریف لائے اور اہلیان البقیع کے لئے دُعا فرمائی اور ہاتھ اٹھا کر کہا: اے قبر والو! تم پر میرا سلام ہو لوگ جس حال میں ہیں اس کے مقابل تمہیں وہ حال مبارک ہو جس میں تم ہو۔ فتنے تاریک رات کے گنگڑوں گنگڑوں میں ایک کے پیچھے ایک آرہے ہیں اور ہر بعد آنے والا دن پچھلے سے زیادہ خراب ہے۔ یا اہل القبور! تم ہم سے پہلے یہاں آئے اور ہم تمہارے بعد آنے والے ہوں گے۔

صفر کا مہینہ ختم ہو رہا تھا۔ کسی صحابی کے جنازے میں شرکت کے بعد آپ واپس آئے تو حضرت بی بی عائشہ سے فرمایا: میرے سر میں درد ہو رہا ہے۔ حضرت بی بی عائشہ نے آپ کا سر دبایا اور سر پر کپڑے کی پٹی باندھی اور آپ ﷺ لیٹ گئے اس کے بعد آپ ﷺ کے جسم اطہر میں کچھ حرارت تھی یہ ابتداء تھی مرض الموت کی اسی حالت میں آپ برابر مسجد نبوی میں امامت فرماتے رہے۔ دس پندرہ دن اسی حرارت میں آپ نے امامت فرمائی۔ آپ ﷺ نے ازواج مطہرات سے پوچھتے رہتے تھے کہ میں کہاں ہوں کس کے پاس ہوں ازواج مطہرات نے اندازہ لگالیا تھا کہ آپ ﷺ حضرت بی بی عائشہؓ کے ہاں رہنا پسند فرمائیں گے چنانچہ آپ ﷺ حضرت بی بی عائشہؓ کے حجرہ میں

آخری ایام تک رہے۔ حضرت بی بی عائشہؓ نے قرآنی آیات پڑھ پڑھ کر آپ ﷺ پر دم کرتی رہیں اور جسم اطہر پر ہاتھ پھیرتی جاتی تھیں۔ مرض الموت کے پانچویں دن آپ ﷺ کی حالت مغیر ہوئی اور آپ پر غشی طاری ہوئی جب ہوش آیا تو آپ نے فرمایا: میرے غسل کے لئے سات مختلف کنوؤں سے پانی لاؤ اور مجھے غسل دو۔ آپ ﷺ کو حسب الحکم سات مشکیزوں میں مختلف کنوؤں سے پانی لایا گیا اور ایک بڑے مٹی کے برتن میں آپ کو بٹھا کر سر سے پانی ڈالا گیا اس طرح آپ ﷺ نے غسل فرمایا۔ پھر مسجد نبوی میں حجرہ بی بی عائشہؓ سے نکل کر آئے اور لوگوں کو خطبہ دیا۔ آپ ﷺ فرش مسجد نبوی پر بیٹھے رہے مہر پر تشریف نہیں رکھے اور فرمایا:

یہودیوں اور نصرانیوں میں اللہ نے قرآن میں لعنت بھیجی ہے اور میں بھی ان مشرکوں کے لئے لعنت اور اللہ کی مار کہتا ہوں جنہوں نے اپنی عبادت گاہوں کو شرک کا مرکز اور اپنے انبیاء علیہ السلام کی قبروں کو سجدہ گاہ بنا لیا ہے۔ لوگو! تم میری قبر کو اس طرح نہ بنا لینا اور نہ شرک کی طرح پرستش کی جگہ بنا لینا آج جس کسی کا جھ پر کوئی حق یا لین باقی ہے تو وہ آگے بڑھے اور اپنا حق طلب کرے کسی کی پیٹھ پر کوڑا برسایا ہے تو وہ آئے آج میری پیٹھ حاضر ہے اس پر کوڑا مار کر اپنا بدلہ لے لے۔ ایک روایت یہ ہے کہ ایک صحابی اٹھ کھڑے ہوئے اور عرض کیا میرا حق آپ پر واجب ہے اور میری پیٹھ پر آپ نے ایک کوڑا لگایا تھا۔ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا آؤ میری پیٹھ پر کوڑا برساکر اپنا بدلہ لے لو۔ یہ کہتے ہوئے آپ ﷺ نے اپنی پیٹھ سے عبا ہٹایا ہی تھا کہ وہ صحابی دوڑ کر گئے اور آپ ﷺ کی پیٹھ پر مہر نبوت جو م لیا اور فرط مسرت سے فرمایا اس غلط بیانی سے میں نے آج اپنے

دل کی تمنا پوری کر لی۔ میرے سرکار مجھے غلط بیان پر معاف فرمادیں۔

خطبہ ختم کر کے آپ نے ظہر کے امامت کی اور بعد نماز ظہر فرمایا: لوگو! میری رخصتی کا وقت قریب آ گیا ہے۔ میں تم کو نصیحت کرتا ہوں کہ آپس میں تفرقہ مت ڈالنا، میں نصیحت کرتا ہوں کہ انصار مدینہ کا مجھ پر اور تم سب لوگوں کا بہت بڑا حق بھی باقی ہے انہوں نے اس وقت میری مدد کی اور مجھے اپنایا جب ساری دنیا میری مخالف بن گئی تھی اور میرا سہارا مجھ سے چھین لیا تھا ان کے حقوق کا خیال رکھنا ان سے محبت اور شفقت کا سلوک کرنا۔ ان کی غلطیوں کو دور گزر کرتے رہنا، انصار مدینہ کی اللہ مدد کرے یہ آگے زمانے میں گھٹتے رہیں گے اور انصار ختم ہو جائیں گے آٹے میں نمک کی طرح قال قال دکھائی دیں گے لہذا ان کی جس قدر خدمت ان سے محبت کرو وہ کم رہیگی پھر فرمایا: دنیا کی زیب و زینت زمانہ کی تہذیب و تمدن آگے کی طرف بڑھتی جا تیگی دنیا بہت چمک دمک کی ہو گئی ہے اور تم کو اختیار دیا گیا ہے کہ تم دنیا کو پسند کرو یا اللہ کی، بہترین پسند والی چیز کو قبول کرو۔

حضرت ابو بکر صدیقؓ یہ سن کر رونے لگے اور کہنے لگے میرے حضور ﷺ

میرے ماں باپ آپ پر قربان، ہمیں اللہ اور اللہ کا رسول بہت پیارا ہے اس پر آپ ﷺ نے فرمایا۔ مجھے ابو بکر کی رفاقت، محبت اور اس کا احسان یاد ہے۔ اللہ اس کا اجر ابو بکر کو دیگا۔ مجھے ابو بکر کی رفاقت اور دوستی بہت پسند ہے۔ لوگو! مسجد نبوی میں آمد کا راستہ ابو بکر کے گھر کی طرف سے کھلا رکھنا۔ باقی سب دروازے بند کر دو۔ آپ ﷺ حجرہ نبوی عاتشہ میں واپس آئے۔

وفات سے دو دن پہلے آپ ﷺ کی حالت بگڑ گئی آپ پر غشی طاری ہونے لگی،

سر مبارک پر کپڑے کی پٹی بندھی رہی۔ آپ ﷺ بے چین سے ہونے لگے۔ اس اضطراری کیفیت میں سب صحابہ پاس بیٹھے تھے۔ حضرت علیؓ اور حضرت فضیل بن عباسؓ بہت قریب تھے آپ ﷺ نے فرمایا: لاؤ میرے پاس کاغذ اور قلم تاکہ میں تمہیں تحریر لکھ دوں، حضرت عمرؓ پاس بیٹھے تھے فرمایا تحریر کی کیا ضرورت ہے جب ہمارے پاس قرآن موجود ہے وہ بہت کافی ہے اس پر حضرت فضیل بن عباسؓ اور اہل بیت نے جھگڑا کیا کچھ کہتے تھے کہ تحریر لکھیں اور کچھ کہہ رہے تھے اللہ کی قرآن کافی ہے اس طرح جھگڑا آگے بڑھا اور جب شور زیادہ ہوا تو آپ ﷺ نے ناراض ہو کر سب کو وہاں سے چلے جانے کا حکم دیا اور سب اٹھ کر چلے گئے۔ آپ ﷺ کی طبیعت زیادہ خراب ہو گئی، مرض کی شدت میں اضافہ ہو گیا۔ اس رات آپ مسجد نبوی میں عشاء کی نماز کے لئے نہیں جاسکے آپ ﷺ نے بی بی عائشہؓ سے فرمایا: کیا لوگوں نے نماز پڑھ لی؟ آپ بی بی عائشہ نے عرض کیا، نہیں۔ مسجد میں سب بیٹھے آپ کا انتظار کر رہے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: مجھ میں اتنی طاقت نہیں کہ اٹھ کر چلا جائے، ابو بکرؓ سے کہو کہ وہ نماز پڑھائے۔ اس کے بعد حضرت ابو بکر صدیقؓ امامت کرتے رہے تھے۔ دو دن بعد جب آپ ﷺ کی طبیعت سنبھلی تو ظہر کے وقت آپ ﷺ حجرہ بی بی عائشہؓ سے نکل کر مسجد میں تشریف لائے تو حضرت ابو بکر صدیقؓ مصلے امامت پر تھے آپ ﷺ کو آتا دیکھ کر پیچھے ہٹ گئے تو آپ ﷺ نے ہاتھ کے اشارے سے انہیں منع کیا اور ان کی امامت میں بیٹھ کر نماز ادا کی تھی۔ وفات سے ایک دن پہلے آپ ﷺ نے اپنے غلاموں کو پاس بلایا اور انہیں آزاد کر دیا۔ آپ ﷺ نے بی بی عائشہؓ سے فرمایا گھر میں کیا کچھ ہے لاؤ۔ آپ بی بی عائشہؓ

نے ساتھ دینار جو باقی تھے لائے تو فرمایا۔ ان کو خیرات کر دو۔ گھر میں کچھ باقی مت رکھنا
آپ نے اپنے ہتھیار مسلمانوں کو تحفہ میں دیدیا۔

وفات کے دن حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ وہ پیر (دوشنبہ) کا دن تھا۔ فجر
کے وقت آپ نے نماز حجہ میں ادا کی اور حجہ سے مسجد نبوی کی طرف پردہ اٹھا کر دیکھا
کہ حضرت ابو بکر صدیقؓ فجر کی امامت فرما رہے تھے آپ ﷺ نے تبسم فرمایا اور پردہ اٹھا
کر مسجد میں چلے آئے۔ صحابہؓ نماز ختم کر کے آپ ﷺ کے گرد جمع ہو گئے۔ جب دن
ڈھلا تو آپ ﷺ نے اپنی صاحبزادی بی بی فاطمہؓ کو بلایا اور ان سے سرگوشی میں باتیں
کیں تو بی بی رونا لگیں۔ آپ ﷺ نے انھیں پھر پاس بلایا اور سرگوشی میں کچھ فرمایا تو بی
بی فاطمہؓ ہنسنے لگیں۔ آپ ﷺ نے بشارت دی کہ آپ ساری خواتین عالم کی
سیدہ (سردار) ہیں اور سب سے پہلے ان سے آکر ملیں گی۔ (صحیح بخاری جلد دوم صفحہ
۶۳۸) اس کے بعد آپ ﷺ نے دونوں نواسوں کو پاس بلایا اور انھیں چوما ان کے لئے
دُعا فرمائی پھر امہات المؤمنین کو پاس بلایا اور انھیں نصیحت کی۔ پھر صحابہ کرام کو وعظ
اور نصیحت فرمائی۔ آپ ﷺ پر نزاع کی حالت طاری ہوئی۔ حضرت بی بی عائشہؓ نے
انھیں اپنی گود میں سہارا دیا اور آپ ﷺ نے ان کا ٹیک لیا اور آنکھیں بند کر لیں۔ حضرت
بی بی عائشہؓ کے بھائی حضرت عبدالرحمن بن ابوبکرؓ وہاں آ گئے ان کے ہاتھ میں مسواک تھی
آپ ﷺ نے آنکھیں کھولیں ان کی مسواک کی طرف نظر تھی آپ بی بی عائشہؓ نے اپنی
فراست سے ان سے مسواک اس کو اپنے دانتوں میں چبا کر نرم کر کے آپ ﷺ کو
دیا۔ آپ ﷺ نے مسواک کیا پھر آپ ﷺ نے اپنے دونوں ہاتھوں کو سامنے دھرے

ہوئے پانی کے برتن میں بھگولیا اور اپنے منہ اور ہاتھوں پر پھیرتے گئے گویا پانی سے وضو کر رہے ہیں اس طرح پاک و صاف با وضو ہو کر آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کا نام لیا اور کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ کے الفاظ کہنے لگے۔ پھر آنکھیں اوپر چھت کی طرف لگائی ہونٹ برابر لا الہ الا اللہ کے اہل رہے تھے اور پھر کچھ کہتے جارہے تھے حضرت بی بی عائشہ عمر ماتی ہیں کہ جو کچھ نہیں سنائی دیا وہ الفاظ الرقیق الاعلیٰ رقیق رقیق تھے۔ (صحیح بخاری، جلد دوم، صفحہ ۶۳۸-۶۳۹ مرض الموت) انا اللہ وانا الیہ راجعون ۱۲۵ ربیع الاول ۱۱ھ دو شنبہ ۶۳ سال۔ اہل مدینہ صحابہ رسول پر غم کے پہاڑ ٹوٹ پڑے ہر آنکھ اشک بار تھی مدینہ النبی افسردہ غم زدہ اور تاریخ انسانیت کا تاریک دن تھا۔ حضرت عمرؓ کی عجب حالت تھی۔ آپ نے غمزدہ آواز میں فرمایا۔ منافقین مدینہ یہ نہ سمجھیں کہ اللہ کا رسول ﷺ فوت ہو چکا ہے۔ وہ جان لیں کہ اللہ رب العزت نے اپنے صیب مرسل کو اپنے پاس بلایا ہے وہ اس دنیا فانی سے اعلیٰ علیین میں منتقل ہو گئے ہیں اور ان کی دوبارہ زندگی ضرور ہوگی۔ حضور صلعم کے ارشاد کے مطابق آپ کا جسد مبارک حضرت بی بی عائشہؓ کے حجرے میں تین دن تک رکھ دیا گیا۔ جسد مبارک سے خوشبو کی مہک کی پیشیں آرہی تھی کمرہ بند کر دیا گیا تھا خوشبو سے سارا مدینہ مہک اٹھا چاروں طرف خوشبو پھیلی تو راہ چلنے والے قافلے رُک گئے اور خوشبو کی طرف آنے لگے کہ معلوم کریں کہ یہ کیا واقعہ ہوا ہے۔ ادھر حقیقہ بنی ساعدہ میں مہاجرین خصوصاً اہل بیت اور انصار مدینہ کے درمیان جان نشینی کے مسئلہ پر بحث ہونے لگی تھی اس کی خبر جب حضرت عمرؓ کو ملی تو وہ فوراً وہاں پہنچے ان کے پیچھے حضرت ابو بکر صدیقؓ وہاں پہنچے اور سب کو مخاطب کر کے خطبہ دیا اور مجمع بر خاست ہوا۔

حضرت علی کرام اللہ وجہہ اور حضرت فضیل بن عباس جببیز و عکفین کی تیاریوں میں مصروف ہو گئے۔ حضور ﷺ نے انتقال سے پہلے پوچھنے پر فرمایا تھا کہ مجھ غسل دینے کا اہل بیت کا حق ہے۔ آپ ﷺ کے جسم کے کپڑوں کے ساتھ غسل دیا گیا۔ اس کے بعد یعنی چادروں کے تین بغیر سارے کپڑوں میں جسدِ خاکی کو لیٹا گیا۔ انبیاءِ مرسلین کی یہ روایت رقی ہے کہ جہاں وہ بیٹھے نماز اور قیام و تسبیحات کیا کرتے تھے وہی جگہ اور مقام ان کی آخری آرام گاہ ہوا کرتا تھا۔ چنانچہ صحابہ کبار کے مشورہ کے بعد آپ ﷺ کو حجرہ بی بی عائشہ میں رکھا گیا۔ باری باری قطار میں صحابہ کبار نے آپ ﷺ کا دیدار کیا۔ نماز جنازہ کے لئے کوئی امام نہ تھا بغیر امام کے نماز جنازہ پڑھی گئی نماز جنازہ دراصل دُعائے جنازہ چار تکبیرات کے ساتھ ادا کی جاتی ہے کھڑے اور سوج ہو کر سب سے آخر میں امہات المؤمنین اور اس کے بعد عورتوں نے دیدار کی سعادت حاصل کی۔ دونوں جہانوں کا سردار اللہ کا محبوب بنی المرسل ختم نبوت گنبدِ خضرا کے نیچے اپنی ابدی آرام گاہ میں مرجعِ خلائق عالم انسانیت کا رہنما قیامت تک سوتا آرام کرتا رہیگا۔ اسے ایمان والو اس عظیم انسان کے لئے درود و سلام بھیجو اس کے لئے آسمانوں میں فرشتے صبح و شام درود و سلام بھیجتے رہتے ہیں۔ اللہم صلِّ علیٰ سیدنا محمد و علیٰ آل سیدنا محمد

کَمَا صَلَّيْتَ عَلٰی اِبْرَاهِيْمَ وَ عَلٰی آلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ

اہل کی حقیقت

قرآن کی مختلف سورتوں میں مختلف طریقے سے اہل کا ذکر آیا ہے۔ عربی لفظ

ہے طویل العمری کا یقین اہل کہلاتا ہے۔ آئندہ کی امیدیں زندگی کے منصوبے بنانا۔ سورہ الحجر ۱۵ کی آیات میں اس کا ذکر یوں آیا ہے۔ چودھویں پارہ کی پہلی سطر میں پڑھو۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ کَفَرُوْا لَوْ كَانُوْا مُسْلِمِیْنَ ذَرٰهُم یَا كٰلِفًا ۝۱۰ یَتَمَسَّنٰتُهُمْ وِیْلَهُمْ ۝۱۱ اَلَا مَلَّ قَسُوْفٌ یَعْلَمُوْنَ ۝۱۲

بڑی اور طویل عمریں عطا ہونا اللہ کی نعمت ہے اور آزمائش کے لئے ہے۔ ایسی زندگی کی ایسی امیدیں عمر کے آخری حصے میں زندگی کوتاہ کر دیتی ہیں۔ اللہ کی حکمت ہوتی ہے کہ گناہ معاف کرائیں مگر لوگ اس کا غلط استعمال کرتے ہیں۔ ہر انسان کو اپنی آخری زندگی میں صالح عمل اور پاک و صاف ستھری زندگی کے ساتھ اللہ سے آخرت کی اچھی امیدیں رکھنی چاہئے۔ اپنا سارا وقت اللہ کی یاد میں اطاعت اور بندگی ذکر میں صبح و شام گزارنا چاہئے تاکہ اللہ تعالیٰ اور بندے کے درمیان ایک تعلق اور ایک رشتہ استوار ہو جائے بندہ اپنے مالک سے قریب تر ہو جائے۔ اہل اور امیدیں دونوں انسان کے لئے ضروری ہیں۔

سورہ الحجر کی اوپر والی آیت کا ترجمہ یہ ہے:

اے رسول صلعم! تم لوگوں کو ان کے اپنے حال پر چھوڑ رکھو کہ وہ اس دنیا میں کھائیں پیئیں اور خوش رہیں اور دنیا ہی سے اپنی امیدیں وابستہ کر رکھیں، ہم ان کو طویل عمریں عطا کریں گے تاکہ دنیا کی محبت میں دنیا کی امیدوں میں وہ اپنی آخرت سے دور ہو جائیں۔ جب موت آجیگی تب معلوم ہوگا۔

بڑی عمر کے آدمی کے لئے بڑھاپے کی زندگی میں مشغول اور منصوبے سوچتے ہیں

جو حقیقت سے دور ہوتے ہیں دنیا کی سوہوم امیدوں میں وہ خوش رہنا چاہتے ہیں۔ دوسری شادی کا شوق ہوتا ہے سیر و تفریح اور سپانے کرنے کا شوق ان کو جگہ جگہ لئے پھرتا ہے۔ اپنی جمع پونجی سے بڑے بڑے منصوبے باندھتے رہتے ہیں۔ کھیل کود متاثر ہے ان کو مرغوب ہوتے ہیں ان میں وہ حصہ لیتے ہیں یہ کیفیت اہل کی تعریف میں آتی ہے۔ یہ دنیا در حقیقت عیش و عشرت کھیل کود کی جگہ نہیں بنائی گئی بلکہ اس میں امتحان اور آزمائش رکھی گئی ہے جو لوگ دنیا پسند کرتے ہیں دنیا کی طویل امیدیں طویل عمر کی خواہشات سے دل بہلانا چاہتے ہیں وہ در حقیقت گمراہی میں ہوتے ہیں۔ قرآن کی تعلیم تو یہ ہے کہ آج کا کام کل پر مت چھوڑو کل کبھی نہیں آنے والا۔ آنے والا اہل کسی کے اختیار میں نہیں ہوتا اس لئے سورہ کہف ۱۸ میں ہدایت کی گئی ہے۔ اے رسول صلعم کل کے کام کے لئے انشاء اللہ کہو۔ اے اللہ تعالیٰ کو منظور ہوگا تو اللہ اس کو پورا کرنے والا ہے اس میں تمہارا اختیار عمل کا کچھ حصہ نہیں ہے۔ وَمَا تَشَاءُونَ إِلَّا أَنْ يَشَاءَ اللَّهُ

سورہ الحجرات ۱۵ کی آیت ۸ ارشاد باری تعالیٰ ہو کہ اللہ تعالیٰ آسمانوں سے اپنے فرشتے بیکار اور بے مقصد کے زمین پر نہیں اتارتا۔ ان کے ذمے کوئی کام اور کوئی مقصد ضرور ہوتا ہے۔ اس کے لئے وہ اتارے جاتے ہیں۔ مَا نَزَّلَ الْمَلٰٓئِكَةُ إِلَّا بِالْحَقِّ وَمَا كَانُوْا اِذَا مُنظَرِيْنَ ۝ (آیت: ۸ سورہ الحجرات ۱۵) اور جب وہ اترتے ہیں تو بلاتا خیر کے اپنا کام کر کے چلے جاتے ہیں۔ سورہ شب قدر میں فرمایا: نَزَّلَ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ فِيْهَا بِاٰذِنِ رَبِّهِمْ مِنْ كُلِّ اَمْرٍ سَلَامٌ حَتّٰىٰ مَطْلَعِ الْفَجْرِ ۝ (سورہ ۹۷: البقرۃ: القدر) فرشتے آسمانوں سے حضرت جبرئیل علیہ السلام سمیت آسمانوں سے زمین پر بھیجے

جاتے ہیں تاکہ رمضان کے روزہ دار اور قتی تلاوت قرآن پڑھنے اور سننے والوں کو جا کے خوشخبری سنائیں کہ اللہ نے ان کے سارے گناہ معاف کر دیئے ہیں اللہ کی مغفرت و بخشش عام ہے۔ اس سے پہلے سورہ ابراہیم ۱۴ کی آیت ۴۲ میں فرمایا: **وَالَا تَحْبَسَنَّ** اللہ غافلاً عما یعمل الظالمون انما توخرهم لیومٍ تشخص فیہ الابصار ۵ (۴۲) اللہ مومنوں کو لمبی عمریں زیادہ انعامات دے کر مہلت دیتا رہتا ہے کہ وہ اچھے عمل کریں اور اللہ کی طرف رجوع ہوں اس کی بخشش ہوئی سہولتوں سے اور قرآن سے فائدہ اٹھائیں لیکن جو لوگ جو کچھ عمل کرتے رہتے ہیں اللہ ان کو دیکھتا اور سنتا رہتا ہے وہ ان کے کسی عمل سے غافل نہیں ہے انھیں مہلت دی ہے اور جب مہلت کا وقت ختم ہوگا تب ان کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہیں گی کہ یہ کیا ہو گیا!

جو لوگ خدا کی اتاری گئی کتاب قرآن مجید سے بیزار ہیں اس کو کھول کر تک نہ دیکھا کہ اس میں کیا ہے اور نہ اپنی زندگی میں اس کو پڑھا اور اگر کبھی زندگی میں ایک بار پڑھا تو پھر عمر بھر اس سے الگ رہے۔ قرآن کے احکامات کو ناسلے رہے اس کے خلاف ہر عمل کیا۔ جب ان سے پوچھو کہ قرآنی احکامات کو تو مانتے ہیں لیکن طریقے اپنے اپنے اختیار کرتے ہیں اپنی مرضی سے کچھ احکامات مانتے ہیں اور کچھ نہیں مانتے کہتے ہیں کہ ہماری مرضی ہم جیسا چاہیں گے کرتے رہیں گے۔ مشکل احکامات اور سودی لین دین اور بے پردہ گی نہیں مانتے اور جو آسان نظر آتے ہیں وہ مانتے ہیں۔ ایسے لوگوں کا جب آخری وقت آتا ہے اور موت کے بستر پر لیٹتے ہیں تو موت کے فرشتے ان سے پوچھتے ہیں کہ بتاؤ تم نے اپنے زندگی کس طرح گزاری ہے۔ شیطان کی پسند کی یا اللہ کی پسند

کی۔ شیطان نے تم سے طول امل کا وعدہ کیا ہوا تھا۔ اللہ یہ سن سبوں لہم و املا لہکم (ایت سورہ محمد ۴۷) شیطان تو تم کو گمراہ کرتا رہا تھا فرشتے اس سے کہتے ہیں کہ ہم خوب جانتے ہیں ہمارے پاس تمہاری زندگی کا پورا ریکارڈ محفوظ ہے جو زندگی تم گذار کر آئے ہو ہم جانتے ہیں۔ یہ گفتگو جب روح سنتی ہے تو خوف کے مارے روح اس کے جسم کے رگ و ریشوں سے چٹ جاتی ہے اور ڈر کے مارے باہر نکلتا نہیں چاہتی۔ موت کے فرشتے اس پر سختی کرتے ہیں ڈانٹ ڈپٹ کرتے ہیں مرنے والے کے منت پر تھپڑے مارتے ہیں اس کی پیٹھ پر ٹھونکنے لگاتے ہیں سختی سے روح کو باہر نکالتے ہیں تو وہ حلق میں آ کر انک جاتی ہے۔ زندگی کے سارے اچھے اعمال شیطان کی اور اپنی خواہشات کی پیروی میں غارت کر دیئے (ایات ۲۶ سے ۲۸ سورہ محمد ۴۷) غور سے پڑھو اور سمجھو کہ زندگی اتنی آسان نہیں ہے۔ اس سورہ کی اگلی ایات کو بھی دیکھو اس میں منافقین کی پہچان کرائی گئی ہے کہ یہ فاسق و فاجر لوگ کس کس طریقے سے لوگوں کو دھوکا دیتے ہیں ان کے چہرے دیکھ کر تم پہچان لو گے۔ ان کی نرم نرم بیٹھی باتوں اور ان کے لہجہ گفتگو سے تم اندازہ کر لو گے کہ کس طرح باتیں کرتے ہیں جھوٹی قسمیں کھا کر تم کو یقین دلاتے ہیں۔ ان کی زبان پر کچھ ہوتا ہے اور دل میں کچھ اور ہوتا ہے اللہ انہیں خوب پہچانتا ہے (ایات ۲۹ سے ۳۱ سورہ محمد ۴۷) اللہ کا یہ کچھ نہیں بگاڑ سکتے اللہ ان کے سارے اچھے اعمال بیکار کر دے گا۔ مومن کا دل صاف ستھرا نور ایمان سے منور ہوتا ہے اس کا دل گناہ سے شرک اور کفر سے پاک ہوتا ہے اللہ کی نافرمانی کے ڈر و خوف سے بچا رہتا ہے یہی اس کی پہچان ہوتی ہے۔ (ایت ۳۸ سورہ لفتح ۴۸)

قرآن کی سورہ نمبر ۶۷ ن والقلم میں فرمایا: ہم لوگوں کو بڑی بڑی عمریں عطا کر کے ان کی مہلت زیادہ کر دیتے ہیں کہ آزمائیں وہ اس طویل العمری میں کیا توقعات باندھتے ہیں۔ جو لوگ اللہ کے کلام مجید کو جھوٹا سمجھتے ہیں اس میں کئے گئے وعدوں پر یقین اور ایمان نہیں رکھتے اور اپنے طریقے عمل کو اہمیت دیتے ہیں ہم ان کو طویل عمر دے کر اپنے طریقے سے پکڑتے رہتے ہیں اور انہیں ذرا بھی خیر نہیں ہے اللہ کی تدبیر تو نول اہل ہے جسمیں انہیں مہلت زیادہ دیتا ہے اور پھر پکڑ لیتا ہے۔ **وَاصِلِي لَهُمُ اَنْ كَيْدِمَتَيْنِ** (ایت ۴۴-۴۵) غور سے پڑھو۔ اللہ کے فرشتے ان کے کندھوں پر بیٹھے سب عمل لکھتے جانتے ہیں اور ہمارے پاس سب محفوظ ہیں۔

قرآن کی سورت ۸۶ الطارق کی ایت ۱۷) **لَمَهْلِكِ الْكَافِرِينَ اَهْلِهِمْ رَوْيِدًا**

ترجمہ: تم ان کافروں کو مہلت دو بس چند دن کی بات ہے پھر ہم ان کو اپنے پاس بلا لیں گے اور روز قیامت ان سے پوچھیں گے۔ اس سے پہلے کی آیات میں کافروں کی زندگی میں تدبیروں کا ذکر ہے کہ کس کس طریقے اور تدبیر سے دنیا کی زندگی سے فائدے اٹھاتے ہیں۔ آخرت میں بھی اپنی تدبیروں سے وہ بچنا ضرور چاہیں گے لیکن ہم بھی اپنی تدبیریں ان پر آزمائیں گے جب تک زندگی ملی ہے یہ زندگی کا وقفہ اور مہلت بہت جلد ختم ہونے والا ہے۔ ان سب کو بالآخر ہماری ہی طرف لوٹ کر آنا ہے۔ طویل العمری کی مہلت کا فائدہ تو یہ ہونا چاہیے کہ زندگی کے مشاہدات، تجربات، حالات اور واقعات نے ان کے خیال و ذہن کو پختہ اور ازموہ سبق آموز بنا دیتے ہیں۔ انہیں طویل العمری میں زندگی بہتر طور پر گزارنے کا سلیقہ اور حوصلہ پیدا ہو جانا

چاہیے تھا ان کے ذخیرہ معلومات میں بہت سے عبرت کے ایسے سبق ہوں گے جو دوسروں کو مشعل ہدایت کا کام دے سکتے ہیں۔ لوگوں کو نیکی اور صالح عمل کی تلقین کر سکتے ہیں۔ دنیا کی حقیقت اچھی طرح ان پر منکشف ہو کر کھل گئی ہے۔ طویل عمری کا وقفہ مہلت ان کی گمشدہ نامعلوم زندگی کا حل دریافت کر سکتا ہے۔ زندگی کے اگلے دو پچھلے سارے گناہ وہ معاف کروا سکتے ہیں اپنی آخرت کو سنوار سکتے ہیں۔ توبہ کر سکتے ہیں۔ استغفار ذکر یاد الہی میں اپنا سارا وقت تہائی میں گزار سکتے ہیں۔ اپنی آخرت کی نجات و بخشش کے لئے بہت کچھ صدقات و خیرات اور کار خیر انجام دے سکتے ہیں۔ اپنی موت کو آسان اور قبر کا عذاب کم کروا سکتے ہیں۔ مگر افسوس! ایسے نادان اور کم نصیب نکلے کہ یہ طول اہل کو بھی ضائع کر دیا جو کچھ وہ کر سکتے تھے اپنی عاقبت سنوارنے کے لئے اس سے محروم ہو کر دنیا سے گئے ایسے لوگوں کا انجام بڑا عبرتناک ہوگا۔ اللہ توفیق اور ہدایت سب کو عطا کرے۔ حضرت آدم علیہ السلام نے اپنے بیٹے حضرت شیث علیہ السلام کو وصیت کی تھی کہ میری زندگی سے سبق حاصل کرو۔ دنیا فریب اور دھوکا ہے اس کے فریب میں مت آنا۔ عورتوں کی باتوں میں نہ آئیں اور نہ ان کو مشیر بنائیں میں نے اپنی بیوی حوا کی بات مان کر گناہ کا کام کیا۔ جنت کے انعامات سے محروم کیا گیا میری اور میری بیوی کی ندامت اور شرمساری قیامت تک میری اولاد کے حصے میں آئی ہے۔ آدمی اس زندگی میں مسافر کی طرح رہے۔ مختصر ضروریات کے ساتھ ہلکا پھلکا رہے۔ دنیا سے جاتے ہوئے اپنا بوجھ اتار کر جانا ہے۔ زیادہ بوجھ کسی کام نہیں آئے گا۔ دنیا سے امیدیں مت باندھو اور نہ امیدوں کی خوشی میں عمر کا حصہ اور محنت برباد کرو۔ ان سب کا انجام فنا ہے۔

حضرت مجاہد علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ اُن سے حضرت عبداللہ بن عمر نے فرمایا تھا کہ کل کی خبر کوئی نہیں جانتا کہ وہ کیسا ہوگا۔ اس لئے آج اور اس وقت کو غنیمت جانو جو کچھ نیکیاں کرنا ہے آج ہی کر ڈالو۔ آج کا کام کل پر نہ چھوڑو۔ کل کبھی نہیں آنے والا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ بندہ کی ہلاکت اس کی طویل عمری کی خواہش اور جینے کی نئی امیدیں ہیں۔ یہ بہت کم لوگوں کو ملی ہیں۔ اگر مل جائے تو اس کا فائدہ اٹھاؤ امیدیں اللہ سے باندھو آخرت کی امید کرو کہ وہ اچھی گزرے اس کو اسی دنیا کی زندگی سے سدھارتے رہنا ہے۔ اپنی آخرت کا زیادہ خیال رکھو۔

